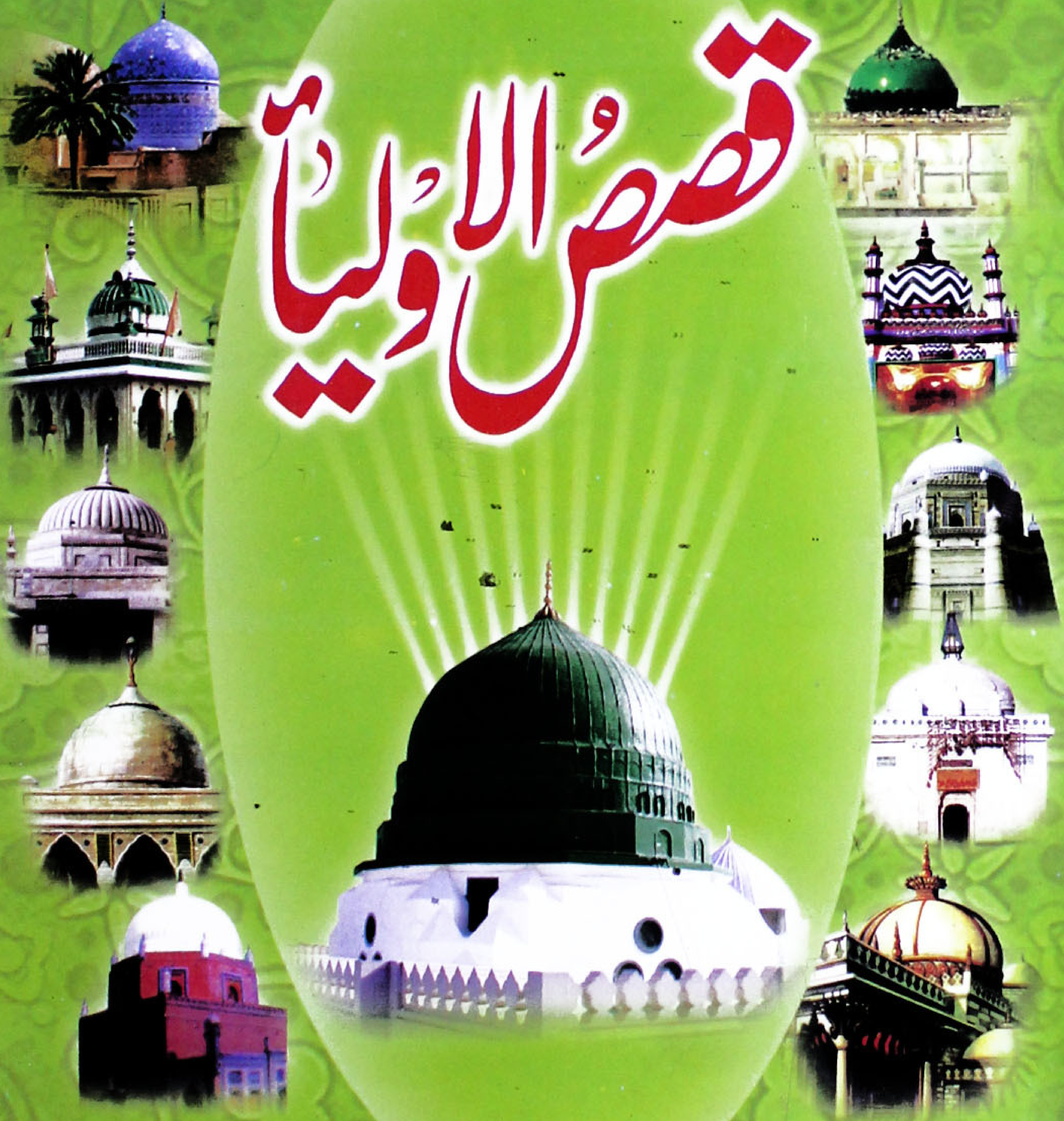
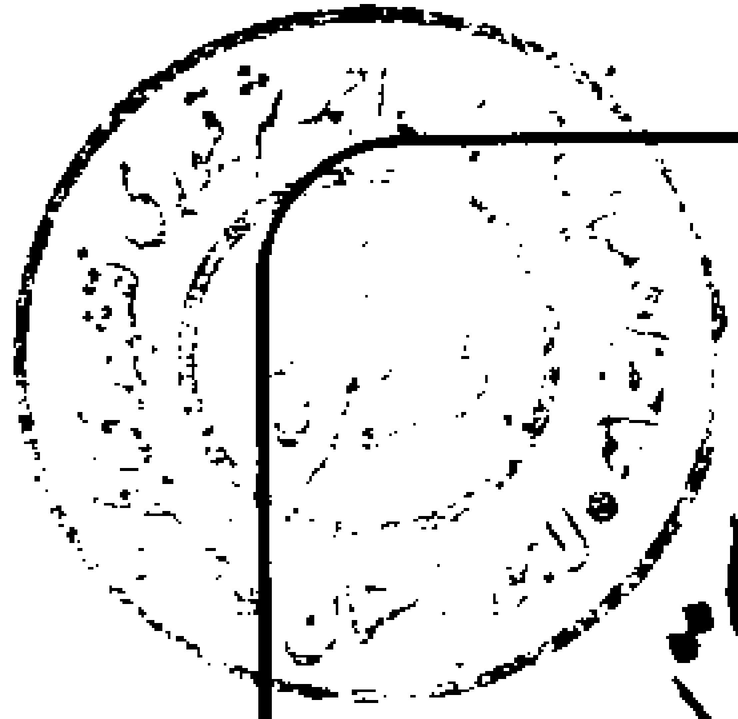
اولیائے کرام کے واقعات پر خوبصورت کتاب

قصص الاولیاء



تالیف
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور



اولیائے کرام کے واقعات پر خوبصورت کتاب

قصص الاولیاء

تالیف:

محمد حسیب القادری

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

نام کتاب: قصص الاولیاء
مصنف: محمد حسیب القادری
پبلشرز: اکبر بک سیلرز
تعداد: 600
قیمت: -/200 روپے

ملنے کا پتہ
ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371



انتساب

اپنے روحانی مرشد، شہید کربلا، نواسہ رسول اللہ ﷺ

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام

تا اَبد یا رب ز تو من لطفہا دارم امید
از تو گر امید ببرم از کجا دارم امید
ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیمارِ ناتواں
یک قدح زاں شربت دارالشفا دارم امید

فہرست

11/671

اول حمد ثناء الٰہی جو مالک ہر ہر دا
اُس دا نام چتارن والا ہر میدان نہ ہردا
کام تمام میسر ہوندے نام اوہدا چت دھریاں
رحموں شکے ساوے کردا قہروں ساڑے ہریاں

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ اللہ عزوجل نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ورسول اس دنیا میں مبعوث فرمائے جنھوں نے انسانوں کی رشد وہدایت کا فریضہ انجام دیا۔ گروہِ انبیاء علیہم السلام کے آخری نبی ورسول، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ عزوجل کے دین کی تکمیل کے لئے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیغام دیا وہ پیغام ابدی ہے اور قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے فلاح ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کو ختم کر دیا گیا اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ کے لئے نافذ کر دیا گیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت مقررہ کے بعد جب اس جہانِ فانی سے پردہ فرما کر گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس مشن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہایت احسن طریقے سے جاری وساری رکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس مشن کو اولیائے عظام رحمہم اللہ اور آئمہ دین رحمہم اللہ نے جاری رکھا اور یہ مشن اب تک جاری وساری ہے۔ اولیائے عظام رحمہم اللہ اپنی عادات واطوار میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نمونہ تھے۔ ان اولیائے عظام رحمہم اللہ نے اپنی زندگیاں دین اسلام کی تبلیغ وتلقین میں بسر کیں۔

کتب سیر کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان اولیاء اللہ رحمہم اللہ نے بغیر کسی طمع ولالچ، ثواب ومعاوضہ سے ماوراء ہو کر دین اسلام کی خدمت کی اور اسے صحیح معنوں میں دنیا کے گوشے گوشے میں روشناس کرایا۔ ان اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی سیرتِ مبارکہ اپنے اندر بے پناہ کشش لئے ہوئی ہیں اور ان اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے حالات وواقعات سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ ان اولیاء اللہ رحمہم اللہ نے کس بے سروسامانی کی حالت میں بھی دین اسلام کی

تبلیغ وترویج کو جاری وساری رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے ان اولیاء رحمہم اللہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''اللہ کے بندوں کو کسی چیز کا کچھ ڈر اور خوف نہیں۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں افضل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افضل وہ ہے جو اللہ عزوجل کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرے۔ اس نے عرض کیا کہ پھر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جو سب سے الگ تھلگ ہو کر کسی جگہ جا بیٹھے اور اللہ عزوجل کی عبادت کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء جنت میں مالداروں کی نسبت پانچ سو برس قبل داخل ہوں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شے کی ایک کنجی ہوتی ہے اور جنت کی کنجی مسکین، سچے فقراء اور صادقین وصابرین ہیں۔ روزِ محشر یہ لوگ اللہ عزوجل کے ہم نشین ہوں گے۔

زیرِ نظر کتاب ''قصص الاولیاء'' تالیف کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم ان اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی سیرتِ پاک کے روشن پہلوؤں سے آگاہ ہوں اور ان اعمال پر کاربند ہوں جن پر یہ لوگ کاربند ہوئے اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہوئے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومقبول فرمائے۔ آمین

از خاکپائے اولیاء

محمد حسیب القادری

ربیعہ اور مضر کی بھیڑ بکریوں کے بال برابر لوگوں کے گناہ معاف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"قرن میں ایک شخص ہے جس کی شفاعت سے قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے برابر لوگوں کے گناہ معاف ہوں گے اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ شخص کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ اویس (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔"

ستر ہزار ملائکہ مانند اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی مانند ان کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وجہ دریافت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تاکہ مخلوق میں ان کی شناخت نہ ہو سکے اور سوائے اس شخص کے جسے اللہ تعالیٰ ان کے دیدار سے مشرف فرمائے۔ اس لئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خلوت نشین ہو کر مخلوق سے روپوشی اختیار کی اور عبادت و ریاضت

کو اختیار کیا۔ روپوشی کی وجہ یہ تھی کہ لوگ کہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو برگزیدہ نہ سمجھیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی دیدار سے مشرف

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا حاضر خدمت نہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اویس قرنی (رحمۃ اللہ علیہ) بظاہر میری خدمت میں حاضر نہ ہو سکے ہیں لیکن انہوں نے مجھ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے ہیں اور وہ میرے روحانی دیدار سے مشرف ہیں۔"

پھر فرمایا:

"ان کا مجھ تک نہ پہنچنے کی دو وجہ ہیں۔ ایک تو ان پر حال کا غلبہ ہے اور دوسرا ان کی والدہ جو کہ مسلمان ہیں اور ضعیف و نابینا ہیں ان کی وجہ سے وہ میرے ظاہری دیدار سے محروم ہیں اور وہ شتربانی کر کے اپنا اور اپنی والدہ کا پیٹ پالتے ہیں۔"

پیراہن کے حق دار

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"تم دونوں ان سے ملو گے جب تم دونوں ان سے ملو تو میرا اسلام پہنچانا اور ان کو میرا پیغام دینا کہ وہ میری امت کے لئے دعا کریں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیراہن کا

حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میرے پیراہن کا حق دار اویس قرنی (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔"

حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی ملاقات کا حال

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ تشریف لائے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہاں پر موجود لوگوں سے دریافت کیا کہ ان میں کوئی شخص قرن کا موجود ہے تو کچھ لوگ حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا کہ وہ اس نام کے کسی شخص کو نہیں جانتے البتہ ایک دیوانہ آدمی ایسا ہے جو آبادی سے دور رہتا ہے اور کسی سے نہیں ملتا جلتا۔ لوگ عموماً کھاتے ہیں لیکن وہ نہیں کھاتا۔ وہ خوشی اور غم کو نہیں جانتا۔ جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت شروع ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کوفہ تشریف لے گئے اور وہاں سے یمن تشریف لے گئے جہاں قرن پہنچ کر حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش شروع کی۔ لوگوں نے بتایا کہ دور عرفہ کی وادی میں ایک دیوانہ اونٹ چرا رہا ہے جس کی غذا خشک روٹی ہے۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اس سمت چلے اور حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت نماز میں مشغول تھے۔ دونوں حضرات ان کا نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ جب حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو دونوں حضرات نے سلام عرض کیا اور ان سے نام دریافت کیا؟ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرا نام عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے حقیقی نام دریافت کیا تو فرمایا کہ میرا نام اویس (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہتھیلی دکھانے کی درخواست کی۔ جب حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ دکھایا تو آپ دونوں حضرات ان کو پہچان گئے اور دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پیش کیا اور پیراہن عطا کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سنائی کہ ان کی امت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ آپ دونوں حضرات اچھی طرح دیکھ بھال لیں کہ شاید وہ کوئی دوسرا فرد ہو جس کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ شخص آپ ہی ہیں اور ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی نشانی سے شناخت کر لی ہے۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

''اے عمر فاروق (رضی اللہ عنہ)! تمہاری دعا تو مجھ سے زیادہ کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں تو دعا کرتا ہی رہتا ہوں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پوری کرنی چاہئے۔''

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ پیراہن لیا اور کچھ فاصلے پر جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنا شروع کر دی!

''یا اللہ! جب تک تو میری سفارش پر امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش نہیں دے گا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیراہن نہیں پہنوں گا۔''

غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تیری سفارش پر کچھ لوگوں کو بخش دیا۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

''نہیں مالک! ساری امت کو بخش دے۔''

غیب سے دوبارہ آواز آئی کہ ہم نے مزید کچھ اور لوگوں کو بخش دیا۔ الغرض یہ

سلسلہ کچھ دیر تک جاری رہا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح دعا میں مشغول رہے۔ جب حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ اب کافی وقت ہو گیا ہے تو وہ دونوں حضرات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"آپ دونوں حضرات کیوں آ گئے؟ ابھی تو اللہ عزوجل نے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے برابر لوگوں کے گناہ معاف کیے تھے اور میں جب تک پوری امت کو معاف نہ کروالیتا اس وقت تک دعا سے پیچھے نہ ہٹتا اور یہ پیراہن اس وقت تک نہ پہنتا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی سنا دی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اویس قرنی (رحمۃ اللہ علیہ) کی دعا سے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے برابر لوگوں کے گناہ معاف ہوں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے پیراہن میں دیکھا جس میں ہزاروں عالم پوشیدہ تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی ولایت کی خواہش پیدا ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کوئی شخص ایسا ہے جو مجھ سے خلافت' روٹی کے ایک ٹکڑے کے بدلے میں حاصل کر لے۔"

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا:

"کوئی بے وقوف شخص ہی اسے خرید سکتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو چاہیے کہ اس کو فروخت کرنے کی بجائے اٹھا کر پھینک دیں پھر جس کا جی چاہے گا اٹھا کر لے جائے گا۔"

بعد ازاں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کیا ہوا پیراہن زیب تن کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر خدمت نہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا:

"آپ دونوں حضرات حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت باسعادت اور صحبت سے مشرف ہوئے ہیں کیا آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ابرو کشادہ تھے یا گھنے؟"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس سوال کا جواب دینے سے حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم قاصر رہے۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ دونوں حضرات تو حضور نبی کریم ﷺ کے دوستوں میں سے ہیں اور آپ دونوں حضرات حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جنگ احد میں شریک ہوئے تھے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ جنگ احد میں حضور نبی کریم ﷺ کے کون سے دانت مبارک شہید ہوئے تھے۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام ٹوٹے ہوئے دانت دکھا کر کہا کہ میں نے اپنا ایک ایک کر کے دانت اس خیال سے توڑ دیا کہ نجانے کون سا دانت مبارک شہید ہوا ہوگا۔ جب میں نے اپنے سارے دانت توڑ ڈالے تو مجھے سکونِ قلبی حاصل ہوا۔

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر دونوں حضرات پر رقت طاری ہوگئی۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات سے انہیں اندازہ ہوگیا کہ ادب کا حق یہی ہے جو کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر ادا نہیں کیا بلکہ اتباعِ رسول ﷺ میں ادا کیا ہے اور جس کا درس وہ ساری دنیا کو دے رہے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کے لئے درخواست کی تو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میں جب نماز میں التحیات پڑھتا ہوں تو اس کے بعد دعا پڑھتا ہوں کہ اے اللہ! تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور اگر تم ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو تمہیں کامیابی ملے گی اور اگر تم ایمان کے ساتھ رخصت نہ ہوئے تو میری دعا بے فائدہ ہوگی۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے وصیت کی درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اگر تم خدا شناس ہو تو اسے سے زیادہ بہترین وصیت کوئی نہیں کہ تم خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہ پہچانو۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا:

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا اللہ تم کو پہچانتا ہے؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات میں نفی میں سر ہلا دیا۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''بس اللہ کے سوا تمہیں کوئی نہ پہچانے یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ دیر قیام کی درخواست کی تاکہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ پیش کر سکیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جیب سے دو درہم نکال کر دکھائے اور کہا:

''یہ میرا اونٹ چرانے کا معاوضہ ہے۔ اگر آپ حضرات یہ ضمانت دیتے ہیں کہ ان کو خرچ کرنے سے قبل مجھے موت نہیں آئے گی تو آپ مجھے جو عنایت فرمائیں گے میں وہ قبول کرلوں گا ورنہ یہ دو درہم ہی میرے لئے کافی ہیں۔''

کچھ دیر تک حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے اسی طرح باتیں کرتے رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت واقوال زیر موضوع لاتے رہے۔ اس کے بعد حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''آپ دونوں حضرات نے یہاں پہنچنے تک میری وجہ سے جو تکلیف و زحمت فرمائی اس کے لئے میں معافی چاہتا ہوں۔ اب آپ دونوں حضرات یہاں سے تشریف لے جائیں کیونکہ قیامت کا دن نزدیک

ہے اور مجھے آخرت کی فکر ہے۔ قیامت کے دن ہمیں ایسا دیدار نصیب ہوگا جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ اب میں قیامت کا راستہ بنانے اور اسے صاف کرنے میں مشغول ہوں۔"

حضرت ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات

حضرت ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ تابعین کے ائمہ طریقت سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو طریقت و معرفت میں کمال درجہ حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت معلوم ہوا تو زیارت کے شوق میں ایک طویل سفر کر کے قرن پہنچے۔ جب قرن پہنچے تو لوگوں سے معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کوفہ تشریف لے گئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں ایک عرصہ تک حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو تلاش کرتے رہے۔ آخرکار آپ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں بصرہ تشریف لے گئے۔ بصرہ میں دریائے فرات کے کنارے وضو کرتے ہوئے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان لیا۔ حضرت ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کیونکر پہچانا۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا۔"

اس کے بعد حضرت ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے جس کے بعد حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں روانہ کیا۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کرتے ہوئے نصیحت کی:

"تم پر فرض ہے کہ اپنے دل کی حفاظت کرو تاکہ یہ کسی غیر کی فکر میں مبتلا نہ ہو جائے۔"

پھر حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہرم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

"اے ہرم (رحمۃ اللہ علیہ)! میں تجھے اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ آج کے بعد میں تمہیں نہ دیکھوں گا اور مجھے شہرت ناپسند ہے۔ خلوت نشینی میرا بہترین ساتھی ہے۔ تم آئندہ مجھے ڈھونڈنے کی کوشش نہ کرنا اور اگر اب تم یہ کوشش کرو گے تو تم کامیاب نہ ہو گے۔"

وحدت میں سلامتی

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانِ عالی شان ہے:

"وحدت میں سلامتی ہے اس لئے کہ جس کا دل تنہا ہو وہ غیر کے فکر و اندیشہ سے بے پرواہ ہر حال میں مخلوق سے کنارہ کش اور ان آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ لیکن اگر یہ سمجھے کہ تنہائی کی زندگی گزارنا محال ہے تو وہ جان لے کہ اس کے دل پر شیطان کا قبضہ ہے اور اس کے سینہ میں نفس کا غلبہ ہے۔ حالانکہ جس وقت دنیا و آخرت کی فکر اور خلق کا اندیشہ اس کے دماغ میں موجود ہے اس وقت تک ایک ہی چیز ہے جسے تنہائی کی عادت ہو گئی ہے اور وہ اگر کسی مجلس میں بھی بیٹھا ہو مگر اس کی یہ خلوت اسے فارغ نہیں کرتی۔ انسانوں سے جدا ہونا محبت الٰہی نہیں ہے لیکن جسے محبت الٰہی حاصل ہو جائے اس کے لئے انسانوں سے ملنا جلنا بھی ضروری نہیں ہے اس لئے کہ وحدت صاف دل بندہ کی صفت ہے۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی سعادت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کنیز تھیں۔ اسی نسبت کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ام المومنین رضی اللہ عنہا کے گھر میں تربیت پانے کی

سعادت حاصل ہوئی۔ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا' آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت کرتی تھیں۔اگر کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کسی کام سے باہر ہوتیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بھوک کی وجہ سے روتے تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا' آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گود میں اٹھا کر اپنی چھاتیاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈال دیتیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ وفورِ شوق سے اس کو چوستے لگتے اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پستان مبارک سے دودھ جاری ہو جاتا۔اب آپ خود سوچئے کہ جس نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا ہو اس کے مراتب سے کون انکار کرسکتا ہے۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جو فصاحت و بلاغت پائی وہ اسی دودھ کا صدقہ تھا۔ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ام المومنین رضی اللہ عنہا ہمیشہ یہی دعا کیا کرتی تھیں:

''اے اللہ! حسن (رحمۃ اللہ علیہ) کو مخلوق کا رہنما بنا دے۔''

چنانچہ ان کی دعا درجۂ مقبولیت کو پہنچی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے نادر یکتائے روزگار ہوئے۔

صحبت اخلاص کی علامت

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دیہاتی کے سوال پر فرمایا:

''صبر دو طرح کا ہوتا ہے۔ایک مصیبت پر صبر کرنا ہے اور دوسرا ان چیزوں پر جن کے نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔''

دیہاتی نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سراپا زہد و تقویٰ ہیں۔میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی زاہد نہیں دیکھا۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

''اے بندۂ خدا! میرا زہد مرغوب چیزوں میں ہے اور میرا صبر بیقراری میں ہے۔''

دیہاتی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس ارشاد کی وضاحت طلب کی تو فرمایا:

”بلاؤں پر میرا صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اس نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے کنارہ کش رہنا اس لئے کہ یہ آتش دوزخ کے خوف سے ہے اور دنیا میں میرا جو زہد ہے وہ صرف آخرت کی رغبت کی وجہ سے ہے اور خوشی و مسرت کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے نصیب پر قناعت کرتا ہوں۔ یہ سب صحبت اخلاص کی علامت ہے۔“

وعظ گوئی کی اجازت

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب بصرہ میں آئے تو انہوں نے تمام واعظین کو وعظ گوئی سے منع فرمادیا اور حکم دیا کہ تمام منبروں کو توڑ کر پھینک دیا جائے۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچے تو دریافت کیا کہ تم عالم ہو یا طالب عالم؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”میں تو کچھ بھی نہیں البتہ جو کچھ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ لوگوں تک پہنچادیتا ہوں۔“

یہ سن کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وعظ گوئی کی اجازت دے دی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے وضو کا طریقہ دریافت کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کا طریقہ سمجھا دیا جو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔

آخرت کی فکر

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ابتدائی دور میں جواہرات کی تجارت کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام حسن موتی بیچنے والا پڑ گیا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تجارت کی غرض سے روم گئے اور جب وہاں کے وزیر سے ملاقات کے لئے پہنچے تو وہ کہیں جانے کی

تیاری میں تھا۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی چلنے کو کہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے ساتھ چل پڑے۔ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل کی جانب چل دیئے۔ جنگل میں پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ وہاں ایک شاندار خیمہ نصب ہے جس کے چاروں طرف مسلح فوجی طواف کر کے واپس جا رہے ہیں۔ فوجیوں کے بعد علماء اور باحشمت لوگ وہاں پہنچے اور خیمہ کے قریب کچھ کہہ کر رخصت ہو گئے۔ ان کے بعد حکماء اور منشی وغیرہ پہنچے اور وہ بھی کچھ کہہ کر چل دیئے۔ اس کے بعد خوبرو کنیزیں زر و جواہر کے تھال سر پر رکھ کر آئیں اور کچھ کہہ کر چلی گئیں۔ اس کے بادشاہ و وزیر بھی اسی طرح کچھ کہہ کر چلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حیرت زدہ ہو کر اس وزیر سے اس کا سبب دریافت کیا وزیر نے بتایا:

''بادشاہ کا ایک خوبصورت جوان بیٹا مر گیا تھا اور وہی اس خیمہ میں مدفن ہے۔ چنانچہ ہر سال یہاں تمام لوگ آتے ہیں۔ سب سے پہلے فوج آ کر کہتی ہے کہ اگر جنگ کے ذریعہ سے تیری موت ٹل سکتی تو ہم جنگ کر کے تجھے بچا لیتے مگر اللہ عزوجل سے جنگ ناممکن ہے۔ اس کے بعد حکماء آ کر کہتے ہیں کہ اگر عقل و حکمت سے موت کو روکا جا سکتا تو ہم یقیناً روک لیتے۔ پھر علماء و مشائخ آ کر کہتے ہیں کہ اگر دعاؤں سے موت کو ٹالا جا سکتا تو ہم ٹال دیتے۔ پھر حسین کنیزیں آ کر کہتی ہیں کہ اگر حسن و جمال سے موت کو ٹالا جا سکتا تو ہم اس کو ٹال دیتے۔
پھر بادشاہ اور وزراء آ کر کہتے ہیں ہم نے حکماء و اطباء کے ذریعہ بہت کوشش کی لیکن تقدیر الٰہی کو کون مٹا سکتا ہے اور اب آئندہ سال تک کے لئے تجھ پر ہمارا اسلام ہو۔ یہ کہہ کر سب واپس چلے جاتے ہیں۔''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو سن کر میں نے قسم کھائی کہ زندگی بھر نہ ہنسوں گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا سے بیزار ہو کر فکر آخرت میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ستر سال تک ہمہ وقت باوضو رہے اور اسی وجہ سے اپنے

ہمعصر بزرگوں میں ممتاز ہوئے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پوری رات مصروف گریہ وزار رہے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تو صاحب تقویٰ لوگوں میں ہوتا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کس لئے اس قدر گریہ وزاری کرتے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''میں تو اس دن کے لئے روتا ہوں جس دن مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو گئی ہو کہ اللہ عزوجل کے ہاں باز پرس ہو اور فرمایا جائے کہ اے حسن! ہماری بارگاہ میں تمہاری کوئی وقعت نہیں اور ہم تمہاری پوری عبادت کورد کرتے ہیں۔''

مردِ خدا

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف برہنہ شمشیر لئے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں داخل ہوا۔ اس وقت بڑے علماء آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھے۔ یہ منظر دیکھ کر ایک عالم نے اپنے دل میں کہا:

''آج حضرت حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) کے زہد وتقویٰ کا امتحان ہے۔ کیا وہ ایک ظالم و جابر شخص کے احترام میں کھڑے ہوتے ہیں اور اس کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا درس جاری رکھتے ہیں۔''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نظر حجاج بن یوسف پر ڈالی اور وعظ میں اس طرح مشغول ہوئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری کیفیت میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا رنگ بدلا اور نہ زبان میں ہلکی سی بھی کوئی لرزش آئی۔ جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ ختم ہوا تو حجاج بن یوسف بہت تیزی کے ساتھ اپنی جگہ

سے اٹھا اور اس منبر کی طرف بڑھا جہاں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور وعظ بیان کر رہے تھے۔ حجاج بن یوسف کو اپنے قریب آتا دیکھ کر بھی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے انداز میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ حجاج بن یوسف والہانہ جھکا اور اس نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کو بلند کرتے ہوئے حاضرین سے مخاطب ہوا:

"اگر تم کسی مردِ خدا سے ملنا چاہتے ہو تو حضرت حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھ لو۔"

گنہگار کے آنسو

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر کی چھت پر گریہ کناں تھے کہ اشکوں کا سیلاب بہہ نکلا اور نیچے سے گزرتے ہوئے ایک شخص پر کچھ قطرے ٹپک پڑے۔ اس شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"برادرم! اپنے کپڑے پاک کر لینا یہ ایک گناہگار کے آنسو ہیں۔"

منافق کون؟

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ عید کے روز ایسی جگہ سے گزرے جہاں پر لوگ ہنسی مذاق میں مشغول تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میں ایسے لوگوں پر حیران ہوتا ہوں جو ہنسی مذاق میں مشغول ہو کر اپنے حال کو بھلا بیٹھے ہیں۔"

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ایک قبرستان سے ہوا جہاں پر ایک شخص قبرستان میں بیٹھا کھانے پینے میں مصروف تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیکھ کر فرمایا:

"یہ منافق ہے جس کی نفسانی خواہش مردوں کے سامنے بھی جاگتی ہے

اس کو موت اور آخرت کا یقین نہیں ہوتا اور جوان دونوں کا یقین نہیں کرتا وہ منافق ہوتا ہے۔"

مقام حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وعظ کہا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا وعظ اس وقت تک شروع نہ کرتے تھے جب تک کہ اس میں حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا شریک نہ ہو جاتیں۔ ایک مرتبہ محفل میں موجود لوگوں نے سوال کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک بوڑھی عورت کے محفل میں نہ ہونے پر وعظ ترک کیوں کر دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ہاتھی کے برتن کا شربت چیونٹیوں کے برتن میں کیونکر سما سکتا ہے۔"

دنیا عبرت کی جگہ ہے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جنازے کے ساتھ چلنا اپنا فرض اولیٰ سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی کے جنازے میں شریک تھے۔ جب لوگ مردہ کو قبر میں اتار چکے اور گھروں کو واپس جانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ پر بیٹھ گئے اور لوگوں سے فرمایا:

"اے دنیا کے پرستارو! مال دولت کے متوالو! تم نے آدمی کا انجام دیکھ لیا اور یہی وہ دنیا کا آخری مقام ہے اور آخرت کی پہلی منزل' پھر غرور اور تکبر کا کیا فائدہ' یہ دنیا عبرت کی جگہ ہے۔"

جنات کو تبلیغ

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد جہاں وہ تبلیغ فرماتے تھے فجر کی نماز کے لئے تشریف لے گیا۔ میں جب وہاں پہنچا تو میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے کے دروازہ کو اندر سے بند پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا فرما رہے تھے

اور کچھ لوگ آمین کہہ رہے تھے۔ میں سمجھا کہ کچھ ارادت مند ہوں گے جو اندر حاضر ہوں گے۔ جب نماز کے وقت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف لائے تو میں نے صورتِ حال بیان کی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"یہاں جنات وغیرہ آتے ہیں اور میں ان کے سامنے وعظ کہتا ہوں۔
وعظ کے بعد میں دعا کرتا ہوں اور وہ سب آمین کہتے ہیں۔"

گناہ کی سزا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بچپن میں کوئی گناہ سرزد ہو گیا جس کی پاداش میں آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کے گریبان پر وہ گناہ لکھوا دیتے۔ پھر جب اس گناہ کو دیکھتے تو کافی دیر تک گریہ وزاری کرتے رہتے حتیٰ کہ غشی طاری ہو جاتی تھی۔

عذاب سے چھٹکارا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی شخص کو ایک حبشی عورت کے ساتھ اس طرح شراب نوشی کرتے دیکھا کہ شراب کی بوتل اس کے سامنے تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ کیا یہ مجھ سے بھی بہتر ہو سکتا ہے؟ یہ تو شرابی ہے۔ اس دوران ایک کشتی سامنے آئی جس میں سات افراد سوار تھے اور وہ غرق ہو گئی۔ یہ دیکھ کر اس شخص نے پانی میں چھلانگ لگائی اور چھ افراد کو ایک ایک کر کے باہر نکالا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرنے لگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک کی ہی کی جان بچالیں۔ میں تو یہ امتحان لے رہا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی باطن کی نگاہ کھلی ہوئی ہے یا نہیں؟ یہ عورت جو میرے پاس ہے یہ میری والدہ ہیں اور اس بوتل میں سادہ پانی ہے۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی غیبی شخص ہے اس لئے اس کے قدموں میں گر پڑے اور کہنے لگے:

"جس طرح تو نے چھ آدمیوں کی جان بچائی ہے اس طرح میری

جان بھی بچا دے۔"

اس نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بصیرت عطا فرمائے یعنی کبر ونخوت کو دور کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی اپنے آپ کو کسی سے بہتر تصور نہیں کیا اور یہ کیفیت ہوگئی کہ اگر کبھی کتے کو دیکھ لیتے تو فرماتے:

"اگر عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو گیا تو میں اس سے بہتر ہوں ورنہ یہ کتا مجھ سے افضل ہے۔"

خالق کی دوستی کا دعویٰ

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت برہنہ سر اور منہ لئے حاضر ہوئی۔ اس عورت نے اپنے شوہر کی شکایت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے فرمایا کہ پہلے تم اپنا سر اور منہ ڈھانپ کر آؤ۔ اس عورت نے جواباً کہا کہ میں تو مخلوق کی محبت میں اس قدر سرشار ہوں کہ مجھے اپنی کچھ ہوش باقی نہیں رہی اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ میری توجہ اس جانب مبذول نہ کرواتے تو میں اسی طرح بازار چلی جاتی مگر مجھے اس پر بھی تعجب ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خالق کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس کی محبت میں سرشار ہیں پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کس طرح ننگے سر اور منہ دیکھ لیا۔

جنت میں عالی شان محل

ایک مرتبہ کسی شخص کا گھوڑا چوری ہو گیا۔ وہ شخص انتہائی غریب تھا اس نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مدعا بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے گھوڑے کی قیمت دریافت کی تو اس نے گھوڑے کی قیمت چار سو دینار بتائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے چار سو دینار دے دیئے۔ اس رات اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس کا گھوڑا جنت میں دوسرے کئی گھوڑوں کے ہمراہ چراگاہ میں چر رہا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ

گھوڑے کس کے ہیں؟ اسے جواب ملا کہ یہ گھوڑے پہلے تیری ملکیت تھے اب یہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ملکیت ہیں۔ اس شخص نے اگلے روز حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیع فسخ کرنے کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل مجھے تم سے پہلے اس کی اطلاع دے چکا ہے۔ وہ شخص مایوس ہو کر واپس چلا آیا۔ اس رات حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جنت میں ایک عالی شان محل دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ یہ محل اس کا ہے جو بیع کو منسوخ کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علی الصبح اس شخص کو بلایا اور بیع کو منسوخ کر دیا۔

تارک الجماعت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایک شخص ایسا ہے جو جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتا اور نہ ہی کسی سے ملتا جلتا ہے میں اس کے پاس گیا اور اس سے دریافت کیا کہ تم جماعت کے ساتھ نماز کیوں ادا نہیں کرتے؟ اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے اس بات سے معاف رکھئے میں مشغول ہوں اور مجھے ذرہ بھر بھی فرصت نہیں ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ تم کس کام میں مشغول ہو؟ اس نے کہا کہ میری کوئی سانس ایسی نہیں جس کی نعمت مجھ تک نہ پہنچی ہو اور مجھ سے گناہ سرزد ہوتا ہو۔ اس لئے میں نعمت کے شکر اور گناہ کے عذر میں مصروف رہتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ اللہ کی قسم! تم اسی طرح رہو تم مجھ سے بہتر ہو۔

ہم بے کیفیت ہیں

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا سے دریافت کیا کہ کیا تمہیں شوہر کی رغبت نہیں؟ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ نکاح جسم کے ساتھ ہوتا ہے اور میرا وجود یہاں نہیں میں مالک کی مملوک ہوں مالک سے دریافت کرو۔ حضرت حسن

بصری رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ یہ درجہ تمہیں کیونکر حاصل ہوا کہ تم نے سب حاصل کی ہوئی چیزوں کو اس میں گم کر دیا اور تم اسے کس طرح جانتی ہو؟ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہم بے کیفیت ہیں۔

مخلوق سے حاجت روائی نہ کرنا

ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی خادمہ کھانا پکا رہی تھی کہ اسے پیاز کی ضرورت پیش آ گئی۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہمسایوں سے پیاز مانگ لیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ چالیس سال ہوئے میں نے اپنے رب سے عہد کیا تھا کہ میں مخلوق سے کچھ طلب نہ کروں گی۔ قدرتِ خداوندی اس وقت ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور چھلا ہوا پیاز ہانڈی میں ڈال کر اڑ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ مجھے فکر ہے کہ یہ پیاز ناجائز ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہا نے وہ کھانا نہ کھایا۔

اللہ کے شغل سے کوئی نہ روک سکے

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے سات روز کا روزہ رکھا اور افطار نہ کیا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہا لمحہ بھر کے لئے بھی نہ سوئیں۔ ساتویں دن جب بھوک کا غلبہ ہوا تو نفس نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہا مجھے کب تک اس مصیبت میں مبتلا رکھیں گی؟ اس دوران ایک شخص آیا اور اس نے آواز دے کر کھانا آپ رحمۃ اللہ علیہا کی دہلیز پر رکھا اور چلا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے وہ کھانا لا کر رکھا اور چراغ روشن کرنے لگیں اس دوران بلی آئی اور اس نے سارا کھانا گرا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے پانی اکوزہ بھرا اور روزہ افطار کرنا چاہا تو چراغ گل ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اندھیرے میں پانی پینا چاہا تو کوزہ ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے افسردگی میں کہا کہ الٰہی! یہ کیا معاملہ ہے؟ غیبی ندا آئی کہ رابعہ (رحمۃ اللہ علیہا) اگر تو چاہتی ہے کہ دنیا کی نعمت تجھے دے دوں اور اپنا غم تیرے دل سے واپس لے لوں کیونکہ میرا غم اور دنیا کی نعمت ایک دل میں کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میں نے دل کو دنیا سے قطع کر لیا اور اپنی امید کو مختصر کر لیا اور میں سمجھی کہ یہ میری آخری نماز ہے اور خلقت سے اس طرح منہ موڑ لیا کہ جب دل ہوتا ہے تو اس خوف سے کہ مبادا دنیا مجھے خود میں مشغول نہ کر لے میں دعا گو ہوں کہ الٰہی مجھے اپنے ذکر میں مشغول رکھ تا کہ کوئی بھی مجھے تیرے شغل سے باز نہ رکھ سکے۔

بطورِ کفارہ حامل ہذا کو چار سو دینار ادا کرو

شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ اپنی فطرت قناعت کے سبب کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے تھے۔ شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی تین بیٹیاں تھیں چونکہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا اپنی تینوں بہنوں کے بعد پیدا ہوئیں اس مناسبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہا کا نام "رابعہ (رحمۃ اللہ علیہا)" رکھا گیا۔ عربی زبان میں "رابعہ" چوتھی کو کہتے ہیں۔ جس رات آپ رحمۃ اللہ علیہا پیدا ہوئیں شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کا بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ کوئی فالتو کپڑا نہ تھا جو نومولود کو اڑھایا جا سکے اور رات کے وقت چراغ جلانے کیلئے گھر میں تیل تک نہیں تھا کہ جس سے روشنی کا ہی اہتمام کر لیا جاتا۔ گھر کی یہ حالت دیکھ کر حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی والدہ ماجدہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہا کے والد سے کہا کہ فلاں ہمسایہ سے تھوڑا سا قرض لے لیں تا کہ ضرورت کی چیزیں لا سکیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کے والد نے اس بات کا عہد کر رکھا تھا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے کبھی کچھ نہ مانگیں گے چونکہ معاملہ ایسا آن پڑا تھا کہ اب اس کے سوا کوئی چارہ دکھائی نہیں دیا کہ کسی سے قرض لے لیا جائے۔ شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تاریکی میں گھر سے نکل پڑے اور پڑوسی کے دروازے پر دستک دی۔ پڑوسی گہری نیند میں سویا ہوا تھا اس لیے اس نے دستک کی آواز نہیں سنی۔ شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر تک دروازہ کھلنے کے انتظار میں کھڑے رہے مگر جب پڑوسی کے قدموں کی آواز بھی سنائی نہ دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے لوٹ آئے اور پریشانی کے عالم میں سو گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سو گئے تو خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اسماعیل (رحمۃ اللہ علیہ)! اپنی بے سروسامانی کا غم نہ کر تیری یہ بچی اپنے

وقت کی بہت بڑی عارفہ ہوگی اس کے روحانی فیض سے دنیا کو فائدہ پہنچے گا اور اس کی دعاؤں سے میری امت کے ہزاروں افراد بخشے جائیں گے۔اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بصرہ کے حاکم کے پاس ایک کاغذ تحریر کر کے لے جاؤ کہ ہر یوم تو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اور شب جمعہ چار سو مرتبہ لیکن آج جمعہ کی جورات گزری ہے اس میں تو درود بھیجنا بھول گیا لہٰذا بطورِ کفارہ حامل ہذا کو چار سو دینار ادا کرو۔ حاکم بصرہ سے جو دینار ملیں گے ان کو خرچ کر لینا۔حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے والد ماجد جب نیند سے بیدار ہوئے تو رات کو دیکھے خواب کے بارے میں سوچتے ہوئے آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پورا خواب ایک کاغذ پر تحریر کیا اور حاکم بصرہ کے دربان کو دے دیا دربان خط لے کر حاکم بصرہ کے پاس آیا اور شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کا لایا ہوا خط پیش کیا۔ حاکم بصرہ نے جب خط پڑھا تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہی' پوچھا کہ خط لے کر آنے والا معزز شخص کہاں ہے؟ دربان نے کہا کہ وہ باہر محل کے دروازے پر کھڑا ہے۔ حاکم بصرہ تیز قدموں کے ساتھ محل کے دروازے پر پہنچا اور شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر کہنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے یاد فرمایا ہے۔اس کے بعد حاکم بصرہ نے بڑی خوشی کہ ساتھ چار سو دینار شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کیے اسی خوشی میں اس نے دس ہزار دینار بطور شکرانہ غرباء وفقراء میں تقسیم کیے۔ اگلے دن حاکم بصرہ نے خود حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے گھر حاضری دی اور بڑی عقیدت و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوا۔

ملائکہ بھی رشک کریں گے

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا مالک انتہائی جابر اور ظالم شخص تھا۔ دن رات آپ رحمۃ اللہ علیہا سے کام لیتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نہایت فرمانبرداری اور خاموشی سے اس کی خدمت کرتیں اور کبھی زبان سے اف تک نہ کیا۔ بچپن کے دن تیزی سے گزرتے جا رہے تھے اور اب آپ

رحمۃ اللہ علیہا آہستہ آہستہ بارہ برس کی ہو گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کو جب بھی فرصت ملتی تو نماز میں مشغول ہو جاتیں اور رو رو کر پروردگار سے کہتیں:

"اے خدا! میں یتیم مبتلائے مصیبت ہوں، غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہوں اور ظلم و ستم سہہ رہی ہوں۔ اس کے باوجود میرا پیش نظر تیری رضا ہے۔"

ایک دن مالک نے آپ رحمۃ اللہ علیہا کو کسی کام کے لیے گھر سے باہر بھیجا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا چلی جا رہی تھیں کہ راستے میں اپنے سامنے نامحرم کو دیکھ کر اس قدر زور سے گریں کہ ہاتھ میں شدید چوٹ آ گئی اور ہاتھ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا رو پڑیں اور بارگاہ الٰہی میں التجا کرنے لگیں:

"الٰہی! میں تو پہلے ہی بے یار و مددگار تھی اب ہاتھ نے بھی چوٹ کے باعث جواب دے دیا ہے اسکے باوجود میں تیری رضا چاہتی ہوں۔"

غیبی ندا آئی:

"اے رابعہ! غم نہ کر کل تجھے وہ مقام و مرتبہ عطا ہو گا کہ تجھ پر ملائکہ بھی رشک کریں گے۔"

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے یہ آواز سنی تو بہت خوش ہو گئیں اپنی ساری تکلیفیں بھول گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا بہت خوش گھر واپس آئیں اور حسب معمول کام میں لگ گئیں۔

میں نے تمہیں معاف کیا

ایک دن آدھی رات کے وقت مالک کی اچانک آنکھ کھل گئی تو اس کی نگاہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی کوٹھڑی کی طرف چلی گئی۔ اسے کوٹھڑی میں چراغ کی لو محسوس ہوئی۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ کنیز آدھی رات کو جاگ کر کیا کر رہی ہے۔ وہ کوٹھڑی کی طرف بڑھا مگر یہ دیکھ کر اس کے قدم کوٹھڑی کے دروازے کے باہر ہی رک گئے کہ اس کی کنیز بارگاہ الٰہی میں

عبادت میں مشغول ہے۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہی تھیں:

"الٰہی! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں زندگی کا ہر ایک لمحہ تیری عبادت کرنے میں گزار دیتی مگر چونکہ تو میری مجبوریوں کو جانتا ہے تو نے مجھ کو غیر کا محکوم بنایا ہوا ہے اس لیے میں دن کے وقت مالک کے گھر کا کام کاج کرتی رہتی ہوں اور رات کو دیر سے تیری بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوتی ہوں۔ اے اللہ! مجھے معاف فرمادے اور میرے گناہوں کو درگزر فرمادے۔"

مالک نے جب یہ منظر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس کے دل کی سختی یہ منظر دیکھتے ہی نرمی میں بدل گئی۔ اسے اپنے کیے پر پچھتاوا آنے لگا کہ میں نے اس چھوٹی سی بچی پر کس قدر ظلم ڈھائے ہیں کہ ہر وقت گھر کے کاموں میں ہی الجھائے رکھا اور بچی کا یہ حال ہے اس چھوٹی سی عمر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں راتوں کو مشغول رہتی ہے۔ اسی وقت اس نے اپنے دل میں اس بات کا عہد کیا کہ صبح ہوتے ہی اپنی زیادتیوں کا ازالہ کروں گا۔ وہ یہ ارادہ کر کے واپس اپنے کمرے میں چلا آیا تاکہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔ کمرے میں آیا تو نیند اس سے کوسوں دور چلی گئی تھی۔ صبح کے انتظار میں جاگتا رہا اور صبح ہوتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہا سے کہا کہ میں تمہیں آزاد کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں کہ لاعلمی میں مجھ سے بہت زیادتیاں ہوئی ہیں میری خواہش ہے کہ تم اس گھر میں قیام کرو تاکہ میرے گھر میں برکت رہے اگر تم یہاں قیام کرنا پسند نہ فرماؤ اور کہیں اور جانا چاہیں تو تمہاری مرضی ہے۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

"میں نے تمہیں معاف کیا۔"

مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ریاضت و عبادت و معرفت کے اعتبار سے ممتاز حیثیت

رکھتیں تھیں۔ اپنے دور کی نامور قلندر تھیں۔ علم عبادت اور ریاضت میں آپ رحمۃ اللہ علیہا کا نام اولیاء کرام میں نہایت عقیدت واحترام سے لیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہمہ وقت مشغول رہتیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کی کسی چیز کا لالچ آپ کے دل میں موجود نہیں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا صرف رضائے الٰہی کی طالب تھیں۔ ایک مرتبہ بارگاہ الٰہی میں مناجات کرتے ہوئے کہا:

"اے اللہ! اگر میں تیری عبادت جہنم کے خوف سے کرتی ہوں تو تو مجھے جہنم میں پھینک دے اور اگر میں تیری عبادت جنت کی خاطر کرتی ہوں تو تو مجھے جنت سے محروم کر دے لیکن اگر میں صرف تیری ہی خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے اپنے دیدار سے محروم نہ کرنا۔"

صرف توبہ واستغفار ہی کافی نہیں

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے کہا کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں، اگر میں تائب ہو جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کر لیں گے؟ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، اگر وہ تیری توبہ قبول کر لیتا تو میں توبہ نہ کر لیتی۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا اس فرمان میں یہ خیال تھا کہ صرف توبہ استغفار ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ ریاضت اور مجاہدات کی بھی ضرورت ہوتی ہے تب جا کر رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے اور انسان مکمل طور پر گناہوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ایک اور مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہا کا ارشاد ہے کہ ہمارا استغفار ایک دوسرے استغفار کا محتاج ہے کیونکہ ہم اپنے استغفار میں سچے نہیں ہوتے۔

وہی دل بیدار ہے جو حق میں گم ہو گیا

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ انسان آنکھوں کی راہ سے خدا کی منزل کو

نہیں پہنچ سکتا اور زبان کی طرف سے بھی اس کی جانب راہ نہیں پا سکتا اور قوت سامعہ صرف سننے کے لیے ہے اور ہاتھ پاؤں حیرت میں ہیں لیکن یہ معاملہ دل کے ساتھ ہے' کوشش کرتے رہنا کہ دل بیدار رہے کیونکہ جب دل بیدار ہو گیا تو پھر اسے یار کی حاجت نہیں۔ یعنی وہی دل بیدار ہے جو حق میں گم ہو گیا اور جو اس میں گم ہو گیا وہ یار کو کیا کرے کیونکہ یہی درجہ فنا فی اللہ کا ہے۔

دنیا سے محبت اور لگاؤ ہے

بصرہ کے ایک درویش حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے ملنے کے لیے آئے۔ انہوں نے دنیا کی مذمت اور برائی کرنا شروع کی۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے جب ان کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دنیا کو دوست رکھتے ہو اگر دنیا کو دوست نہ رکھتے ہوتے تو اس کا ذکر تمہاری زبان پر ہرگز نہ آتا اور اگر تم دنیا سے فارغ ہوتے اور اگر تم کو دنیا سے کوئی لگاؤ نہ ہوتا تو تم دنیا کا ذکر نہ کرتے لیکن تم دنیا کا ذکر اس لیے کرتے ہو اور اس لیے دنیا کو یاد کرتے ہو کہ تم کو دنیا سے محبت ہے اور تم کو دنیا سے لگاؤ ہے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہا کی یہ بات سن کر وہ درویش خاموش ہو گئے اور پھر کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہا کے سامنے دنیا کی شکایت نہ کی۔

یہ پیاز ناجائز ہے

ایک دفعہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی خادمہ ہانڈی پکا رہی تھی کہ اس کو پیاز کی ضرورت محسوس ہوئی۔ گھر میں دیکھا تو پیاز موجود نہ تھا۔ خادمہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہا سے کہا کہ پیاز ہمسایہ کے گھر سے لے لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے خادمہ سے فرمایا کہ چالیس سال سے میں نے

اپنے خالق سے عہد کر رکھا ہے کہ اس کی مخلوق سے کچھ طلب نہ کروں گی' پیاز نہیں ہے تو نہ سہی۔ اسی وقت قدرتِ خداوندی سے آسمان سے ایک پرندہ اڑتا ہوا اور چھلا ہوا پیاز ہانڈی میں ڈال کر چلا گیا۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

''مجھے فکر ہے کہ یہ پیاز ناجائز ہے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اس سالن سے روٹی ہی نہ کھائی اور روکھی روٹی کھا کر گزارہ کیا۔

بخار اسی عتاب کی وجہ سے ہے

ایک دفعہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بہت سخت بیمار ہو گئیں۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہا سے اس شدید بخار کی وجہ پوچھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

''آج فجر کے وقت میرے دل میں جنت کی خواہش پیدا ہوئی تو اللہ نے مجھ پر عتاب نازل فرمایا چنانچہ یہ بخار اسی عتاب کی وجہ سے ہے۔''

حرام ہے یا حلال؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی خبر گیری کے لئے تشریف لائے تو دروازے پر ایک رئیس آدمی کو روپوں کی تھیلی لئے کھڑے دیکھا۔ وہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے دروازے پہ زاروقطار رو رہا تھا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے اس طرح رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے لئے یہ کچھ نذرانہ لایا تھا لیکن اب اس خیال سے رو رہا ہوں کہ اگر انہوں نے قبول نہ کیا تو میرا کیا ہوگا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گذارش ہے کہ میری سفارش فرما دیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ گھر کے اندر داخل ہوئے اور اس شخص کا پیغام حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو پہنچا دیا۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

''جو شخص اللہ عزوجل کو برا بھلا کہتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی روزی بند

نہیں کرتا اور جس کی زندگی اس کی محبت میں گزرتی ہے اسے رزق کے بغیر بھی زندہ رکھتا ہے۔ جب سے میں نے اسے دیکھ لیا ہے مخلوق سے منہ پھیر لیا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میں کیسے لے سکتی ہوں اور اس کی نسبت مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ حرام ہے یا حلال۔''

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں لوگوں کو سود پر پیسے دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی کے گھر قرضے کی وصولی کے لئے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا میرا تو شوہر گھر پر موجود نہیں اور میرے پاس دینے کو کوئی چیز نہیں ہے۔ البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی تھی جس کا تمام گوشت ختم ہو چکا ہے اور سر باقی ہے اگر کہو تو وہ دے دوں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ سر لے کر گھر آ گئے اور بیوی سے کہا کہ یہ سر سود میں ملا ہے اس کو پکا ڈالو۔ بیوی نے کہا کہ میں کیسے پکاؤں گھر میں نہ لکڑی ہے نہ آٹا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے ان دونوں چیزوں کا بھی ابھی کسی مقروض سے انتظام کر کے آتا ہوں۔ جب کھانا تیار ہو چکا۔ تو ایک سائل نے آ کر سوال کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرے پاس تجھے دینے کو کچھ نہیں۔ سائل نے کہا کہ اگر تو مجھے کچھ دے بھی دے تو تو اس سے غریب نہیں ہو جائے گا اور نہ میں امیر ہو جاؤں گا۔ جب سائل مایوس ہو کر چلا گیا تو بیوی نے سالن نکالنا چاہا تو ہنڈیا سالن کی بجائے خون سے لبریز تھی۔ اس نے آواز دے کر کہا کہ تیری کنجوسی کی وجہ سے یہ کیا ہو گیا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھ کر عبرت حاصل کی اور کہا کہ میں آج سے برے کام سے تائب ہو گیا اور اس کے بعد مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود ختم کرنے کے لئے نکلے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے کہ راستے میں کچھ لڑکوں کو کھیلتا دیکھے۔ لڑکوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی آوازیں لگانا شروع کر دیں کہ دیکھو حبیب سود خور آ رہا ہے کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر رنجیدہ ہوئے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

میں حاضر ہو کر تائب ہو گئے اور گناہوں سے توبہ کر لی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وعظ و نصیحت کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے واپس ہوئے تو ایک مقروض شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر بھاگنے لگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''مجھ سے مت بھاگو اب تو مجھ کو تم سے بھاگنا چاہئے تاکہ ایک عاصی کا سایہ تمہارے اوپر نہ پڑ جائے۔''

پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس ہوئے تو وہی لڑکے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر راستہ دینے لگے اور کہنے لگے کہ اب حبیب تائب ہو کر آ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیروں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ گنہگاروں میں ہمارا نام درج کر دے۔ بچوں کا یہ قول سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے عرض کیا:

''مالک تیری قدرت بھی عجیب ہے۔ آج ہی میں نے توبہ کی اور تو نے لوگوں کی زبان پر میری نیک نامی کا اعلان کرا دیا۔''

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منادی کرا دی کہ جو شخص میرا مقروض ہے وہ اپنی تحریر اور مال واپس لے جائے۔ اس کے علاوہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام دولت راہ مولا میں لٹا دی اور جب کچھ باقی نہ رہا تو آخر میں ایک سائل کے سوال پر اپنا کرتہ تک اتار کر دے دیا اور دوسرے سائل کے سوال پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی کی چادر بھی دے دی۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی تقریباً نیم برہنہ رہ گئے۔ اس کے بعد دریائے فرات کے کنارے ایک مسجد تعمیر کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے اور یہ معمول بنا لیا کہ دن میں تحصیل علم کے لئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ جاتے اور ساری رات عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔

نیت کی درستگی

ایک دن شام کو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا گزر حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے

عبادت خانہ کے قریب سے ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کے ارادے سے عبادت خانے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نماز کی نیت کر چکے تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غلط قرأت سن کر نماز علیحدہ پڑھ لی۔ اس وقت ندائے غیبی آئی:

"اے حسن (رحمۃ اللہ علیہ)! تو نے میری رضا کو پالیا مگر قدر نہ کی۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ جواب ملا:

"حبیب (رحمۃ اللہ علیہ) کے پیچھے نماز نہ پڑھنا وہ ایک نماز تمہاری تمام نمازوں کا عوض ہو سکتی تھی تم نے نیت کی درستگی کا خیال نہ کیا اور الفاظ کی درستی کی طرف دھیان دیا زبان اور دل کے ٹھیک کرنے میں بہت فرق ہے۔"

حفاظت کے لئے مامور

ایک مرتبہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کپڑے نکال کر چوڑا ہے پر رکھ دیئے اور خود نہانے چلے گئے۔ اس دوران حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ادھر سے گزرے تو لباس کو شناخت کر کے وہیں رک گئے کہ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ آ جائیں گے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس آئے تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے وہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تم یہ کپڑے کس کے بھروسے پر چھوڑ گئے تھے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کے بھروسے پر جس نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی حفاظت کے لئے مامور کیا۔

استغناء

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک کنیز کام کرتی تھی جو عرصہ تیس سال سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت پر مامور تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استغناء کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

کبھی اس کا چہرہ نہ دیکھا۔ایک دن اسی کنیز سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ میری کنیز کو بلا لاؤ۔اس نے عرض کیا کہ حضور میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیز ہوں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تیس برس تک میرے دل میں سوائے اللہ عزوجل کے کسی کا خیال پیدا نہیں ہوا اور یہی وجہ ہے کہ میں تمہیں پہچاننے سے قاصر رہا۔

علم کا نفع

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ دریائے فرات کے کنارے کھڑے تھے کہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ بھی آن پہنچے۔حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ سیّدی! آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کشتی کا انتظار کر رہا ہوں تاکہ دریا کے پار جا سکوں۔حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ سیّدی! میں نے یہ علم آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی سیکھا کہ دل کو حسد و بغض سے پاک کر لو اور دنیا سے علیحدگی اختیار کر لو' مصائب پر صبر سے کام لو اور اپنے تمام معاملات کو منجانب اللہ کر لو پھر پانی پر قدم رکھو دریا تمہیں خود بخود راستہ دے دے گا۔یہ کہہ کر حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے دریا پر قدم رکھا اور دریا پر چلنا شروع کر دیا۔حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔لوگوں نے ہوش میں آنے کے بعد وجہ دریافت کی تو فرمایا:

"وہ شخص مجھ سے علم سیکھ کر دریا پر چلنا شروع ہو گیا اور کل کو پل صراط پر بھی اسی طرح گزر جائے گا۔مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں میں اسی طرح رہ نہ جاؤں۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ تمہیں یہ مقام کیونکر حاصل ہوا۔حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"سیّدی! میں دل کو سفید کرتا ہوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کاغذ سیاہ کرتے ہیں۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا:

''میرے علم نے دوسروں کو نفع دیا مگر مجھے نفع نہ دیا۔ میں جیسے پہلے تھا اب بھی ویسا ہی ہوں۔''

دشمنوں کی نظر سے محفوظ فرما

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف کے سپاہیوں کی وجہ سے بھاگ کر حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت گاہ تشریف لے گئے۔ اس دوران حجاج بن یوسف کے سپاہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں ان کے گھر پہنچ گئے اور دریافت کیا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ وہ میری عبادت گاہ میں ہیں۔ ان سپاہیوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت گاہ کا ایک ایک کونہ چھان لیا مگر انہیں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہیں نظر نہ آئے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے جھوٹ بولا وہ عبادت گاہ میں کہیں بھی نہیں ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ عبادت خانے میں ہی گئے تھے۔ ان سپاہیوں نے دوبارہ عبادت گاہ میں جا کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو ڈھونڈا مگر انہیں نہ ملے وہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم نے انہیں سچ بتایا مگر وہ پھر بھی مجھے عبادت گاہ میں تلاش نہ کر سکے؟ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے آیت الکرسی دو مرتبہ اور دو مرتبہ سورۂ اخلاص اور دو مرتبہ آمن الرسل پڑھ کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی کہ الٰہی! میں نے استادِ محترم کو تیرے سپرد کیا تو ہی ان کی حفاظت فرما اور انہیں دشمنوں کی نظروں سے محفوظ فرما دے چنانچہ اللہ عزوجل نے میری دعا کو قبول فرما لیا۔

یادِ الٰہی سے غافل

ایک مرتبہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ اکٹھے جا رہے تھے

کہ ان کی ملاقات حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ان سے کوئی سوال کرنا چاہیے؟ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کہا کہ ان سے کوئی بھی سوال نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ یہ عجیب لوگ ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہو جائے اور وہ بھول جائے کہ کون سی نماز قضا ہوگئی تو وہ کیا کرے؟ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس دل کو جو یادِ الٰہی سے غافل ہو گیا تنبیہ کرنی چاہیے اور پانچوں نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سنا تو حیران ہو گئے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے تمہیں کہا تھا ان لوگوں سے سوال نہیں کرنا چاہیے۔

امدادِ غیبی

ایک مرتبہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے کہا کہ خورد و نوش کے لئے کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہیے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مزدوری کے لئے گھر سے باہر نکلے لیکن دن بھر عبادت میں مشغول رہ کر جب گھر واپس آئے تو بیوی نے سوال کیا کہ کیا لائے ہو؟ فرمایا:

"جس کی مزدوری کی ہے وہ بہت کریم ہے اور اس کے کرم کی وجہ سے مجھے اس سے اجرت طلب کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اس نے خود ہی کہہ دیا ہے کہ دس یوم کے بعد جب تم کو ضرورت ہو گی تو پوری اجرت دے دوں گا۔"

پھر جب دس دن کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خیال آیا کہ آج گھر پر جا کر کیا جواب دوں گا تو ایک طرف اپنے تصور میں غرق چلے جا رہے تھے اور دوسری طرح اللہ تعالیٰ نے ایک بوری آٹا، ایک ذبح شدہ بکری، گھی، شہد اور تین سو درہم ایک غیبی شخص کے ذریعہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں پہنچا دیئے اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ حبیب (رحمۃ اللہ علیہ) سے کہہ

دینا کہ اپنے کام میں ترقی کریں جس کے صلہ میں ہم اس سے بھی زیادہ مزدوری دیں گے۔ چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر کے دروازے پر پہنچے تو گھر میں سے کھانے کی خوشبو آ رہی تھی۔ اندر جا کر بیوی سے صورت حال دریافت کی تو اس نے پورا واقعہ اور پیغام سنا دیا۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ اگر زیادہ دلجمعی سے عبادت کروں گا تو نجانے کیا کیا انعام واکرام حاصل ہوں گے۔ چنانچہ اسی دن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ دنیا کو چھوڑ کر عبادت میں غرق ہو گئے یہاں تک کہ مستجاب الدعوات کہلائے۔

خلوصِ نیت کے ساتھ عبادت

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوبصورت اور دولت مند تھے اور دمشق میں سکونت پذیر تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تیار کردہ مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خیال آیا کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ مجھ کو اس مسجد کا متولی بنا دیا جائے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعتکاف اور اتنی نمازیں کثرت سے پڑھیں کہ ہر شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہمہ وقت نماز میں مصروف دیکھتا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کسی نے بھی توجہ نہ دی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کو ایک سال تک اپنی اس خودغرضانہ عبادت پر شدید رنج ہوا اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلب کو ریا سے خالی کر کے خلوص نیت کے ساتھ عبادت کی تو صبح کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک مجمع ہے جو باتیں کر رہے ہیں کہ مسجد کا انتظام ٹھیک نہیں چل رہا لہٰذا اس شخص کو مسجد کا متولی بنا دیا جائے اور تمام انتظامی امور اس کے سپرد کر دیئے جائیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے باہمی متفقہ فیصلے سے آپ کو مسجد کا متولی بنانا چاہتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا:

> ''الٰہی! میں نے ایک سال تک ریاکارانہ عبادت کی مگر مجھے مسجد کی تولیت حاصل نہیں ہوئی اور اب جب میں صدق دل سے تیری عبادت

میں مشغول ہوا ہوں تو تیرے حکم سے تمام لوگ مجھے متولی بنانا چاہتے ہیں اور میرے اوپر یہ بار ڈالنا چاہتا ہیں لیکن میں تیری عظمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اب تولیت قبول نہ کروں گا اور نہ ہی مسجد سے باہر نکلوں گا۔''

یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔

دنیا کو طلاق

بصرہ میں ایک امیر آدمی فوت ہوا تو اس کی پوری جائیداد اس کی لڑکی کو ملی جو کہ بہت خوبصورت تھی۔ ایک دن اس نے حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''میں نکاح کرنا چاہتی ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ میرا نکاح مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہو تا کہ ذکر الٰہی اور دنیاوی کاموں میں وہ میری مدد کر سکیں۔''

چنانچہ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکی کا پیغام حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''میں تو دنیا کو طلاق دے چکا ہوں اور چونکہ عورت کا شمار بھی دنیا میں ہوتا ہے اس لئے طلاق شدہ عورت سے نکاح جائز نہیں۔''

ہاتھ کی برکت

ایک مرتبہ کسی ملحد سے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ ہوا۔ وہ ملحد اپنے آپ کو حق پر کہتا تھا۔ لوگوں نے فیصلہ کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے ہاتھ آگ میں ڈلوا دیئے جائیں، جس کا ہاتھ محفوظ رہے گا اسی کو حق پر تصور کیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور دونوں

میں سے کسی کے ہاتھ کو بھی آگ نے نقصان نہ پہنچایا۔لوگوں نے فیصلہ کیا کہ دونوں حق پر ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا:

"الٰہی! میں نے ستر سال تک عبادت کی مگر تو نے مجھے ایک ملحد کے برابر کر دیا۔"

غیبی ندا آئی:

"اے مالک (رحمۃ اللہ علیہ)! تمہارے ہاتھ کی برکت کی وجہ سے ہی ملحد کا ہاتھ آگ سے بچ گیا اور اگر وہ تنہا آگ میں ہاتھ ڈال دیتا تو یقیناً اس کا ہاتھ جھلس جاتا۔"

غصہ پر قابو

ایک مرتبہ کسی یہودی کے مکان کے قریب حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے کرایہ پر مکان لے لیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ یہودی کے دروازے سے متصل تھا۔ چنانچہ یہودی نے دشمنی میں ایک ایسا پرنالہ بنوایا جس کے ذریعہ سے پوری گندگی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر ڈالتا تھا اور جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کی جگہ ناپاک ہو جایا کرتی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی اس سے شکایت نہ کی۔ایک دن وہ یہودی خود ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ کوئی تکلیف تو نہیں ہوتی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"پرنالہ سے جو غلاظت گرتی ہے اس کو روزانہ دھو ڈالتا ہوں اس لئے مجھے کوئی تکلیف نہیں۔"

یہودی نے عرض کیا کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی غصہ نہیں آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اللہ کا حکم ہے کہ جو لوگ غصہ پر قابو پا لیتے ہیں ان کے نہ صرف سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بلکہ ان کو ثواب بھی ملتا ہے۔"

یہ سن کر یہودی نے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اچھا ہے جو دشمنوں کی اذیت پر بھی صبر کرنے کو اچھا سمجھتا ہے اور میں آج سچے دل سے توبہ کرتا ہوں اور دین اسلام قبول کرتا ہوں۔

میرے دوست کو پریشان مت کرو

ایک نوجوان حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسایہ تھا۔ لوگ اس سے بہت پریشان رہتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے مظالم کی شکایت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے پاس جا کر نصیحت کی تو وہ گستاخی سے پیش آنے لگا اور کہا کہ میں حکومت کا آدمی ہوں اور کسی کو میرے کاموں میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس سے فرمایا کہ میں تیری شکایت کروں گا۔ تو اس نے جواب دیا کہ وہ بہت ہی کریم ہے اور میرے خلاف کسی کی کوئی بات نہیں سنے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر وہ نہیں سنے گا تو میں اللہ عزوجل سے عرض کروں گا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ بادشاہ سے بھی بہت زیادہ کریم ہیں۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لے آئے۔ کچھ دنوں کے بعد اس شخص کے ظالمانہ افعال اس حد تک بڑھ گئے کہ لوگوں نے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے پھر نصیحت کے لئے پہنچ گئے لیکن غائبانہ آواز آئی کہ میرے دوست کو پریشان مت کرو۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خیریت ہوئی اور اس نوجوان سے اس غیبی آواز کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں اپنی دولت راہ خدا میں خیرات کرتا ہوں اور اس کے بعد وہ اپنا پورا سامان خیرات کر کے نامعلوم سمت کی طرف چلا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی نے بھی اس شخص کو پھر نہ دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مکہ معظمہ میں اس حالت میں دیکھا کہ بہت کمزور اور مرنے کے قریب تھا اور کہہ رہا تھا:

''خدا نے مجھے اپنا دوست فرمایا ہے اور میں اس پر اور اس کے احکام پر اپنا جان و دل نثار کرتا ہوں۔''

یہ کہتا ہوا وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔

نفس پر قابو پانا

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں چالیس برس تک قیام کیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کھجور نہ کھائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کھجور نہیں کھائی اور اس کے نہ کھانے سے میرا پیٹ نہ ہی کم ہوا اور نہ ہی بڑھا۔ چالیس برس گزرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کھجور کھانی چاہئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نفس کو مخاطب کیا اور فرمایا کہ میں تیری خواہش کی تکمیل کبھی نہیں ہونے دوں گا۔ ایک رات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کھجور کھانے کا اشارہ کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا گیا کہ نفس کی پابندی ختم کر دو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیدار ہونے کے بعد نفس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک شرط پر تیری یہ آرزو پوری کروں گا کہ تو ایک ہفتہ تک مسلسل روزہ رکھے گا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہفتہ تک روزہ رکھا۔ اس کے بعد چند کھجوریں خریدیں اور انہیں مسجد میں لے گئے۔ ابھی کھانے کا ارادہ کر رہے تھے کہ ایک لڑکے نے باپ کو آواز دے کر کہا کہ مسجد میں کوئی یہودی آیا ہے۔

یہودی کا نام سنتے ہی وہ شخص ڈنڈا لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب لپکا لیکن جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو معافی کا طلبگار ہوا اور کہنے لگا کہ ہمارے محلہ میں دن کے وقت یہودیوں کے علاوہ کوئی نہیں کھاتا اور سب روزہ رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بچوں کی زبان غیبی ہوتی ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا:

''بغیر کھجور کھائے ہوئے تو نے یہودیوں میں شامل کر دیا اور اگر کھا لیتا تو نہ معلوم کفار سے بھی زیادہ میرا انجام ہوتا لہٰذا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب کبھی کھجور کا نام نہیں لوں گا۔''

ناپ تول میں کمی کی سزا

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے شخص کی خبر گیری کے لئے تشریف لے گئے جو قریب المرگ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کلمہ شہادت پڑھنے کی نصیحت کی۔ اس شخص نے بہت کوشش کی مگر وہ کلمہ شہادت نہ پڑھ سکا۔ اس شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں جب بھی کلمہ پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں تو آگ کا ایک پہاڑ مجھ پر حملہ آور ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کام کیا کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ ناپ تول میں کمی کرتا تھا اور دوسروں کا مال دھوکہ سے لے لیا کرتا تھا۔

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفہ منصور کے درمیان مکالمہ

خلیفہ منصور نے ایک شب اپنے ایک وزیر کو حکم دیا کہ وہ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ کر اس کے روبرو لائے تاکہ وہ انہیں قتل کر سکے۔ وزیر نے خلیفہ منصور سے کہا کہ وہ صادق جو گوشہ نشین ہو کر یادِ الٰہی میں مشغول ہے اور کسی غیر سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اس کو قتل کرنا درست نہ ہوگا۔ خلیفہ منصور کو وزیر کی بات سن کر غصہ آ گیا اور اس نے غضبناک لہجے میں وزیر سے کہا کہ میرے حکم کی تعمیل تم پر فرض ہے۔ وہ وزیر مجبوراً حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو لینے چلا گیا۔ خلیفہ منصور نے جلادوں کو حکم دیا کہ جس وقت میں اپنے سر سے تاج اتاروں تم اسی وقت حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی گردن اڑا دینا۔ جس وقت وہ وزیر، حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر دربار پہنچا تو خلیفہ منصور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت سے اس قدر متاثر ہوا کہ تخت سے نیچے اترا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا والہانہ استقبال کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مسند پر بٹھانے کے بعد ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور عرض

کرنے لگا کہ مجھے خدمت کا موقع دیا جائے۔ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آئندہ مجھے مت بلانا اور میری عبادت میں خلل پیدا نہ کرنا۔ خلیفہ منصور نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت عزت واحترام سے رخصت کیا۔

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے جانے کے بعد تین دن تک خلیفہ منصور پر لرزہ طاری رہا اور وہ مسلسل بے ہوش ہوتا رہا۔ تیسرے دن جب خلیفہ منصور کی حالت بہتر ہوئی تو اسی وزیر نے خلیفہ منصور سے اس کی کیفیت کی متعلق دریافت کیا تو خلیفہ منصور نے کہا کہ جس وقت حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ محل میں تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا اژدھا منہ کھولے ان کے ساتھ ہے اور وہ مجھے اشارہ سے کہہ رہا ہے کہ اگر تو نے حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ بھی تکلیف پہنچائی تو میں تجھے نگل جاؤں گا چنانچہ اسی اژدھا کے خوف سے میں حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا احترام کرتا رہا اور پھر ان کے جانے کے بعد بھی مجھ پر اس اژدھا کے خوف طاری رہا۔

بارگاہِ الٰہی سے کپڑے عطا ہوئے

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تنہا کہیں جا رہے تھے اور زبان پر ذکر الٰہی جاری تھا کہ اس دوران کوئی دل جلا آدمی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہولیا۔ وہ بھی مسلسل ذکر الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا طرزِ عمل دیکھتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں درخواست کی کہ الٰہی! اس وقت میرے پاس بہتر لباس نہیں۔ اسی دوران غیب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایک بیش قیمتی لباس نمودار ہو گیا جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زیب تن کر لیا۔ وہ دل جلا شخص جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا اس نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اللہ عزوجل کے ذِکر میں شریک رہا ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا پرانا لباس مجھے عنایت فرما دیں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پرانا لباس اسے عطا فرما دیا۔

خود پسند عابد گنہگار ہے

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ، آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مجھے خدا دکھا دیجئے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تو نے قرآن مجید میں حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا قصہ پڑھا اور سنا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ اس شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے پڑھا اور سنا تو ضرور ہے لیکن یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس میں ایک کہتا ہے کہ میرے قلب نے اپنے پروردگار کو دیکھا اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ یعنی میں ایسے رب کی عبادت نہیں کرتا جو مجھے نظر نہیں آتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات سن کر اپنے خادمین سے فرمایا کہ اس شخص کو باندھ کر دریائے دجلہ میں پھینک دو۔ خادمین نے حکم کی تعمیل کی اور اسے دریائے دجلہ میں پھینک دیا گیا۔ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے دریائے دجلہ کو حکم دیا کہ اسے خوب خوب غوطے دے۔ چنانچہ دریائے دجلہ نے اس اوپر نیچے اچھالنا شروع کر دیا۔ وہ شخص ہر غوطے پر کہتا اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بچائیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دریائے دجلہ کو مزید اچھالنے کا حکم دیتے۔ جب اس شخص کی حالت غیر ہونے لگی تو اس نے کہا کہ اے اللہ! مجھے بچا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خادمین کو حکم دیا کہ اسے دریا سے باہر نکالو۔ خادمین نے حکم کی تعمیل کی اور اسے باہر نکال لیا۔ وہ شخص بے ہوش ہو چکا تھا۔ جب اسے ہوش آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تو نے اللہ کو دیکھا؟ اس نے عرض کیا کہ اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب تک اللہ کے سوا غیر سے مدد کا طالب گا رہا دل پر ایک حجاب محسوس کرتا رہا لیکن جب اللہ پر بھروسہ کیا تو میرے دل میں ایک نور پیدا ہو گیا جس سے مجھے اطمینانِ قلب حاصل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تک تو صادق صادق پکارتا رہا اس وقت تک تو کاذب رہا اب تو اپنے دل کی حفاظت کرنا اور جس شخص نے یہ کہا یا سوچا کہ اللہ کیا ہے، کیسے بنا ہے؟ تو وہ کافر ہو گیا اور یاد رکھ کہ خود پسند عابد گنہگار ہے۔

عقل مند کی نشانی

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ عقل مند کی نشانی کیا ہے؟ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ جو بھلائی اور برائی میں فرق کر سکے۔ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ تو جانور بھی کر لیتے ہیں اور جوان کی خدمت کرتا ہے اسے نقصان نہیں پہنچاتے اور جو انہیں نقصان پہنچاتا ہے اسے کاٹ کھاتے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عقل مند کی نشانی کیا ہے؟ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو دو بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی کو اختیار کرے اور دو برائیوں میں سے کم برائی پر مصلحتاً عمل کرے۔

دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میری تھیلی کھو گئی ہے اور مجھے شک ہے کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چرائی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا کہ اس میں کتنی رقم موجود تھی؟ تو اس نے کہا کہ اس میں ایک ہزار دینار موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے گھر لے گئے اور دو ہزار دینار اسے دے دیئے۔ وہ شخص جب اپنے گھر پہنچا تو اسے اس کی گمشدہ تھیلی مل گئی۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معذرت کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تھیلی واپس کرنا چاہی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے۔

نفاق سے نفرت

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ جب تارک الدنیا ہوئے تو حضرت ابوسفیان

ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مخلوق سے تارک ہو گئے جس کی وجہ سے ایک عالم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے محروم ہو گیا۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل کے اشعار پڑھے جسے سننے کے بعد حضرت ابوسفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے تشریف لے گئے۔

ذھب الوفا ذھابَ انس الذاھب
والناس بین تخائل ومارب

''کسی جانے والے انسان کی طرح وفا بھی چلی گئی اور لوگ اپنے خیالات میں غرق رہ گئے۔''

یھشون بینھم المودۃ والوفا
وقلوبھم محشورۃ بعقارب

''گو بظاہر ایک دوسرے کے ساتھ اظہارِ محبت و وفا کرتے ہیں لیکن ان کے قلوب بچھوؤں سے لبریز ہیں۔''

نجات کا تعلق نسب سے نہیں بلکہ اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اہل بیت سے ہے اس لئے مجھے کچھ نصیحت فرمائیں؟ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ پھر درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو اس خوف میں مبتلا ہوں کہ کہیں روزِ محشر میرے جدامجد میرا ہاتھ پکڑ کر یہ سوال نہ کر لیں کہ تو نے میری اتباع کیوں نہ کی؟ یاد رکھو کہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں بلکہ اعمالِ صالحہ پر موقوف ہے۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

نے جب حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو خاموشی سے رخصت ہو گئے۔

امت کے امام

سرتاج الاولیاء حضرت سیّد علی بن عثمان الجلابی الہجویری المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر ان کے سرہانے سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ مکرمہ میں موجود ہوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بزرگ کو اپنی آغوش میں بچوں کی طرح اٹھا رکھا ہے اور بابِ شیبہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں نے فرطِ محبت میں دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بزرگ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ میری امت کے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔"

ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی وجہ تسمیہ

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کنیت ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کتب سیر میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ چند عورتیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اگر ایک مرد کو چار عورتوں سے نکاح کی اجازت حاصل ہے تو پھر ایک عورت کو کم از کم دو مرد رکھنے کی اجازت حاصل ہونی چاہیے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا سوال سننے کے بعد فرمایا کہ تم کل آنا تمہارے سوال کا جواب تمہیں مل جائے گا۔ ان عورتوں کو روانہ کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ شش و پنج میں گھر تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی جن کا نام "حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہا)" تھا انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس پریشانی کی وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان عورتوں کا سوال دہرا دیا۔ آپ

رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے عرض کیا کہ والد بزرگوار! اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کے ہمراہ میرے نام کو بھی شہرت دینے کا وعدہ کریں تو میں ان عورتوں کے سوال کا جواب دے سکتی ہوں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وعدہ کرلیا۔ چنانچہ اگلے روز جب وہ عورتیں حاضر خدمت ہوئیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کو بلایا اوران عورتوں سے فرمایا کہ میری بیٹی تمہارے سوال کا جواب دے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے ان عورتوں کوایک ایک پیالہ دیااور کہا کہ اس پیالے میں اپنا اپنا دودھ ڈالیں۔ ان عورتوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت حنیفہ رحمۃ اللہ علیہا نے ان تمام عورتوں کے دودھ کوایک بڑے پیالے میں ڈال دیااور پھران سے کہا کہ اس میں سے اپنا اپنا دودھ علیحدہ کرو۔ ان عورتوں نے کہا کہ یہ ناممکن ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ جب تمہارے شوہروں کی شرکت میں تمہاری اولاد ہوگی تو پھر یہ کیسے ممکن ہوگا کہ تم بتاسکو کہ یہ اولاد کس شوہر کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کا یہ جواب سن کر وہ عورتیں حیران رہ گئیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی صاحبزادی کے جواب سے بے حد متاثر ہوئے اور حسب وعدہ اپنی کنیت ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) رکھ لی۔ آہستہ آہستہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھولتے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کنیت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مشہور ہوگئے۔

اونٹ کے گھٹنوں کے طرح گھٹے پڑ گئے

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ شب تین سو نوافل ادا فرماتے تھے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک عورت نے دوسری عورت کو سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ یہ شخص روزانہ رات کو پانچ سو نوافل ادا کرتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی یہ سرگوشی سن لی اور عہد کرلیا کہ اب میں روزانہ شب پانچ سو نوافل ادا کیا کروں گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت بنالی کہ روزانہ رات کو پانچ سو نوافل ادا فرمانے لگے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پھر بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص کو دوسرے شخص کے ساتھ سرگوشی کرتے سنا جو کہہ رہا تھا کہ یہ شخص رات بھر میں ہزار نوافل ادا کرتا

ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات سننے کے بعد اپنا یہ معمول بنا لیا کہ روزانہ رات کو ہزار نوافل ادا کرنے لگے۔پھر کچھ عرصہ گزرا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ شاگرد آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگے کہ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ساری رات عبادت کرتے ہیں اور نوافل ادا کرتے ہیں۔چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دن کے بعد ساری رات جاگنا اپنا معمول بنا لیا اور ساری رات نوافل ادا کرتے رہتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک جاری رہا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پھر کبھی نہ سوئے۔دن کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول طلباء کو درس دیتے اور لوگوں کو فقہی مسائل بیان کرتے جبکہ عشاء کی نماز سے فجر کی نماز ادا کرتے اور ساری رات نوافل ادا کرتے رہتے یہاں تک کہ طویل سجدوں کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنوں میں اونٹ کے گھٹنوں کی طرح گھٹے پڑ گئے تھے۔

گوشہ نشینی کا خیال دل سے نکال دو

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی حال میں گوشہ نشین ہو گئے اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایک رات عبادت کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ لگ گئی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استخوانِ مبارک کو جمع کر رہے ہیں اور بعض کو بعض کے مقابلے میں انتخاب کر رہے ہیں۔اس خواب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پریشان کر دیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مصاحب سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی حفاظت میں بلند درجے پر فائز ہوں گے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ صحیح و سقیم کو جدا کریں گے۔کچھ دنوں بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ)! تمہیں میری سنت کو زندہ کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے تم گوشہ نشینی کا خیال دل سے نکال دو۔"

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

ابتدائی عمر میں حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جرائم پیشہ آدمی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ راہزنی کی وارداتیں کیا کرتے۔ راہزنی کی وارداتوں کے دوران بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مائل بہ اصلاح ہی رہتی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جس قافلے میں عورت کو دیکھتے تو اس کے نزدیک نہ جاتے۔ قافلے کو لوٹنے کے بعد بقدر ضرورت مال ان کے پاس چھوڑ دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تائب ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک سوداگر مرو سے ماؤرد جا رہا تھا۔ لوگوں نے اس سوداگر سے کہا کہ وہ کوئی حفاظتی دستہ ساتھ لے لے کیونکہ راہ میں فضیل نام کا ایک رہزن ہے جو راہزنی کی وارداتیں کرتا ہے۔ سوداگر نے جواب دیا کہ میں نے تو سنا ہے کہ وہ رحم دل اور خدا ترس انسان ہے۔ اسی وجہ سے سوداگر نے اپنے ساتھ کسی بھی قسم کا حفاظتی دستہ لے جانے سے انکار کر دیا اور ایک خوش الحان قاری کو اجرت پر اپنے ساتھ رکھ لیا۔ وہ قاری دن رات سفر میں تلاوت میں مصروف رہتا۔ جس وقت یہ سوداگر اس جگہ سے گزرا جہاں پر فضیل بن عیاض گھات لگائے بیٹھے تھے تو اس دوران قاری قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا جس کا مفہوم تھا کہ کیا ابھی تک مومنوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ وہ ذکر الٰہی اور حق کی طرف نازل کیے ہوئے احکامات کے آگے اپنے دلوں کو جھکائیں۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو فضل خدا کا ان پر غلبہ طاری ہو گیا اور انہوں نے راہزنی سے توبہ کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ چلے گئے اور وہاں پر مقیم ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے اولیاء اللہ سے صحبت فیض کا شرف حاصل ہوا۔ مکہ معظمہ میں قیام کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ آ گئے اور امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔

امیری سے بروزِ قیامت بجز ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا

حضرت فضل بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں خلیفہ ہارون الرشید کے ساتھ حج کے لئے گیا۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد ہارون الرشید نے مجھ سے کہا کہ اگر مردانِ حق میں سے کوئی یہاں موجود ہے تو ہم اس کی زیارت کے لئے چلتے ہیں۔ میں نے کہا کہ عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں۔ ہارون نے کہا کہ چلو ان کی زیارت کے لئے چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ملاقات کے بعد جب ہم واپس چلے تو راستے میں ہارون الرشید نے مجھ سے کہا کہ کوئی اور بزرگ بھی ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود ہیں۔ چنانچہ ہارون الرشید اور میں ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ جب ان سے ملاقات کر کے واپس آرہے تھے تو ہارون الرشید نے مجھے کہا کہ کسی اور برگ سے بھی میری ملاقات کراؤ میرا دل مطمئن نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود ہیں۔ چنانچہ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ایک گوشے میں قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھے۔ میں نے دستک دی تو آواز آئی کہ کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ امیر المومنین آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ اس سے کیا سروکار۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"کسی بندے کو لائق نہیں کہ اطاعت الٰہی میں خود کو ذلیل کرے۔"

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حق ہے لیکن رضائے الٰہی اس کے حصور میں دائمی عزت ہے تم میری اس حالت کو ذلیل گمان کرتے ہو حالانکہ میں اطاعت الٰہی میں اپنی عزت جانتا ہوں۔ یہ فرما کر فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے

دروازہ کھول دیا۔ حضرت فضل بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور ہارون الرشید اندر داخل ہوئے تو حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے چراغ گل کر دیا اور خود ایک کونے میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ اس دوران مصافحہ کرتے ہوئے ہارون الرشید کا ہاتھ جب حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے مس ہوا تو انہوں نے فرمایا:

"افسوس! کتنا نرم و نازک ہاتھ دوزخ میں جلے گا۔ کاش یہ ہاتھ خدا کے عذاب سے محفوظ رہتا۔"

ہارون الرشید، حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر زار و قطار رونے لگا اور بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے نصیحت کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اے امیر المومنین! تمہارے والد بزرگوار، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے قوم پر امیر بنا دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں نے تم کو تمہاری جان پر امیر بنایا ہے کیونکہ اگر تمہاری ایک سانس بھی اطاعت الٰہی میں گزرے گی تو وہ اس سے بہتر ہے کہ ہزاروں لوگ تمہاری اطاعت کریں اس لئے امیری سے بروزِ قیامت بجز ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔"

خلیفہ ہارون الرشید جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہوا تو اس نے برملا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ واقعی صاحب فضیلت بزرگوں میں سے ایک ہیں۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

روایات میں آتا ہے کہ کسی شخص نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو آ کر اطلاع

دی کہ فلاں مقام پر ایک نوجوان عابد رہتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اس عابد سے شرف نیاز حاصل کرنے پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک درخت پر الٹا لٹکا ہوا اپنے نفس سے مسلسل یہ کہہ رہا تھا کہ جب تک تو عبادتِ الٰہی میں میری ہمنوائی نہیں کرے گا میں تجھے یوں ہی اذیت دیتا رہوں گا حتیٰ کہ تیری موت واقع ہو جائے گی۔ یہ واقعہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ترس آ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رونا شروع کر دیا۔ جب اس نوجوان عابد نے پوچھا کہ تم کون ہو جو ایک گنہگار پر ترس کھا کر رو رہے ہو۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے سلام کیا اور مزاج پرسی کی۔ اس نوجوان نے بتایا کہ چونکہ یہ بدن عبادتِ الٰہی پر آمادہ نہیں ہوتا اس لئے اسے سزا دے رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں سمجھا شاید تم نے کسی کو قتل کر دیا ہے یا کوئی بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ اس نوجوان عابد نے کہا کہ تمام گناہ مخلوق سے اختلاط کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے یہ مخلوق سے رسم و راہ کو بہت بڑا گناہ تصور کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس نوجوان عابد سے متاثر ہوئے اور کہا تم واقعی عابد ہو۔ اس نوجوان نے کہا کہ اگر تم مجھ سے بڑے کسی عابد کو دیکھنا چاہتے ہو تو سامنے پہاڑ پر چلے جاؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پہاڑ پر چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک نوجوان جس کا پیر کٹا ہوا باہر پڑا تھا اور اس کا جسم کیڑوں کی خوراک بنا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نوجوان کو سلام کیا اور اس کا حال دریافت کیا۔ اس نوجوان نے کہا کہ ایک دن وہ اسی جگہ مصروفِ عبادت تھا کہ ایک خوبصورت عورت سامنے سے گزری جس کو دیکھ کر میں فریب شیطانی میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے نزدیک پہنچ گیا تو اسی وقت ندا آئی کہ اے بے غیرت! تمیں سال خدا کی عبادت و اطاعت میں گزار کر آج شیطان کی عبادت کرنے چلا ہے لہٰذا میں نے اسی وقت اپنا ایک پاؤں کاٹ لیا کہ گناہ کی طرف پہلا قدم اسی نے اٹھایا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس کیوں آ گئے اگر کسی عابد کو دیکھنا ہی ہے تو پہاڑ کی چوٹی پر چلے جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ اس عابد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خود ہی ان بزرگ کا قصہ سنانا شروع کیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو بزرگ ہیں ایک دن کسی نے ان سے کہہ دیا کہ روزی محنت سے حاصل ہوتی ہے بس اسی دن سے انہوں نے

عہد کر لیا کہ جس روزی میں مخلوق کا ہاتھ ہو گا وہ میں استعمال نہیں کروں گا۔ جب انہیں بغیر کھائے پیئے کئی دن گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو حکم دیا کہ ان کے گرد جمع ہو کر ان کو شہد فراہم کریں۔ چنانچہ وہ وہی شہد استعمال کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان درویشوں سے نہایت متاثر ہوئے اور ارادہ کیا کہ وہ بھی اسی وقت عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جائیں گے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ جب پہاڑ سے نیچے تشریف لائے تو ایک پرندے کو دیکھا جو اندھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ اس کو نہ جانے رزق کہاں سے مہیا ہوتا ہو گا؟ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہیں بیٹھ گئے۔ اس پرندے نے اپنی چونچ سے زمین کریدی جس میں سے سونے کی پیالی برآمد ہوئی جس میں تل بھرے ہوئے تھے۔ اس پرندے نے تھوڑی سی زمین اور کریدی تو اس میں سے چاندی کی پیالی برآمد ہوئی جس میں گلاب کا عرق موجود تھا۔ چنانچہ وہ پرندہ تل کھا گیا اور گلاب کا عرق پی لیا۔ اس کے بعد وہ درخت پر جا کر بیٹھ گیا اور وہ پیالیاں غائب ہو گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توکل پر کمر باندھ لی اور ایک جنگل کی راہ لی۔ جنگل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پرانے دوست مل گئے۔ اتفاق سے جنگل میں ان حضرات کو ایک خزانہ برآمد ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ خزانہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس خزانے میں موجود ایک لوح جس پر اسمائے الٰہی کندہ تھے وہ اپنے پاس رکھ لی۔ رات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں منادی سنی کہ اے ذوالنون (رحمۃ اللہ علیہ)! سب نے دولت تقسیم کی لیکن تو نے میرا نام پسند کیا جس کے عوض ہم نے تیرے اوپر علم و حکمت کے دروازے کشادہ کر دیئے۔

مرادوں کا حاصل ہونا

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے کچھ ارادت مندوں کے ہمراہ کشتی میں سوار دریائے نیل میں سفر کر رہے تھے کہ سامنے سے ایک کشتی آتی دکھائی دی جس میں لوگ ناچ گا کر خوشیوں کا اظہار کر رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں نے درخواست کی کہ ان

کے حق میں بددعا دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غرق کرے اور ان کی نحوست سے مخلوقِ خدا کو بچائے رکھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور ان کے لئے دونوں جہانوں کی خوشی اور شادمانی مانگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں نے جب یہ دعا سنی تو حیران رہ گئے۔ اس دوران وہ کشتی نزدیک آ گئی ان لوگوں نے جب حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اپنے آلاتِ موسیقی توڑ دیئے اور گناہوں سے تائب ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارادت مندوں سے فرمایا:

''اس جہان کی خوشی و مسرت اس جہان میں توبہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ دیکھ لو سب کی مرادیں حاصل ہو گئیں تمہاری بھی اور ان کی بھی اور کسی کو کوئی رنج و تکلیف نہ پہنچی۔''

انسان محض ایک کمزور ہستی ہے

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے تیس برس تک مسلسل لوگوں کو دعوتِ حق دی۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صرف ایک ہی کام کا آدمی ملا۔ وہ کام کا آدمی ایک شہزادہ تھا جو بڑی شان و شوکت کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے نزدیک سے گزرا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت فرما رہے تھے کہ کمزور آدمی سے بڑھ کر کوئی احمق نہیں ہے جو ایک صاحب قوت کے ساتھ لڑتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان سن کر شہزادہ مسجد کے اندر آ گیا اور پوچھنے لگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کا مطلب کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انسان محض ایک کمزور ہستی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ سن کر شہزادے کا رنگ متغیر ہو گیا اور وہ مسجد سے باہر نکل گیا۔ اگلے روز وہ شہزادہ پھر حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے صراطِ مستقیم کا طلب گار ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک راستہ لمبا ہے اور ایک راستہ چھوٹا۔ اگر تم چھوٹے راستے پر چلنا چاہتے ہو تو دنیا کو ترک کر دو' گناہ چھوڑ دو اور نفسانی خواہشات کو

ترک کردو۔ اگر تم لمبا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہو تو ماسوا اللہ کے سب کچھ ترک کردو۔ شہزادے نے کہا کہ میں لمبا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ پھر وہ شہزادہ دوسرے دن پشمینہ پہن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ریاضت وعبادت سے مقامِ ابدال پر فائز ہوا۔

نفس کا تقاضا

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو مسلسل دس سال تک لذیذ کھانوں کی خواہش ہوتی رہی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لذیذ کھانوں سے پرہیز کیا۔ ایک مرتبہ عید کی رات نفس نے بار ہا اس کا تقاضا شروع کر دیا کہ آج کچھ لذیذ کھانا میسر آنا چاہیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تو دو رکعت میں مکمل قرآن ختم کر لے تو میں تیری پوری خواہش کردوں گا۔ نفس نے یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش منظور کر لی اور ختم قرآن کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے لذیذ کھانے لائے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ہی لقمہ لیا تھا کہ نفس نے خوش ہو کر کہا کہ دس سال پرانی میری خواہش آج پوری ہو جائے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لقمہ رکھ دیا اور کہا کہ میری تیری خواہش ہرگز نہیں پوری کروں گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا رکھ دیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک مفلوک الحال شخص خانقاہ میں داخل ہوا اس شخص کے ہاتھ میں لذیذ پکوان تھے۔ اس نے وہ پکوان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں مفلوک الحال شخص ہوں۔ صبح عید کی وجہ سے ہم نے کچھ لذیذ کھانے پکائے اور سو گئے۔ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تو محشر میں مجھ سے ملنے کا خواہش مند ہے تو یہ کھانا حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو دے آ۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان سے کہنا کہ وقتی طور پر اپنے نفس سے صلح کر کے ایک دو لقمے کھا لئے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہوں اور فرمانبردار کو اس میں کیا دریغ ہو سکتا ہے۔ یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ لذیذ کھانا تھوڑا سا چکھ لیا۔

آتش پرست کی مقبولیت

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سفر میں تھے اس دوران سخت برفباری ہو رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس دوران ایک آتش پرست پر پڑی جو سر پر کپڑا ڈالے دانہ بکھیر رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آتش پرست سے پوچھا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اس آتش پرست نے کہا کہ برف کی وجہ سے تمام علاقہ ڈھکا ہوا ہے اور جانوروں کو دانہ وغیرہ میسر نہ ہوگا میں ان کے لئے دانہ بکھیر ہوگا کہ پرندے اسے چن لیں اور اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ میں مجھ پر رحم فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آتش پرست سے کہا کہ دوسروں کا دانہ منظور نہیں کیا جائے گا۔ آتش پرست نے کہا کہ منظور کرے یا نہ کرے میرے لئے یہی کافی ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں؟

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس آتش پرست کے حوصلہ پر بڑی حیرانگی ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد میں حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گیا تو دورانِ طواف میری ملاقات اس آتش پرست سے ہوگئی۔ اس آتش پرست نے مجھ سے کہا کہ اللہ عزوجل نے میرے اس عمل کو قبول کیا اور مجھے اپنی معرفت عطا فرمائی اور پھر حج بیت اللہ کا شرف عطا فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کی بات سن کر خوش ہوا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ الٰہی! تو نے ایک مٹھی دانوں کے عوض اسے یہ شرف عطا فرمایا تو بہت ہی ارزاں فروش ہے۔ ندائے غیبی آئی کہ اللہ عزوجل کسی کو کسی سبب سے شرف عطا فرماتا ہے اور نہ کسی سبب سے دفع کرتا ہے تو بےفکر رہ ہمارے کام تیری سوچ و عقل سے بالاتر ہیں۔

صدق و محبت کی دلیل

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ دورانِ وعظ فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بیت المقدس سے مصر کی جانب آ رہا تھا کہ میری ملاقات ایک بوڑھی عورت سے ہوئی جس

نے ریشم کا لباس پہن رکھا تھا اور ہاتھ میں عصا اور لوٹا لئے ہوئے تھی۔ میں نے اس عورت سے دریافت کیا کہ وہ کہاں سے آ رہی ہے؟ اس عورت نے کہا کہ وہ خدا کی طرف سے آ رہی ہے۔ میں نے دریافت کیا اب کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس عورت نے کہا کہ خدا کی طرف جانے کا ارادہ ہے۔ میں نے اس عورت کو ایک دینار دینا چاہا تو اس عورت نے مجھے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ اے ذوالنون (رحمۃ اللہ علیہ)! تو نے جو سمجھا وہ تیری نافہمی ہے میں خدا کے لئے کام کرتی ہوں اسی کی عبادت کرتی ہوں اسی سے مانگتی ہوں اور اس کے سوا کسی سے کچھ نہیں لیتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا:

''اس واقعہ کو بیان کرنے کا میرا مقصد یہ تھا کہ اس بوڑھی کا یہ فرمانا صدق و محبت کی دلیل ہے کیونکہ لوگوں کا سلوک دو طرح کا ہوتا ہے۔

ایک یہ کہ وہ جو کام کرتے ہیں اس کے بارے میں گمان رکھتے ہیں کہ اسی کے لئے کیا ہے؟ حالانکہ اپنے ہی لئے کرتے ہیں۔ اگر اس عمل میں خواہش نفس کا دخل نہ ہو لیکن یہ خواہش تو بہر حال ہوتی ہے کہ اس جہان میں اس کا اجر و ثواب ملے گا۔''

اللہ ہر چیز سے واقف ہے

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ دریا پر گئے اور کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی میں پہلے سے بھی کچھ لوگ سوار تھے۔ اس دوران ان لوگوں میں موجود ایک سوداگر کا قیمتی موتی گم ہو گیا۔ سب لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر شک کرنے لگے اور ایذا پہنچانے لگے۔ جب ان کی یہ ایذا حد سے بڑھ گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ الٰہی! تو ہر چیز سے واقف ہے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہی تھا کہ دریا میں سے ہزاروں مچھلیاں نمودار ہو گئیں اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک موتی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مچھلی کے منہ سے موتی لے کر اس تاجر کو دے دیا۔ کشتی میں سوار تمام لوگ اپنے اس فعل پر نادم ہو گئے۔

جب تک حکمِ الٰہی نہ ہو کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا

ایک مرتبہ خلیفہ متوکل عباس کے پاس کچھ لوگ آئے اور انہوں نے خلیفہ متوکل عباس کو حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے آگاہ کیا۔ خلیفہ متوکل عباس نے حکم دیا کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دیا جائے۔ جس وقت خلیفہ کے سپاہی حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو زنجیروں میں جکڑ کر لے جا رہے تھے راستے میں ایک عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ خلیفہ سے کسی قیمت پر نہ ڈرنا جب تک حکمِ الٰہی نہ ہو کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زندان خانے میں ڈلوا دیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ چالیس روز تک قید رہے۔ اس دوران حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روزانہ ایک روٹی بھیجتی رہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب چالیس روز بعد زندان خانے سے باہر نکالا گیا تو چالیس کی چالیس روٹیاں ویسے ہی موجود تھیں۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ روٹیاں رزقِ حلال تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کیوں نہ کھایا؟ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے شک یہ روٹیاں حلال تھیں مگر ان کو داروغہ جیل کا ہاتھ لگ جاتا تھا جس سے ان کی پاکیزگی میں فرق آ جاتا تھا۔ زندان خانے سے باہر آنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کمزوری کی وجہ سے گر پڑے جس سے پیشانی پر چوٹ آ گئی اور وہاں سے خون رسنے لگا۔ خون کا جو بھی قطرہ زمین پر گرتا وہ حکمِ خداوندی سے غائب ہو جاتا یہاں تک کہ چہرے اور کپڑوں پر بھی خون کا کوئی نشان نہ رہا۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ متوکل عباس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے متعدد سوالات کئے جن کے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شافی جواب دیئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات سن کر تمام حاضرین زار و قطار رونا شروع ہو گئے۔ خلیفہ متوکل عباس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے ناروا سلوک پر معافی مانگی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ روانہ کیا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے بادشاہ اور عظیم المرتبت حکمران تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ محوخواب تھے کہ چھت پر کسی کے چلنے کی آہٹ محسوس ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دے کر پوچھا کہ کون ہے؟ جواب ملا کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شناسا ہوں اور چھت پر اپنے اونٹ کی تلاش میں آیا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چھت پر اونٹ کس طرح آ سکتا ہے؟ جواب ملا تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تخت و تاج میں خدا کیسے مل جائے گا؟ یہ جواب سننا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر خوف طاری ہو گیا۔ دوسرے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دربار میں موجود تھے تو ایک شخص دربار میں آیا۔ اس شخص کا جلال دیکھ کر تمام حاضرین پر اس کا رعب طاری ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے اور یہاں کیا کرنے آیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ وہ مسافر ہے اور یہاں قیام کرنے کی نیت سے آیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ سرائے نہیں محل ہے۔ اس شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل یہاں کون آباد تھا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے باپ دادا۔ غرض اسی طرح وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے آباؤ اجداد کا پوچھتا گیا۔ آخر میں اس شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس تخت پر کون بیٹھے گا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میرا بیٹا۔ اس شخص نے اس بات پر سر ہلاتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ پھر یہ محل نہیں سرائے ہے جہاں کچھ دیر کے لئے لوگ آتے ہیں اور قیام کر کے چلے جاتے ہیں۔ یہ بات کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ابھی رات والے واقعے کو بھلا نہیں پائے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ یکے بعد دیگرے ان واقعات نے ان کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ انہی واقعات کے دوران ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شکار کے لئے اپنے وزیروں کے ہمراہ جنگل میں گئے۔ دورانِ شکار ایک ہرن کے تعاقب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے۔ بالآخر جب تعاقب کرتے ہوئے ہرن کو پکڑ لیا تو ہرن حکم ربی سے گویا ہوا اور اس نے اللہ

تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد کہا:

''اے ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہ)! کیا تم کو اسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے؟''

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہرن کا کلام سنا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت توبہ کی اور تخت وتاج چھوڑ کر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

شیطان کا بہکاوا

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ صحرائے نوردی کر رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ایک بوڑھے سے ہوئی جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہ)! تم جانتے ہو کہ یہ کون سی جگہ ہے جہاں کا سفر تم بغیر کسی توشہ کے کر رہے ہو؟ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ شیطان ہے اور مجھے بہکانے کی کوشش کر رہا ہے میرے پاس اس وقت ایک زنبیل تھی جسے میں نے کوفہ سے خریدا تھا میں نے اس زنبیل کو پھینک دیا اور خود سے یہ عہد کیا کہ ہر میل پر چار سو رکعت ادا کروں گا۔ چنانچہ میں چار سال تک اسی صحرا میں پھرتا رہا۔ اللہ عزوجل نے میری اس عبادت کے عوض مجھے بے مشقت روزی عطا فرمائی۔ چار سال بعد میری ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی جنہوں نے مجھے بیعت کیا اور مجھے اسم اعظم کی تعلیم دی جس کے بعد میرا دل غیر سے خالی ہو گیا۔

بندگی کا حق

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کس کی بندگی کرتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر یہ سن کر لرزہ طاری ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ زمین پر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زمین پر بیٹھ کر یہ آیت تلاوت کی جس کا مفہوم ہے کہ آسمان اور زمین پر رہنے والے سب کے سب اللہ کے بندے ہو کر آنے والے ہیں۔

لوگوں نے سوال کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زمین پر گرنے سے پہلے یہ آیت کیوں نہ تلاوت کی۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اگر میں خود کو اللہ کا بندہ کہوں گا تو وہ حق بندگی طلب کرے گا اور بندہ ہونے سے میں منکر بھی نہیں ہو سکتا۔''

جنت کا مستحق

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ حالت سفر میں تھے کہ راستے میں ایک سپاہی مل گیا۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روک لیا اور نام دریافت کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نزدیکی قبرستان کی طرف اشارہ کر دیا۔ اس سپاہی کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا کہ مجھ سے مذاق کرتے ہو یہ کہہ کر اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گردن میں رسی ڈال دی اور زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سر پھوڑ دیا۔ جب وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر شہر میں داخل ہوا تو لوگوں نے اس سپاہی کو لعنت ملامت کرتے ہوئے کہا یہ کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس سپاہی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ مجھے تیرا شکریہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ تیری اس حرکت کی بدولت مجھے جنت کا مستحق بنا دیا گیا ہے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو بھی جنت میں جائے۔ اس واقعہ کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں اہل بہشت کو دیکھا جن کے دامن موتیوں سے لبریز تھے۔ جب ان بزرگ نے سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ ایک ناواقف نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا سر پھوڑ دیا تھا۔ ہمیں حکم ملا ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جب جنت میں داخل ہوں تو ہم ان پر موتی نچھاور کریں۔

معمولی شے کا حصول

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ دریا دجلہ کے کنارے بیٹھے اپنی گودڑی کو سی رہے تھے کہ کسی شخص نے آ کر پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت چھوڑ کر کیا حاصل ہوا؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وہ سوئی دریا میں پھینک دی۔اس دوران بے شمار مچھلیاں منہ میں سونے کی سوئیاں لئے نمودار ہوگئیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے تو صرف اپنی سوئی چاہیے۔ چنانچہ ایک مچھلی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سوئی لے کر آ گئی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا کہ حکومت کو خیر باد کہہ کر میں نے ایک معمولی سی شے حاصل کی ہے۔

درویش کی حقیقت کیا ہے؟

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جب بلخ کی بادشاہت کو خیر باد کہا تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اکلوتا بیٹا شیر خوارگی کے عالم میں تھا۔جب وہ جوان ہوا تو اس نے اپنی ماں سے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے اور کہاں ہے؟ ماں نے سارا ماجرا اس کے گوش گزار کر دیا اور کہا کہ لوگوں سے معلوم ہوا ہے کہ تمہارا باپ اس وقت مکہ مکرمہ میں موجود ہے۔ بیٹے نے ماں سے اجازت لی اور مکہ مکرمہ روانہ ہو گیا۔مکہ مکرمہ روانہ ہونے سے قبل اس نے اعلان کیا کہ اگر کوئی شخص میرے ساتھ حج کے لئے روانہ ہونا چاہتا ہے تو اس کا تمام خرچہ میرے ذمہ ہوگا۔چنانچہ جیسے ہی یہ اعلان ہوا ہزارہا لوگ اس کے ہمراہ ہو گئے۔ جب یہ گروہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو بیٹے نے مسجد حرام کے تمام درویشوں سے دریافت کیا کہ کیا تم کسی ابراہیم بن ادہم (رحمۃ اللہ علیہ) کو جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ہمارے شیخ ہیں اور اس وقت جنگل میں لکڑیاں کاٹنے گئے ہیں تا کہ ان لکڑیوں کو فروخت کر کے کھانے کا بندوبست کیا جا سکے۔حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں جنگل کی جانب چلا گیا اور جب اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ڈھونڈ لیا تو بمشکل اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھایا اور بازار میں لا کر یہ اعلان کرنا شروع کیا کہ کون ہے جو پاک مال کو پاک مال کے عوض خریدے۔اس دوران ایک شخص آیا اور اس نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے وہ تمام لکڑیاں خریدیں اور ان کے بدلے کچھ روٹیاں دے کر چلا گیا۔حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ

نے وہ روٹیاں لا کران درویشوں کو دے دیں اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔

ان دنوں حج کا موسم تھا اور حاجیوں کی آمد مکہ مکرمہ میں شروع ہو چکی تھی۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ وہ عورتوں اور مرد لڑکوں کی جانب نہ دیکھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین بھی ہمراہ تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا دورانِ طواف سامنے آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین اس فعل پر حیران ہوئے۔ جب طواف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں تو عورتوں اور مرد لڑکوں کو دیکھنے سے منع فرمایا جبکہ خود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بے ریش لڑکے کی جانب دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے جو دیکھا وہ حقیقت ہے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ وہ لڑکا میرا بیٹا تھا جسے میں نے اس وقت چھوڑا تھا جب وہ دودھ پیتا تھا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید اگلے روز بلخ کے خیموں کی جانب گیا تو اس نے اس لڑکے کو تلاوتِ قرآن مجید کرتا دیکھا۔ اس مرید نے لڑکے کو تلاوتِ قرآن مجید سے فارغ ہونے کے بعد دریافت کیا کہ تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟ وہ لڑکا یہ سن کر رونے لگا اور کہا کہ میں نے کل اپنے باپ کو دیکھا لیکن اس خیال سے کہ شاید وہ میرا باپ نہیں میں نے اسے نہیں بلایا۔ میرے باپ کا نام ابراہیم بن ادہم (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ یہ سن کر اس مرید نے کہا کہ آؤ میں تمہیں تمہارے باپ سے ملواؤں۔ یہ کہہ کر وہ مرید، حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور ان کی بیوی کو لے کر حاضر خدمت ہوا۔ بیٹے اور بیوی نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو والہانہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے لپٹ گئے اور زار و قطار رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے۔ جب لڑکے کو قدرے ہوش آیا تو حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ بیٹا! تم کس کے مذہب پر ہو؟ بیٹے نے جواب دیا: الحمدللہ میں مسلمان ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ کیا تم نے قرآن مجید پڑھا ہے؟ اس نے جواب دیا: جی والد بزرگوار۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الحمدللہ۔ اس کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی

اور بیٹے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پکڑ لیا اور فریاد کرنا شروع کر دی کہ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں نہ چھوڑیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی جانب منہ کیا اور فرمایا: الٰہی! اغثنی۔

صبر کا امتحان

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ حج کی نیت سے روانہ ہوئے تو اپنے ہمراہ ایک رسی اور ڈول لے لیا۔ راستہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پیاس محسوس ہوئی تو اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی تاکہ پانی نظر آ سکے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک چشمہ پر ہرن پانی پی رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس چشمے کے نزدیک پہنچے تو چشمے کا پانی نیچے ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ باری تعالیٰ! کیا میرا درجہ ان ہرنوں سے بھی کم ہے؟ غیب سے ندا آئی کہ ہرنوں کے پاس چونکہ ڈول اور رسی نہ تھی اس لئے ہم نے پانی کو ان کے نزدیک کر دیا جبکہ تمہارے پاس ڈول اور رسی موجود ہے جس کی وجہ سے ہم نے پانی کو تم سے دور کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس ندا سے عبرت پکڑی اور ڈول اور رسی کو پھینک دیا اور پانی پئے بغیر آگے کی طرف چل دیئے۔ اس دوران پھر غیب سے ندا آئی کہ ہم نے تو محض تمہارے صبر کا امتحان لیا تھا جاؤ اور اس چشمے سے پانی پی لو۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس چشمے پر واپس پہنچے تو پانی اوپر ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانی پیا اور وضو کر کے نماز ادا کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پانی کے وضو سے حج ادا کیا اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔

ماتمی لباس

ایک مرتبہ ایک مسافر سیاہ ماتمی لباس میں ملبوس حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے سیاہ لباس استعمال کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میرے حکمران یعنی نفس اور ہوا دونوں فوت ہو گئے ہیں اس لئے میں ماتمی لباس استعمال کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کی بات سن کر اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ

اس کو خانقاہ سے باہر نکال دو۔ چنانچہ ستر مرتبہ وہ شخص خانقاہ میں داخل ہوا اور ستر مرتبہ اس کو باہر نکالا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعی یہ ماتمی لباس تمہارے لئے مناسب ہے کیونکہ ستر مرتبہ تذلیل کے باوجود بھی تمہیں کوئی ناگواری محسوس نہیں ہوئی۔

انسانوں کا انتخاب

حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ اور انس وجن کو تخلیق فرمایا پھر عصمت وکفایت اور جبلت کو تخلیق فرما کر حکم دیا کہ ہر نوع کے افراد ان میں سے ایک شے کو اپنے لئے منتخب کرلیں۔ چنانچہ ملائکہ نے عصمت کو اختیار کیا اور جنات نے کفایت کو اور انسانوں نے جبلت کو منتخب کیا اور یہی وجہ ہے کہ انسان کثرت کے ساتھ حیلہ بازی سے کام لیتا ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے تائب ہونے کا واقعہ کتب سیر میں کچھ یوں منقول ہے کہ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ حالت نشہ میں گھر سے نکلا۔ راستے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا جس پر بسم اللہ شریف لکھی ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کاغذ کو اٹھا کر چوما اور اسے خوشبو لگا کر ایک اونچی پاک وصاف جگہ پر رکھ دیا۔ اس رات جب آپ رحمۃ اللہ علیہ رات کو سوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ندائے غیبی سنی:

> ''اے بشر (رحمۃ اللہ علیہ)! تم نے میرے نام کو خوشبو میں بسایا قسم ہے مجھے اپنی عزت کی میں تمہارے نام کی خوشبو کو دنیا وآخرت میں پھیلاؤں گا یہاں تک کہ جو بھی تمہارا نام لے گا یا سنے گا اس کے دل کو راحت نصیب ہوگی''

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ جب بیدار ہوئے تو صدق دل سے تائب ہو کر عبادت و

ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

حاجیوں کا توشہ سفر

ایک مرتبہ ایک قافلہ حج کی نیت سے روانہ ہونے لگا تو قافلہ والوں نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ تین شرطوں پر چلنے کو تیار ہوں۔ قافلہ والوں نے شرطیں دریافت کیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اول کوئی شخص اپنے ہمراہ کچھ سامان نہ رکھے۔ دوم یہ کہ دورانِ سفر کسی سے کچھ طلب نہ کرے اور سوم یہ کہ اگر کوئی ہدیہ پیش کرے تو اسے قبول نہ کرے۔ قافلہ والوں نے عرض کیا کہ ہمیں پہلی دو شرطیں منظور ہیں لیکن تیسری شرط منظور نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”اللہ عزوجل پر توکل حاجیوں کا توشہ سفر ہوتا ہے اور اگر تم ارادہ کر لیتے کہ کسی سے کچھ نہ لو گے تو اللہ عزوجل پر توکل بھی ہو جاتا اور تمہیں درجۂ ولایت بھی حاصل ہو جاتا۔“

اکل حلال

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چند لوگ حاضر ہوئے اور دریافت کرنے لگے کہ اب بغداد شریف میں اکل حلال کی کوئی تمیز باقی نہیں رہی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کھانے کا انتظام کیسے کرتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس جگہ سے تم رزق حاصل کرتے ہو میں بھی وہیں سے حاصل کرتا ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں وہ مراتب کیوں حاصل نہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ مراتب اس لئے حاصل ہیں کہ میں ایک لقمہ کی بھوک چھوڑ کر کھاتا ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سالن کس چیز کا پکاتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عافیت کا سالن۔ کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس برس تک باوجود خواہش کے کبھی بکرے کی

سری نہ کھائی اور سبزیوں پر گزارہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حکومت کے جاری کردہ نہری پانی کو بھی استعمال کرنے سے گریز کرتے تھے۔

سورۂ اخلاص کی برکت

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قبرستان میں گیا تو وہاں مردے آپس میں لڑ رہے تھے۔ میں نے بحکم ربی ان مردوں سے دریافت کیا کہ وہ کیوں لڑ رہے ہیں؟ ان مردوں نے کہا کہ ایک ہفتہ قبل ایک شخص نے ہمیں ایصالِ ثواب کرتے ہوئے سورۂ اخلاص پڑھی تھی۔ ہم ایک ہفتے سے اس کا ثواب تقسیم کرنے میں مصروف ہیں لیکن اس کا ثواب ابھی تک ختم ہی نہیں ہو رہا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کے صحن میں قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے۔ چاندی رات تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ چاندی رات میں تلاوت فرما رہے تھے۔ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی آپ رحمۃ اللہ علیہ بیت اللہ شریف کے اندر چراغ کی روشنی میں تلاوت کر لیجیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ چراغ بیت اللہ شریف کے لئے مخصوص ہے اس کی روشنی میں میرے لئے تلاوت کرنا جائز نہیں ہے۔

جو خوفِ خدا کی وجہ سے گناہ سے رک گیا اس کا ٹھکانہ جنت ہے

خلیفہ ہارون الرشید اور اس کی بیوی زبیدہ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ زبیدہ نے کہا کہ تم جہنمی ہو۔ ہارون الرشید نے کہا کہ اگر میں جہنمی ہوں تو تیرے اوپر طلاق

ہے۔ یہ کہہ کر اس نے زبیدہ سے کنارہ کشی اختیار کر لی لیکن جب محبت کی زیادتی کی وجہ سے جدائی برداشت نہ ہوئی تو اس نے تمام علماء کو بلایا اور ان سے مسئلہ دریافت کیا کہ کیا میں جنتی ہوں یا جہنمی؟ کسی علماء کے پاس اس کے اس سوال کا جواب نہ تھا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ کم سن تھے وہ بھی علماء کے اس گروہ میں شامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ہارون الرشید سے کہا کہ اگر انہیں اجازت دی جائے تو وہ کچھ عرض کریں؟ خلیفہ ہارون الرشید نے اجازت دے دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ہارون الرشید سے فرمایا کہ تمہیں میری ضرورت ہے یا مجھے تمہاری ضرورت ہے؟ خلیفہ ہارون الرشید نے کہا کہ مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ضرورت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر تم تخت سے نیچے اتر آؤ کیونکہ علماء مقام و مرتبہ میں تم سے بلند ہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید تخت سے نیچے اتر آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے سوال کیا کہ کبھی تمہیں ایسا موقع ملا ہو کہ تم گناہ پر قادر ہو مگر محض خوفِ الٰہی کی وجہ سے تم نے وہ گناہ نہ کیا ہو؟ خلیفہ ہارون الرشید نے حلفاً کہا کہ ایسے بے شمار مواقع آئے مگر میں نے خوفِ الٰہی کی وجہ سے گناہ نہیں کیا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر تم جنتی ہو اور جب علماء نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی حجت دریافت کی تو فرمایا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ جو گناہ پر قدرت رکھتے ہوئے بھی خوفِ خدا کی وجہ سے گناہ سے رک گیا اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سن کر تمام علماء حیران و ششدر رہ گئے۔

توحید خالص میں اختلاف ممنوع ہے

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کم سنی میں مکتب جانے لگے۔ ایک دن قرآن مجید کی تلاوت کے دوران جب سورۂ لقمان کی یہ آیت پڑھی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنا شکر ادا کرنے اور والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے تو گھر آ کر والدہ سے درخواست کی کہ مجھ سے ایک وقت میں دو ہستیوں کا شکر ادا نہیں ہوتا اس لئے یا تو آپ مجھے اللہ تعالیٰ سے طلب فرمالیں تاکہ میں آپ کا شکر ادا کروں یا پھر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے حقوق مجھے معاف فرما

دیں تاکہ میں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرسکوں۔ والدہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے حقوق معاف فرما دیئے اور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے نصیحت کی کہ اس کا شکرادا کرتے رہنا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ والدہ سے اجازت لے کر گھر سے چلے گئے اور ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تین سال تک ملک شام کے صحراؤں میں پھرتے رہے اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ اس عرصہ کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوستر مشائخ کی صحبت اختیار کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یادِ الٰہی میں اس قدر مشغول ہوئے کہ کھانے پینے کا کچھ خیال نہ رہا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال مجاہدے میں گزارے لیکن علم اور اس کی متابعت سے زیادہ سخت کوئی چیز مجھ پر نہیں گزری۔ ہر مسئلہ میں علماء کا اختلاف نہ ہوتا تو میں رہ جاتا اور دین حق کی معرفت حاصل نہ ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ علماء کا اختلاف رحمت ہے اور توحید خالص میں اختلاف ممنوع ہے۔

استاد کا ادب

ملک شام میں قیام کے دوران حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو جن مشائخ کی صحبت حاصل ہوئی ان میں ایک حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ جاؤ وہاں طاق میں سے فلاں کتاب لے آؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طاق کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا۔ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اتنے عرصے سے میری خدمت میں ہو اور تمہیں طاق کا بھی معلوم نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو کبھی سر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ ادب سے متاثر ہوئے اور فرمایا کہ تم اب کامل ہو چکے ہو لہٰذا تم اب بسطام واپس جاؤ اور لوگوں کو کسب فیض پہنچاؤ۔

ادب کا تقاضا

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کا عالم یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد جاتے ہوئے کبھی بھی راستے میں نہ تھوکتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب حج کے لئے روانہ ہوئے تو چند قدم چلنے کے بعد نماز ادا کرتے۔ اس طرح کرتے کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ قریباً بارہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ معظمہ پہنچ کر حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہوئے تو واپس روانہ ہونے کا قصد کیا۔ لوگوں نے مدینہ منورہ جانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ادب کے تقاضا کے منافی ہے کہ میں حج بیت اللہ کی بدولت مدینہ منورہ جاؤں۔ انشاء اللہ اگلی مرتبہ صرف مدینہ منورہ ہی حاضر ہوں گا۔

لسانِ غیب

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب اگلے برس مدینہ منورہ زیارت کے لئے روانہ ہوا تو سینکڑوں لوگ میرے ہمراہ ہو لئے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے دعا کی۔ چنانچہ ایک دن نمازِ فجر سے فارغ ہو کر میں نے ان سے کہا کہ میں تو خدا ہوں اس کے باوجود لوگ میری پرستش نہیں کرتے۔ چنانچہ یہ سننا تھا کہ وہ لوگ مجھ سے متنفر ہو گئے اور مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درحقیقت یہ الفاظ میں نے لسانِ غیب سے ادا فرمائے تھے۔

ہستی کی رویت سے توبہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب پہلی مرتبہ مکہ معظمہ میں حاضر ہوا تو مکان کو خالی پایا جس سے میں نے گمان کیا کہ میرا حج مقبول نہیں ہوا۔ دوسری مرتبہ جب میں مکہ معظمہ حاضر ہوا تو مکان کو بھی دیکھا اور صاحب مکان کو بھی دیکھا۔ میں

نے گمان کیا کہ میں ابھی بھی حقیقت سے دور ہوں۔ چنانچہ جب میں تیسری مرتبہ مکہ معظمہ حاضر ہوا تو مجھے مکان نظر نہ آیا اور صاحب مکان کا دیدار ہوا۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے بایزید! جب تم نے اپنے آپ کو نہ دیکھا اور سارے عالم کو دیکھا تو مشرک نہ ہوئے اور جب تم نے سارے عالم کو نہ دیکھا اور خود پر نظر رکھی تم مشرک ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ہستی کی رویت سے توبہ کی۔

پوشیدہ حال

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ سے واپس روانہ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اونٹ پر بوجھ لاد رکھا تھا۔ جب لوگوں نے کہا کہ اونٹ پر زیادہ بوجھ لادنا کسی بزرگ کی شان کے خلاف ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم غور سے دیکھو کہ بوجھ اونٹ پر ہے بھی یا نہیں۔ چنانچہ لوگوں نے جب غور کیا تو بوجھ اونٹ کی کمر سے اوپر تھا۔ لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال پوشیدہ رکھتا ہوں اور دوسروں کو خبر نہیں ہونے دیتا۔ اگر میں اپنا حال ظاہر کرتا ہوں تو تم لوگ حیران ہوتے ہو۔

مسافر پر روزہ فرض نہیں

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ سے بسطام کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تیس سال کے ایک طویل عرصے کے بعد اپنے شہر واپس تشریف لے جا رہے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بسطام کے نزدیک پہنچے تو اہل شہر میں شور برپا ہو گیا کہ اللہ کا درویش آ رہا ہے۔ چنانچہ پورا شہر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لئے اکٹھا ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خیال کیا کہ اگر میں ان سے ملتا رہا تو اس طرح عبادت سے غافل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو خود سے متنفر کرنے کے لئے جبہ مبارک سے روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور کھانا شروع کر دیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسا بزرگ ہے جس کو ماہِ رمضان کا ادب نہیں اور اس کے ساتھ

ہی وہ متنفر ہو کر واپس چلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں نے روٹی کا ٹکڑا کھانے کی وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا یہ لوگ جانتے نہیں کہ مسافر پر روزہ فرض نہیں ہوتا اور ایک شرعی عمل کرنے پر یہ مجھ سے اس طرح متنفر ہو گئے ہیں۔

والدہ کی خوشنودی

آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے مکان کے دروازے پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والدہ کو دعا کرتے ہوئے سنا۔ والدہ فرما رہی تھیں کہ اے باری تعالیٰ! میرے مسافر کا خیال رکھنا اور اسے اچھا بدلہ عطا کرنا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب والدہ کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو رونا شروع کر دیا۔ دروازے پر دستک دی۔ والدہ نے دریافت کیا کہ کون ہے؟ تو فرمایا کہ آپ کا مسافر۔ والدہ نے دروازہ کھولا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ والدہ کے قدموں میں گر پڑے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طویل جدائی میں روتے ہوئے نابینا ہو چکی تھیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جس کام کو بعد کے لئے چھوڑ رکھا تھا وہ پہلے ہی ہو گیا اور وہ کام تھا میری والدہ کی خوشنودی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے وہ سب میری والدہ کی بدولت ہیں۔ ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو مجھ سے پانی طلب کیا۔ اتفاق سے اس رات گھر میں پانی موجود نہ تھا۔ میں اسی وقت گیا اور باہر سے پانی لے کر آیا۔ جب میں پانی لے کر آیا تو والدہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے سو چکی تھیں۔ چنانچہ میں شدید سردی میں رات پر پانی کا کٹورا لئے کھڑا رہا۔ صبح ہونے تک میرے ہاتھ سردی کی شدت کی وجہ سے اس کٹورے کے ساتھ جم چکے تھے۔ والدہ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں کھڑا رہنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے عرض کیا کہ میں اس خوف سے کھڑا رہا کہ کہیں آپ دوبارہ بیدار ہو کر پانی طلب نہ فرمائیں اور میرے نزدیک نہ ہونے پر آپ کو کوئی تکلیف ہو۔ چنانچہ میری والدہ نے مجھے دعائیں دیں جن کی برکت سے میں اس مقام تک پہنچا۔

اللہ عزوجل تک رسائی

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہ سال تک اپنے نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدے کی آگ سے اس کو تاپا۔ پھر اس پر ملامت کے ہتھوڑے برساتا رہا یہاں تک کہ یہ میرا آئینہ بن گیا۔ اس کے بعد میں اس کے اوپر پانچ سال تک مختلف عبادتوں اور ریاضتوں سے اس پر قلعی چڑھاتا رہا۔ اس کے بعد ایک سال تک میں نے خوداعتمادی کی نظر سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس میں تکبر کا مادہ پایا۔ چنانچہ میں پھر مسلسل پانچ سال تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہا تب جا کر میں نے اس کو مسلمان بنایا۔ جب میں نے اس میں خلائق کا نظارہ کیا تو سب کو مردہ پایا۔ پھر میں نے نمازِ جنازہ پڑھی اور اس طرح کنارہ کش ہو گیا جس طرح لوگ مردے کی نمازِ جنازہ پڑھ کر قیامت تک کے لئے اس مردے سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ ان تمام امور کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا مرتبہ حاصل ہوا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی معراج

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معراج کی بابت فرماتے ہیں کہ جس وقت مجھے تمام موجودات سے بے نیاز کر کے اپنے نور سے منور فرمایا اور تمام اسرار و رموز سے آگاہی عطا فرمائی تو میں نے چشمِ یقین سے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا نور اس کے نور کے سامنے تاریک ہے کیونکہ وہ مصفا ہے اور میرے وجود میں کثافت ہے۔ جب میں نے اپنے نور میں اس کے نور کی عظمت کو محسوس کیا تو اندازہ ہوا کہ میری تمام عبادت و ریاضت اسی کے حکم کے تابع ہے۔ جب میں اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا گیا کہ جب تک ہم کام کرنے کی قوت عطا نہیں کرتے اس وقت تک کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا اور ہمارے ارادے سے ہی تمام چیزوں کا ظہور ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میری ہستی کو فنا کر کے بقا کا مقام عطا کیا تو میں نے اپنی خودی کا بے حجابانہ مشاہدہ کیا۔ گویا کہ میں نے اللہ کو اللہ کے ذریعہ سے دیکھا اور اس کی حقیت میں ایسا گم ہوا کہ گونگا' بہرہ اور جاہل بن گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو علومِ ازلی سے آگاہ فرما کر زبان کو گویائی اور آنکھوں کو نور عطا فرمایا جس کے ذریعے میں نے ہر شے میں اسی کی ذات کو موجود پایا۔ پھر فرمایا گیا کہ میرا وجود سب کے ساتھ بھی ہے اور سب سے جدا بھی ہے اور تجھے بلاوسائل کے تمام وسائل حاصل ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ ان چیزوں سے کچھ دلچسپی نہیں ہے۔ مجھے تیرے وجود کے بغیر اپنا وجود بھی ناپسند ہے بلکہ تیرے وجود کا اپنے وجود کے بغیر بھی قیام چاہتا ہوں۔ فرمایا گیا کہ شریعت کو چھوڑ کر حد اعتدال سے نکل جا کہ تیری کوشش ہمارے لئے پسندیدہ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا کہ میری تمنا تو یہی ہے اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ میری ذات نقص وعیب سے پاک ہے۔ فرمایا گیا کہ یہ بھید تجھے کیسے معلوم ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ میرے علم کا سبب تو بخوبی جانتا ہے کیونکہ تو ہر شے سے واقف ہے۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس نے اپنی رضا سے مجھے مخاطب فرما کر شرف عطا کیا اور اپنی خوشنودی پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور میرے قلب کی تاریکی اور نفس کی کثافت کو دور کر دیا۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ میری حیات کا تعلق ذاتِ خداوندی سے ہے اور میں اس کے فضل وکرم کے لباس میں ملبوس ہوں۔ اس کے بعد مجھ سے پوچھا گیا کہ اب تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں تجھ سے تجھ ہی کو طلب کرتا ہوں۔ اس کے بعد مجھے تاجِ کرامت عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ تو نے حق کو دیکھ لیا اور پا لیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے حق کو حق کے توسل سے پایا اور دیکھا۔ پھر مجھے میری حمد و ثناء کے صلہ میں ایسے پر عطا کئے گئے جن کے ذریعہ سے میں میدان عزت میں پرواز کرتا ہوا قدرت صنائع کا مشاہدہ کرتا رہا اور خدا نے اپنی قوت وزینت سے مجھے قوت وزینت بخشی۔ اس کے بعد فرمایا گیا کہ اب تیری رضا ہماری رضا ہو گی اور تیرا کلام کثافتوں سے

پاک ہوگا اور تیرا ہمارے اوصاف سے وابستہ ہونے کا کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے نئے سرے سے زندگی عطا کی گئی اور مکمل آزمائش کے بعد دریافت کیا گیا کہ ملک کس کا ہے، حکم کس کا ہے اور صاحب اختیار کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ یہ تیری ہستی کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ پھر مجھے قہر کی نظر سے دیکھا گیا جس میں میری ہستی فنا ہوگئی اور میں نے صبر و سکون کا پیراہن زیب تن کر لیا۔ پھر میرے تاریک قلب پر مسرتوں کا ایک ایسا دریچہ کھلا اور مجھے لسانِ توحید عطا کیا گیا۔ میرے قلب کو منور کر دیا گیا۔ پھر فرمایا گیا کہ مخلوق تیرے دیدار کی تمنا رکھتی ہے۔ میں نے کہا کہ میں تو تیرے سوا کسی کو نہیں دیکھنا چاہتا ہوں لیکن اگر تیری یہی خواہش ہے کہ تیری مخلوق میرا نظارہ کرے تو میں راضی برضا ہوں لیکن مجھے پہلے وحدانیت سے آراستہ فرما دے تاکہ مخلوق میرے اندر تیری وحدت و حقیقت کا مشاہدہ کر سکے اور اس دوران میرا وجود منقطع ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری خواہشات کی تکمیل کے بعد مجھے تمام عالم کے سامنے پیش کر دیا۔ پھر جیسے ہی میں نے اس کی بارگاہ سے قدم باہر رکھا تو لغزش سے گر پڑا۔ ندا آئی کہ ہمارے دوست کو ہمارے پاس واپس لے آؤ یہ ہمارے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک وحدانیت کی فضاء میں پرواز کرتا رہا اور تیس سال فضائے الوہیت میں اڑتا رہا اور تیس سال تک فضائے یکتائیت میں پرواز کرتا رہا۔ جب نوے سال مکمل ہوئے تو اس وقت میں نے خود کو دیکھا اور محسوس کیا کہ جو عالم نظروں سے گزرا ہے وہ بایزید نے ہی دیکھا ہے۔ پھر چار ہزار مراتب طے کرنے کے بعد کمالِ اولیاء کے درجے تک رسائی ہوئی تو خود کو نبوت کے ابتدائی درجے پر دیکھا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ یہ عظیم مرتبہ کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ چنانچہ سر اٹھا کر دیکھا تو میرا سر نبی کے قدموں کے نیچے تھا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ ولایت کی انتہاء نبوت کی ابتداء ہوا کرتی ہے اور نبوت کی کوئی انتہاء نہیں ہوتی۔ اس مقام سے میری روح جنت و دوزخ اور ملائکہ کے مشاہدے کے لئے روانہ ہوئی۔ اس کے بعد مجھے انبیاء کرام علیہم السلام سے شرفِ نیاز

حاصل ہوا اور میں نے ان کی بارگاہ میں سلام پیش کیا۔ جس وقت میری روح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روبرو پہنچی تو دیکھا کہ آگ کا دریا ہے اور نور کے ہزاروں حجابات درمیان میں حائل ہیں جس کی وجہ سے میری روح دیدارِ مصطفیٰ ﷺ سے محروم ہوگئی۔ چنانچہ میں غش کھا کر گر پڑا اور ہوش آنے پر دور سے ہی سلام عرض کیا۔ اس طرح مجھے قربِ خداوندی تو نصیب ہو گیا لیکن اس کے محبوب کا قرب حاصل نہ ہو سکا۔ مجھے اس وقت اس حقیقت کا اندازہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی زیارت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب بندہ لا الہ الا اللہ کی منزل سے آگے نکل جائے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی اس معراج سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان اللہ تعالیٰ کی زبان بن چکی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ میں پاک ہوں اور میری شان بہت بڑی ہے یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی زبان تھی۔

اللہ عزوجل کی تلاش

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حج کی نیت سے بسطام سے روانہ ہوئے۔ کچھ ہی دور جانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ بسطام واپس تشریف لے آئے۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ راستے میں مجھے ایک حبشی ملا۔ اس نے مجھے کہا کہ تم اللہ عزوجل کی تلاش میں بسطام کو چھوڑ کر حج پر کیوں جانا چاہتے ہو چنانچہ میں واپس بسطام آ گیا۔

حج کا ثواب

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے حج پر جانے کا قصد کیا تو ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دو سو دینار طلب کئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے کہا کہ میں نے یہ رقم سفرِ حج کے لئے اکٹھی کی۔ اس شخص نے کہا کہ میں مفلس ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ رقم مجھے دے کر سات مرتبہ میرا طواف کر لیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حج ہو جائے گا۔ چنانچہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ رقم اسے دے کر سات مرتبہ اس شخص کا طواف کر لیا۔

ملائکہ علمی مسائل دریافت کرنے آتے

ایک مرتبہ کسی نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس عورتوں کا ہجوم کیونکر رہتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ملائکہ ہیں جو عورتوں کی شکل میں میرے پاس آتے ہیں اور مجھ سے علمی مسائل دریافت کرتے ہیں اور میں انہیں علمی مسائل سمجھاتا ہوں۔ ایک شب پہلے آسمان کے ملائکہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ عبادت کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میری زبان میں وہ طاقت نہیں کہ جس سے میں ذکر الٰہی کر سکوں۔ اس کے باوجود ساتوں آسمانوں کے ملائکہ میرے پاس جمع ہو گئے اور وہی خواہش ظاہر کی جو پہلے آسمان کے ملائکہ نے کی تھی۔ میں نے ان کو بھی وہی جواب دے دیا کہ میری زبان میں طاقت نہیں ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ ذکر الٰہی کی طاقت آپ رحمۃ اللہ علیہ میں کب پیدا ہو گی تو میں نے ان سے کہا کہ روزِ قیامت جب سزا و جزا ختم ہو جائے گی اور میں طوافِ عرش کرتا ہوا اللہ اللہ کہہ رہا ہوں گا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ چالیس برس تک ایک مسجد میں مقیم رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس درجہ احتیاط فرماتے کہ مسجد کے اندر اور مسجد کے باہر کا لباس جدا جدا ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی مسجد کی دیوار سے ٹیک نہیں لگائی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا کو نہیں چکھا۔ اس کے بعد جب غور کیا تو ہر سمت بندگی اور خدائی نظر آئی۔ اس کے بعد تیس سال اللہ تعالیٰ کی جستجو میں گزار دیئے۔ اس کے بعد اللہ کو طالب اور خود کو مطلوب پایا۔ اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا نام زبان سے لینا چاہتا ہوں تو پہلے

تین مرتبہ زبان کو اچھی طرح دھو لیتا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سیب آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سیب کو پکڑتے ہوئے فرمایا کہ کیا لطیف پھل ہے؟ غیب سے آواز آئی کہ بایزید (رحمۃ اللہ علیہ)! تمہیں ہمارا نام سیب کے ساتھ ملاتے ہوئے حیاء نہیں آئی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد کبھی بھی زندگی بھر کوئی پھل نہ کھایا۔

الطافِ خداوندی کی مسند

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک جائے نماز بھجوائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر جائے نماز واپس کر دی کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں بلکہ مسند کی ضرورت ہے۔ چنانچہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے مسند بھجوا دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسند بھی یہ کہہ کر واپس کر دی کہ جس کے پاس الطافِ خداوندی کی مسند موجود ہے اس کو دنیاوی مسند کی حاجت نہیں۔

شہر کا سب سے برا انسان

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب بلند ہونے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں لوگوں کی منطقی سوچوں سے بالاتر ہو گئیں۔ چنانچہ اس دوران لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سات مرتبہ بسطام سے نکالا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ساتویں مرتبہ بسطام سے نکالا گیا تو ارادت مندوں نے وجہ دریافت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شہر کا سب سے برا انسان بایزید ہو وہ شہر کتنا اچھا ہے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

تذکرۃ الاولیاء میں منقول ہے کہ کسی گویے نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے

سامنے ذیل کا شعر پڑھا:

بای خد دیک تبدی البلا
وبای عینک ماذا سالا

"یعنی کون سا چہرہ جو خاک میں نہیں ملا اور وہ کون سی آنکھ ہے جو زمین پر نہیں بہی۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر سن کر بے خود ہو گئے اور اسی حالت میں امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ گوش گزار کیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گوشہ نشین ہونے کا مشورہ دیا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ گوشہ نشین ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ گوشہ نشین رہے تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب بہتر یہ ہے کہ تم لوگوں سے رابطہ قائم کرو اور ان کی باتوں پر صبر کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حسب حکم مختلف بزرگوں کی صحبت میں بیٹھتے رہے اور ان کے اقوال وافعال سے بہرہ ور ہوتے رہے۔

مخلوقِ خدا سے کنارہ کشی

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے مخلوقِ خدا سے کنارہ کشی کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں کم عمر لوگوں میں بیٹھوں تو وہ ادب کی وجہ سے دینی علوم نہیں سکھائیں گے اور اگر معمر بزرگوں میں بیٹھوں گا تو وہ مجھے میرے عیوب سے آگاہ نہیں کریں گے۔ پھر ایسی صورت میں میرے لئے مخلوق کی صحبت کیسے فائدہ مند ہو سکتی ہے؟

اللہ کے سوا کوئی کسی کا کفیل نہیں

ایک مرتبہ کسی نے شادی نہ کرنے کے بارے میں سوال کیا تو حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نکاح کے بعد بیوی کے نان ونفقہ کی کفالت کرنا پڑتی ہے اور حقیقت یہ

ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کسی کا کفیل نہیں ہوسکتا اس لئے میں کسی کو دھوکا نہیں دینا چاہتا۔

زہد و تقویٰ

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کمال زہد و تقویٰ کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب اور معاملات عالم میں بہت مشہور ہیں۔ حقائق و معرفت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کامل دسترس حاصل تھی۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا!

"اے فرزند! اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو چھوڑ دے اور اگر بزرگی چاہتا ہے تو آخرت کے انعام و اکرام کی خواہشوں کے گلے پر چھری پھیر دے۔ کیونکہ یہ دونوں مقام حجاب کے ہیں اور تمام خواہشیں انہی دونوں چیزوں میں مستور ہیں۔ جو شخص جہنم سے فارغ ہونا چاہے اس سے کہو کہ وہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لے اور جو شخص روح سے فارغ ہونا چاہے اس سے کہو کہ آخرت کی خواہش کو دل سے نکال دے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ورثہ میں بیس دینار ملے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان بیس دیناروں سے بیس سال تک اپنے اخراجات کی تکمیل کرتے رہے۔ جب کچھ بزرگوں نے اعتراض کیا کہ دینار جمع کرنا ایثار کے منافی ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہی دینار زندگی بھر کے لئے باعث طمانیت ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قناعت کا یہ عالم تھا کہ روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جتنا وقت لقمہ بنانے میں صرف ہوتا ہے اتنی دیر میں، میں پچاس آیتیں قرآن مجید کی پڑھ سکتا ہوں۔

محض اپنے سکون کے لئے ذکر الٰہی سے غفلت

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے پانی کا گھڑا سایہ میں رکھا۔ کچھ دیر بعد اس جگہ پر دھوپ آ گئی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے وہاں سے نہ اٹھایا۔ کسی نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ

اسے سایہ میں رکھ دیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اسے سایہ میں ہی رکھا تھا اب دھوپ سے اٹھاتے ہوئے ندامت محسوس ہوتی ہے کہ محض اپنے سکون کے لئے اس قلیل وقت میں ذکرالٰہی سے غافل رہوں۔

دنیا میں تعمیر کا کام نہیں کروں گا

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کا مکان بہت وسیع تھا لیکن جب اس مکان کا ایک حصہ منہدم ہوگیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مکان کے دوسرے حصے میں منتقل ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مکان کا وہ حصہ بھی منہدم ہوگیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ دروازے کی جانب منتقل ہو گئے۔ لوگوں نے کہا کہ دروازے کے اوپر کی چھت بھی کمزور ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ مکان کی مرمت کروالیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ دنیا میں تعمیر کا کام نہیں کروں گا۔ چنانچہ جس دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس دن وہ چھت بھی منہدم ہوگئی۔

شرابِ محبت

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ غمگین رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مسکراتے دیکھا تو مسکرانے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شرابِ محبت پلادی ہے جس کے نشہ کی وجہ سے میں خوش ہوں۔

کیفیت بے خودی

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ چاند کی چودھویں کو مکان کی چھت پر چلے گئے تاکہ قدرتی مناظر کا مشاہدہ کرسکیں۔ قدرتی مناظر کا مشاہدہ کرنے میں اس طرح مگن ہوئے کہ ہمسایہ کی چھت پر جا گرے۔ ہمسایہ نے سمجھا کہ شاید چھت پر کوئی چور آ گیا ہے۔ وہ تلوار لے چھت پر آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے چھت پر

آنے کی وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہ جانے عالم بے خودی میں کس نے مجھے تمہاری چھت پر پھینک دیا۔

نفس کی خواہش

کتب سیر میں بیان ہوتا ہے کہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ موسم گرما میں دھوپ میں بیٹھے ہوئے عبادت میں مشغول تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے دیکھا تو سایہ میں آنے کو کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے اس چیز کی ندامت محسوس ہوتی ہے کہ میں نفس کی خواہش کے مطابق کوئی کام کروں۔

ذکر الٰہی اور گوشہ نشینی

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے مجھے تنگ کرنا شروع کر دیا تو میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی کہ الٰہی! میری چادر مجھ سے لے لے تاکہ مجھے باجماعت نماز سے نجات مل جائے اور مخلوق سے میرا کوئی تعلق قائم نہ رہے۔ چنانچہ اسی رات ایک چور آیا اور وہ میری چادر چرا کر لے گیا۔ اس دن سے میں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور ذکر الٰہی کے سوا مجھے کچھ بھی اچھا معلوم نہ ہوتا تھا۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاق

ایک مرتبہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنا قرآن اور مصلیٰ مسجد میں چھوڑ کر دریا پر طہارت کی نیت سے چلے گئے۔ اس دوران ایک بڑھیا مسجد میں آئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن اور مصلیٰ اٹھا کر چلی گئی۔ جب وہ بڑھیا مسجد سے نکلی تو راستے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گردن جھکائے اس بڑھیا سے دریافت کیا کہ کیا تمہارا کوئی بچہ ایسا ہے جو قرآن پڑھتا ہو؟ بڑھیا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر نفی میں سر ہلا دیا۔ آپ

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر مجھے میرا قرآن واپس فرما دیں۔ رہا مصلیٰ تو وہ میں تمہیں ہبہ کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ بڑھیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق سے متاثر ہو گئی اور اس نے وہ دونوں چیزیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واپس کر دیں۔

اللہ عزوجل سے حیا کرنے والے سے ہر شے حیا کرتی ہے

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں شہر کے کوتوال تھے۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس حالت میں جنگل میں دیکھا کہ ایک کتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کھانے کا ایک لقمہ خود لیتے اور ایک لقمہ اس کتے کے منہ میں ڈالتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں نے جب یہ حالت دیکھی تو کہا کہ تمہیں حیا نہیں آتی کہ کتے کو کھانا کھلا رہے ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حیا کی وجہ سے ہی تو میں کتے کو کھانا کھلا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی جانب نظریں اٹھائیں تو ایک پرندہ اپنی آنکھوں اور چہرے کو چھپائے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر آن بیٹھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ماموں کو دوبارہ مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ عزوجل سے حیا کرنے والے سے ہر شے حیا کرتی ہے۔

امور میں مداخلت

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا تو نماز کا وقت ہو گیا۔ اس شخص نے نماز کی نیت کی اور نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ اس شخص کو قبلہ کی سمت کا صحیح تعین نہ ہوا اور اس نے نماز غلط سمت ادا کر لی۔ جب نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ قبلہ کی سمت درست نہ تھی تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے نماز کے وقت اس سے آگاہ کیوں نہ فرمایا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقراء کو دوسروں

کے امور میں اس وقت مداخلت کی حاجت ہوتی ہے جب انہیں اپنے امور سے مہلت ملے۔

اللہ کا مہمان

ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش دلی سے کچھ تناول فرما رہے تھے۔ لوگوں نے اس خوش دلی کی وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ میری خوش دلی کی وجہ یہ ہے کہ آج میں اللہ کا مہمان ہوں اور جو وہ عطا کرتا ہے میں کھالیتا ہوں۔ اللہ پر توکل کرنے والا مخلوق کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ نیز فرمایا کہ اس بات سے خوف میں مبتلا رہا کرو کہ اللہ کی نظریں تم پر مرکوز ہیں۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے ایک بازار میں کباڑ فروشی کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بازار میں آگ لگ گئی جس کی لپیٹ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوکان بھی جل گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب پتہ چلا تو فرمایا کہ میں فکر معاش سے آزاد ہو گیا۔ لیکن جب وہاں جا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ سب دوکانیں جل چکی ہیں صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوکان سلامت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں کھڑے کھڑے سب مال صدقہ کر دیا اور راہِ تصوف اختیار کی۔

خیر کی توفیق

ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ابتدائے حال کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ ایک دن میری دوکان کے آگے سے حضرت حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا تو میں نے انہیں عام فقیروں کی طرح سمجھ کر روٹی کا ایک ٹکڑا دے دیا۔ انہوں نے روٹی کا ٹکڑا لینے سے انکار کر دیا اور میرے حق میں دعائے خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تجھے خیر کی توفیق عنایت فرمائے۔ چنانچہ ان کا یہ فرمانا تھا کہ میری ساری کائنات ہی بدل گئی اور میں نے اپنا

سب دنیاوی مال صدقہ کر دیا اور راہِ تصوف اختیار کی۔

حجاب کی ذلت

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کثرت سے دعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی! اگر تو مجھے کسی چیز کا عذاب دینا بھی چاہے تو مجھے حجات کی ذلت کا عذاب مت دینا اس لئے کہ جب میں حجاب میں نہ ہوں گا تو تیرا عذاب و بلا میرے لئے تیرے ذکر اور مشاہدے سے آسان ہو جائے گا اور جب میں حجاب میں ہوں گا تو اس حجاب کی ذلت میں تیری یہ نعمتیں مجھے ہلاک کر دیں گی۔

دنیا کے غم مجھے مل جائیں

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ چالیس سال تک میرے نفس کو شہد کی خواہش رہی لیکن میں نے اس کی خواہش کبھی بھی پوری نہیں کی۔ نیز فرمایا کہ میں روزانہ آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتا ہوں کہ شاید معصیت کی وجہ سے میرا چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش ساری دنیا کے غم مجھے مل جائیں اور تمام لوگ غموں سے آزاد ہو جائیں۔

راہِ طریقت کی ابتدائی تعلیم

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ وعظ فرما رہے تھے کہ احمد بن یزید مجلس وعظ میں آن پہنچا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ کا موضوع تھا کہ مخلوقات میں کوئی بھی مخلوق انسان سے کمزور نہیں لیکن اس کے باوجود بھی انسان بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس تقریر کا احمد بن یزید پر ایسا اثر ہوا کہ گھر جا کر اس نے فقیرانہ لباس اختیار کیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض

کرنے لگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کل کے بیان کے بعد میرے حالات بدل چکے ہیں اور میرا رجحان دنیا سے ہٹ کر گوشہ نشینی کی طرف ہو گیا ہے لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے راہِ طریقت کی تعلیم سے آراستہ فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ راہِ طریقت کی ابتدائی تعلیم تو یہ ہے کہ نمازِ پنجگانہ ادا کرو اور احکامِ شرعیہ کی پابندی کرو اور خاص تعلیم یہ ہے کہ دنیا کو خیر باد کہہ کر اس طرح مصروفِ عبادت ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کچھ طلب نہ کرو اور اگر کوئی کچھ دینا بھی چاہے تو اس سے مت لو۔ یہ سن کر احمد بن یزید نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی والدہ روتی ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئیں کہ میرا ایک ہی بچہ تھا وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں دیوانہ ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ آ جائے گا تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گا۔

عہد کے خلاف

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ جب تجارت کرتے تھے تو دس دینار پر نصف دینار نفع لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ساٹھ دینار کے بادام خریدے لیکن اس کے بعد قیمتیں بڑھ گئیں اور دلال نے نوے دینار لگا دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اپنے عہد کے خلاف فروخت نہیں کر سکتا۔

تعظیم کرنے کا انعام

ایک مرتبہ حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے وضو فرما رہے تھے اور وہیں ایک جگہ پر ایک شخص اونچی جگہ پر بیٹھا وضو کر رہا تھا۔ اس شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو تعظیماً نیچے آ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس شخص کا انتقال ہوا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر اس سے کیفیت دریافت کی؟ اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صرف حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کرنے کی وجہ سے میری مغفرت فرما دی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ' اصفہان کے قاضی تھے۔ ایک دن حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ سے خمیر لے کر روٹی تیار کی۔ جب وہ روٹی حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے دریافت کیا کہ آج روٹی اتنی نرم کیوں ہے؟ خادم نے تمام ماجرا گوش گزار کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا کہ جو شخص اصفہان کا قاضی ہو تم نے اس کے گھر سے خمیر کیوں لیا اب یہ روٹی میرے کھانے کے قابل نہیں اسے تم کسی فقیر کو دے دینا۔ اگر وہ فقیر اس روٹی کے بارے میں دریافت کرے تو کہنا کہ خمیر تو صالح (رحمۃ اللہ علیہ) کا ہے اور آٹا احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) کا ہے اگر تمہاری طبیعت گوارا کرتی ہے تو اس کو لے لو۔ وہ خادم اس روٹی کو لے کر گھر کے دروازے میں کھڑا ہو گیا مگر چالیس دن گزرنے تک بھی کوئی سائل نہ آیا۔ اس خادم نے جب دیکھا کہ روٹی میں بو پیدا ہو رہی ہے تو اس نے وہ روٹی دریائے دجلہ میں پھینک دی۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے تقویٰ کی بدولت اس روز دریائے دجلہ سے شکار کی ہوئی مچھلی نہ کھائی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی سماعت کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاتے اور ان سے حدیث کا درس لیتے تھے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نہ پہنچے تو انہوں نے اپنے ایک خادم کو بھیجا تاکہ وہ یہ معلوم کر کے آئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ آج کیوں تشریف نہیں لائے؟ وہ خادم جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کپڑوں کا ایک ہی جوڑا تھا جو دھوبی کو دھونے کے لئے دیا ہے اور خود اس وقت برہنہ ہیں۔ خادم نے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس سے کوئی لباس لا دیتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منع کرتے

ہوئے فرمایا کہ میرے ہاتھ کی تحریر کردہ ایک کتاب ہے تم اس کو فروخت کر کے دس گز ٹاٹ لا دو تا کہ میں کرتہ اور تہبند سلوا لوں۔

ایک مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا طباق بنئے کے یہاں رہن رکھوا دیا اور جب اسے چھڑانے پہنچے تو بنئے نے دو طباق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دیئے کہ ان میں سے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ لے لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنا تو خاموشی سے واپس چلے گئے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کے سبب تھا ورنہ چاہتے تو کوئی بھی طباق اٹھا کر لے آتے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مزدور کام کرتا تھا۔ ایک دن وہ شام کو جانے لگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ اس کو مزدوری سے زیادہ کچھ رقم دے دو۔ شاگرد نے عرض کیا کہ اس نے تو پہلے ہی انکار کر دیا ہے اب شاید نہیں مانے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت تو اس کو زیادہ کا لالچ نہیں تھا مگر ہو سکتا ہے کہ اب کچھ زیادہ کی طمع پیدا ہو گئی ہو۔

مردِ مجاہد کی خوشبو

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سال میں ایک مرتبہ شہداء کے مزارات کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے راستے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی خرقان سے گزرتے تو فضا میں منہ بلند کر کے تیز تیز سانس لیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مند جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں سرزمین خرقان سے ایک مردِ مجاہد کی خوشبو سونگھتا ہوں جس کی کنیت ابوالحسن (رحمۃ اللہ علیہ) ہو گی اور اس کا نام ''علی'' ہو گا۔ چنانچہ جب حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا میں تشریف لائے اس وقت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ وصال پا چکے تھے لیکن حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ' آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دلی انسیت حاصل تھی۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ مسلسل بیس برس تک عشاء کی نماز کے بعد خرقان سے بسطام شریف حاضر ہوتے رہے اور حضرت بایزید

بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر مراقبہ کرتے رہے اور دعا فرماتے رہے کہ یا اللہ! جو مقام تو نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کیا ہے وہ مجھے بھی عطا فرمادے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نمازِ فجر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر ادا فرماتے اور الٹے قدموں گھر تشریف لاتے مبادا کہیں مزارِ پاک کی بے ادبی نہ ہو۔

دنیاوی چیزوں پر فدا ہونے والا نہیں

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہل چلاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کھیت کی کھدائی کر رہے تھے کہ وہاں سے چاندی برآمد ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ کو دوبارہ مٹی سے بھر دیا اور دوسری جگہ کھدائی سے شروع کر دی۔ اب کی بار وہاں سے سونا برآمد ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ کو بھی دوبارہ مٹی سے بھر دیا اور تیسری جگہ سے کھدائی شروع کر دی ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کھدائی کر رہے تھے کہ وہاں سے ہیرے جواہرات برآمد ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ کو بھی مٹی سے بھر دیا اور فرمانے لگے کہ ابوالحسن (رحمۃ اللہ علیہ) دنیاوی چیزوں پر فدا ہونے والا نہیں ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ہل چلاتے ہوئے جب نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بیلوں کو چھوڑ کر نماز ادا کرنے لگ جاتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کھیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تیار ملتا۔

اللہ عزوجل کی ہستی سے کون باہر آتا ہے؟

حضرت شیخ ابوالعمر ابوعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ چلو میں اور تم درخت پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ چلو میں اور تم جنت و دوزخ سے بے نیاز ہو کر اللہ عزوجل کا دست رحمت پکڑ کر چھلانگ لگاتے ہے۔ پھر ایک مرتبہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پانی میں ہاتھ ڈال کر زندہ مچھلی پکڑ کر سامنے رکھ دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں تنور میں ہاتھ ڈال کر

زندہ مچھلی میرے سامنے رکھ دی اور فرمایا کہ آگ میں سے زندہ مچھلی نکالنا پانی میں سے زندہ مچھلی نکالنے سے زیادہ معنی رکھتا ہے۔ پھر اسی طرح ایک دن میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آیئے دونوں تنور میں کود جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ دونوں میں سے زندہ کون نکلتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس طرح نہیں دونوں اپنی نیستی میں غوطہ لگاتے ہیں اور دیکھتے ہیں اللہ عزوجل کی ہستی سے کون باہر آتا ہے؟ یہ سن کر میں نے سکوت اختیار کر لی۔

قیامت کا شور

ایک مرتبہ حضرت ابوسعید خذری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے کے باہمی احوال کو تبدیل کرنے کا ارادہ کیا اور ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے چنانچہ اس کے بعد حضرت ابوسعید خذری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت ہوئی کہ وہ ساری رات گھر جا کر روتے رہے جبکہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ساری رات عالم وجد میں نعرے لگاتے رہے۔ علی الصبح حضرت ابوسعید خذری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ میرا خرقہ مجھے واپس کیجئے مجھ میں اتنے غم برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بسم اللہ اور پھر دونوں حضرات باہم گلے ملے اور اپنی اپنی حالت کو لوٹ آئے۔ پھر حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خذری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اے ابوسعید (رحمۃ اللہ علیہ)! تم روزِ محشر مجھ سے پہلے مت آنا کیونکہ تمہارے قیامت کا شور برداشت کرنے کی قوت نہیں ہے اور جب میں وہاں پہنچ کر اس شور کو بند کر دوں تب تم تشریف لانا۔

مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کسی مرید نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت طلب کی کہ وہ کوہِ لبنان پر جا کر قطب العالم سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس

مرید کو اجازت دے دی۔ جب وہ مرید کوہِ لبنان پہنچا تو اس نے ایک جنازہ دیکھا اور لوگ اس جنازہ کے نزدیک کسی کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے لوگوں سے انتظار کی وجہ دریافت کی تو لوگوں نے کہا کہ قطب العالم یہاں پنج وقتہ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لاتے ہیں ہم ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس مرید کو دلی خوشی ہوئی کہ جلد ہی قطب العالم سے ملاقات ہو جائے گی۔ اس دوران قطب العالم تشریف لائے تو وہ مرید یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ قطب العالم خود اس کے مرشد پاک حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہ یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہو گیا جب اسے ہوش آیا تو لوگ جنازے کو دفن کر کے جا چکے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ پتہ نہ تھا۔ اس نے اردگرد کے لوگوں سے دریافت کیا کہ قطب العالم کا نام کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ قطب العالم حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اگلی نماز کے وقت پھر تشریف لائیں گے۔ وہ مرید اب اگلی نماز کا انتظار کرنے لگا۔ جب نماز کا وقت ہوا اور صف بندی شروع ہوئی تو وہ اگلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ جب حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھا چکے تو اس نے آگے بڑھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دامن پکڑ لیا مگر شدت خوف کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے لے کر علیحدہ چلے آئے اور فرمایا کہ تو نے جو کچھ یہاں دیکھا ہے اسے کبھی زبان پر نہ لانا کیونکہ میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا ہے کہ مجھ کو مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا اور مخلوق کو میرے مراتب سے آگاہ نہ کرنا سوائے میرے مرشد حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے جو کہ مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں۔

عالم ارواح سے عالم خاکی میں گناہوں سے پاک آتے ہیں

حضرت ابوسعید خذری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ایک اجتماعِ عام سے خطاب کر رہے تھے اس اجتماع میں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے بھی موجود تھے۔ دورانِ تقریر

حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خودی سے نجات پانے والے ایسے ہوتے ہیں جیسے بچہ شکم مادر سے نکلتا ہے اور وہ لوگ ایسے ہوتے ہیں جس طرح عالم ارواح سے عالم خاکی میں گناہوں سے پاک آتے ہیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم ان لوگوں سے واقفیت رکھنا چاہتے ہو تو ان میں اس صاحبزادے کے والد بزرگوار بھی شامل ہیں۔

تمام نیکیاں معصیت ہوگئیں

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپس بغداد تشریف لائے تو آئینہ سازی کی دوکان کھول لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سارا دن دوکان پر پردہ ڈال کر چار سو رکعت نماز نفل روزانہ ادا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد دل اچاٹ ہوگیا تو دوکان کو خیر باد کہہ کر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں واقع ایک حجرے میں گوشہ نشین ہوگئے اور تیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے رہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول رہا کہ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ چالیس سال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب میں نے معراجِ کمال حاصل کر لی ہے۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے جنید! اب وہ وقت آگیا ہے کہ تیرے گلے میں زنار ڈال دی جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ! میرا قصور کیا ہے؟ ندا آئی کہ تیرا وجود ابھی تک باقی ہے۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا کہ جو بندہ وصال کا اہل ثابت نہ ہو سکا اس کی تمام نیکیاں معصیت ہوگئیں۔

دو سو بزرگوں کے جوتے سیدھے کئے

کتب سیر میں مذکور ہے کہ جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب میں اضافہ ہونا شروع ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ و نصیحت شروع کر دی۔ ایک مرتبہ مجمع میں تقریر

کرتے ہوئے فرمایا کہ وعظ گوئی میں نے تیس ابدالوں کے بے حد اصرار پر شروع کی ہے اور اس سلسلہ کو شروع کرنے سے پہلے میں نے دو سو بزرگوں کے جوتے سیدھے کیے ہیں۔

شیطان کا جلنا

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دل میں شیطان کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ چنانچہ میں ایک مسجد کے باہر کھڑا ہو گیا۔ اچانک دور سے ایک بوڑھا آتا ہوا نظر آیا۔ جب میں نے اس بوڑھے کی شکل دیکھی تو مجھے اس پر شدید نفرت کا غلبہ ہوا۔ جب وہ بوڑھا میرے قریب آیا تو میں نے کہا کہ اے بوڑھے تو کون ہے؟ تیری شکل کتنی بھیانک ہے اور میری آنکھیں کچھ لمحوں کے لئے بھی تیری شکل دیکھنے کو روادار نہیں ہیں۔ میرے دل کو تیری شکل دیکھ کر سخت وحشت ہو رہی ہے۔ اس بوڑھے نے کہا کہ وہ ابلیس ہے جسے دیکھنے کی تم تمنا کر رہے تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ اے ملعون! تجھے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکے رکھا ہے؟ ابلیس نے کہا کہ اے جنید (رحمۃ اللہ علیہ)! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کسی غیر اللہ کو سجدہ کرتا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ بات سن کر میں حیران رہ گیا اور مجھے کوئی جواب نہ سوجھا۔ اسی وقت غیب سے ندا آئی کہ اے جنید (رحمۃ اللہ علیہ)! اس ملعون سے کہو کہ تو جھوٹا ہے اگر تو فرمانبردار ہوتا تو حکم عدولی نہ کرتا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ابلیس سے یہ کہا تو اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ تم نے مجھے جلا کر راکھ کر دیا ہے یہ کہتا ہوا ابلیس غائب ہو گیا۔

اولیاء اللہ اسرار کے والی

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ گمان پیدا ہوا کہ وہ کسی درجہ پر پہنچ گیا ہے اس لئے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سے چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اس خیال سے آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی بزرگی کا رعب جما سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو دیکھا تو سارا

حال منکشف ہو گیا۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب لفظوں میں چاہتے ہو یا معنوی چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ دونوں شکلوں میں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر لفظوں میں چاہتے ہو تو تم نے اپنا تجربہ کر لیا ہے اور معنوی چاہتے ہو تو میں تجھے اسی وقت ولایت سے معزول کرتا ہوں۔ اسی لمحے اس مرید کا چہرہ کالا ہو گیا اور وہ کہنے لگا کہ یقین کی راحت میرے دل سے جاتی رہی ہے۔ پھر اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے توبہ کی درخواست کی اور فضول باتوں سے تائب ہو گیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ اولیاء اللہ اسرار کے ولی ہوتے ہیں اور تو ابھی ان کے زخم کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر دم کیا اور اس کی ولایت بحال ہو گئی۔

مسلمان کی فراست

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن وعظ فرما رہے تھے کہ دورانِ وعظ چالیس افراد بے ہوش ہو گئے اور کچھ دیر بعد ان میں سے اٹھارہ افراد انتقال کر گئے۔ ایک مرتبہ وعظ گوئی کے دوران ایک آتش پرست مسلمانوں کے بھیس میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان کی فراست سے بچتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول سنا تو فرمایا کہ اس قول کا مقصد یہ ہے کہ تجھے مسلمان ہونا چاہئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ تائب ہو گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد کچھ عرصہ کے لئے وعظ گوئی ترک کر دی۔ لوگوں کے اصرار پر بتایا کہ میں خود کو ہلاکت میں ڈالنا پسند نہیں کرتا۔

وضو کرنے سے آشوبِ چشم کا مرض رفع ہو گیا

ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہو گئے تو ایک آتش پرست طبیب نے آنکھوں پر پانی نہ لگنے کی ہدایت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وضو کرنا

میرے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیا اور عشاء کی نماز ادا فرما کر سو گئے۔ صبح اٹھے تو آشوبِ چشم ختم ہو چکا تھا۔ اس وقت غیب سے آواز آئی کہ تم نے ہماری عبادت کی وجہ سے آنکھوں کی پرواہ نہ کی اس لئے ہم نے تمہاری تکلیف ختم کر دی۔ اس آتش پرست طبیب نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اتنی جلدی آشوبِ چشم سے صحت یاب ہوتا دیکھ کر حیرانی ظاہر کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے وضو کیا اور آشوبِ چشم دور ہو گیا۔ اسی وقت وہ آتش پرست آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات سن کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

مال کی حاجت

ایک مرتبہ ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پانچ سو دینار خدمت میں پیش کئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تجھے مزید مال کی حاجت ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو یہ پانچ سو دینار واپس لے جا کیونکہ تو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے جس وجہ سے مجھے اس کی حاجت ہو۔

اخلاص کی تعلیم

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اخلاص کی تعلیم کس سے حاصل کی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اخلاص کی تعلیم ایک حجام سے حاصل کی ہے۔ میں مکہ معظمہ میں تھا تو اس دوران ایک حجام کسی دولت مند کی حجامت بنا رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ خدا کے لئے میری حجامت بنا دے۔ اس نے فوراً دولت مند کی حجامت چھوڑ کر میری حجامت بنا دی۔ حجامت بنانے کے دوران ایک کاغذ کی پڑیا مجھے دی جس میں کچھ سکے تھے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کو استعمال میں لے آئیں۔ چنانچہ میں نے نیت کر لی کہ مجھے جونہی کچھ دستیاب ہوگا میں اس حجام کی نذر کروں گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد بصرہ سے ایک شخص آیا اور اس نے اشرفیوں کی ایک تھیلی مجھے پیش کی۔

میں اس حجام کے پاس گیا اور اس کو وہ تھیلی دینی چاہی۔ اس حجام نے مجھ سے کہا کہ میں نے تمہاری خدمت میں صرف خدا کے لئے کی تھی اور تم بے حیا بن کر مجھے تھیلی واپس کرنے آئے ہو۔ تمہیں اس کا علم نہیں کہ خدا کے واسطے کام کرنے والا کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا ہے۔

ریا کا عنصر

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ریاضت و عبادت کے ابتدائی دور میں گھر سے کھانا لے کر نکلتے اور راستہ میں وہ کھانا فقراء میں تقسیم کر دیتے اور دوکان پر جا کر بیٹھ جاتے۔ یہ سلسلہ بیس سال تک جاری رہا اور گھر والوں کا یہی خیال تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھانا کھا لیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے لئے برسوں کے مجاہدات و خلوت سب بے سود ثابت ہوئے جب میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے اقوال پر غور کرنا شروع کیا تو مجھے پتہ چلا کہ میری عبادت میں ریا کا عنصر شامل ہو گیا اور مجھے پتہ چلا کہ میرے نفس نے میرے قلب سے سازباز کر رکھی ہے۔ پھر جب میں نے نفس کی مخالفت شروع کی تو مجھ پر باطنی انکشافات ہونے لگے۔ پھر میں نے نفس سے اس کی کیفیت دریافت کی تو اس نے کہا کہ میری کوئی مراد پوری نہیں ہوتی۔

دل کو رضائے الٰہی کے حوالے کر دو

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے تین روز تک مسلسل اپنے گھر میں کھڑے ہو کر شور مچایا۔ لوگوں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر حال بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود اٹھ کر حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے ابوالحسن (رحمۃ اللہ علیہ)! اگر تم جانتے ہو کہ اس شور و غل میں کچھ بھلائی ہے تو بتاؤ میں بھی شور و غل مچانا شروع کر دوں اور اگر تم جانتے ہو کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے تو دل کو رضائے الٰہی کے حوالہ کر دو تا کہ تمہارا دل خوش و خرم رہ سکے۔ چنانچہ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ شور و غل سے باز آ گئے اور فرمایا کہ

ابوالقاسم (رحمۃ اللہ علیہ)! آپ رحمۃ اللہ علیہ کتنے اچھے استاد اور راہنما ہیں۔

دائمی حالت پر صبر

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا نفس چالیس سال سے نفس سے علیحدہ ہے جس کی وجہ سے میرے قلب میں تصورِ گناہ تک نہیں آیا۔ یہ مقام مجھے اس وقت حاصل ہوا جب میں نے اللہ کو پہچان لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نور کا مشاہدہ کرتے کرتے میں خود نور بن گیا اور جب میں نے خدا سے دائمی حالت طلب کی تو جواب ملا کہ سوائے دائم رہنے والے کے دائمی حالت پر کوئی صبر نہیں کر سکتا۔

مراقبہ کا کمال

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح مراقبہ میں محو پایا کہ جسم کا رواں تک حرکت میں نہ تھا۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مراقبہ کا یہ کمال کس سے حاصل ہوا؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بلی سے اس لئے کہ وہ ایک مرتبہ چوہے کے بل کے سامنے مجھ سے بھی زیادہ بے حس و حرکت بیٹھی تھی۔

صبر کا مفہوم

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایک ضعیف العمر شخص کو زدوکوب کرتے ہوئے قید خانہ کی طرف لے جا رہے تھے اور وہ انتہائی صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموش تھا۔ مجھے معلوم ہوا تو میں نے قید خانے میں جا کر اس سے ملاقات کی اور دریافت کیا کہ اتنے ضعیف ہونے کے باوجود تم نے صبر کیسے کیا؟ اس بوڑھے نے جواب دیا کہ صبر کا تعلق ہمت و شجاعت سے ہے کہ نہ طاقت و قوت سے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں نے اس بوڑھے سے صبر کا مفہوم دریافت کیا تو اس نے کہا کہ مصائب کو اس طرح خوشی کے ساتھ برداشت کرنا چاہئے کہ جس طرح لوگ مصائب سے چھٹکارا پا کر مسرور ہوتے ہیں۔ آگ کے سات سمندر پار کرنے کے بعد معرفت حاصل ہوتی ہے اور جب حاصل ہوتی ہے تو اول و آخر کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

کپڑوں کی نگرانی

ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں غسل کرتا ہوں تو وہ میرے کپڑوں کی نگرانی کرتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن میں حمام میں تھا کہ کوئی شخص میرے کپڑے اٹھا کر چل دیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے کپڑے طلب کئے تو وہ شخص انہی قدموں سے واپس آیا اور کپڑے واپس کرتے ہوئے معافی کا خواستگار ہوا۔

معرفت کی خلعت

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نہاوند نامی جگہ کے سردار تھے اور جب تمام امیروں اور سرداروں کو دربارِ خلافت میں طلب کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ جس وقت خلیفہ سب کو خلعت عطا کر رہا تھا اس وقت ایک امیر کو چھینک آ گئی اور اس نے خلعت کی آستین سے اپنی ناک صاف کر لی۔ خلیفہ نے اس گستاخی پر اس امیر سے خلعت واپس لے کر اس کو معطل کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعہ سے تنبیہ ہوئی کہ جو شخص مخلوق کی عطا کردہ خلعت کے ساتھ گستاخی کرے تو اس کو یہ سزا ملتی ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خلعت کے ساتھ گستاخی کرے تو نہ جانے کیا سزا ملے گی۔ اس خیال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ سے آکر عرض کیا کہ تو مخلوق ہو کر اس چیز کو ناپسند کرتا ہے کہ کوئی تیری عطا کردہ خلعت سے

بے ادبی نہ کرے جب کہ تیری خلعت کی مالک الملک کی خلعت کے آگے کچھ حیثیت نہیں ہے۔لہٰذا اس نے مجھ اس واقعہ سے معرفت کی خلعت عطا کر دی ہے۔

ولایت چوروں کے سپرد نہیں کی

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال تک حدیث وفقہ کا درس لیا جس کے بعد سینے میں ایک خورشید طلوع ہوا اور جب مجھ کو خدا کی طلب کا اشتیاق پیدا ہوا تو میں نے بہت سے اساتذہ سے رجوع کیا اور اپنا قلبی مقصد ظاہر کیا لیکن کوئی بھی مجھ کو راستہ نہ دکھا سکا کیونکہ ان میں سے کوئی بھی اپنی ذات سے واقف نہیں تھا۔انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ غیب کے سوا کچھ نہیں جانتے۔چنانچہ میں نے حیرت زدہ ہو کر ان سے عرض کیا کہ آپ لوگ تاریکی میں ہیں اور میں روزِ روشن میں ہوں اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے اپنی ولایت چوروں کے سپرد نہیں کی۔وہ لوگ میری باتیں سن کر برہم ہو گئے اور انہوں نے میرے ساتھ بہت ناروا سلوک کیا۔

بحر توحید میں غرق ہو جاؤ

ابتداء میں حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خیرنساج رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں پھر انہی کے فرمان کے مطابق حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور ان سے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گوہر نایاب ہے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے ہاتھ قیمتاً فروخت کر دیں یا پھر بغیر قیمت کے عطا کر دیں۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں وہ گوہر نایاب فروخت کرنا بھی چاہوں تو تم اسے خرید نہیں سکو گے کیونکہ تمہارے اندر اس کو خریدنے کی قوت نہیں ہے اور اگر مفت دے دوں تو پھر تم اس کی قدر و قیمت کو نہیں سمجھ سکو گے کیونکہ بلا محنت کے حاصل کردہ شے کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔اگر تم یہ گوہر نایاب حاصل کرنا چاہتے ہو تو بحر توحید میں غرق ہو

جاؤ پھر اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر صبر وانتظار کے دروازے کشادہ کردے گا اور جب تم دونوں کو برداشت کرنے کے قابل ہو جاؤ گے تو وہ گوہر نایاب تمہارے ہاتھ لگ جائے گا۔

طلب صادق ہے تو مسمی کی جستجو کرو

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے غیبی ندا سنی کے کب تک اسم ذات کے ساتھ وابستہ رہو گے۔ اگر طلب صادق ہے تو مسمی کی جستجو کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ندا سنی تو عشق الٰہی میں ایسے غرق ہوئے کہ دریائے دجلہ میں چھلانگ لگا دی۔ دریا کی ایک موج نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر کنارے پر پھینک دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کیفیت کے ساتھ آگ میں کود پڑے لیکن آگ بھی گلزار ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیفیت میں کئی مرتبہ اپنی جان دینے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔

قلب کا مائل ہونا

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے نئے پہنے ہوئے کپڑے اتارے اور ان کو جلا دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ شریعت میں بلاوجہ مال کا ضیاع حرام ہے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن نے کہا ہے کہ جس شے پر تمہارا قلب مائل ہوگا ہم اس کو بھی تمہارے ساتھ آگ میں جلا دیں گے۔ چونکہ اس لباس کی طرف میرا قلب مائل ہو رہا تھا اس لئے میں نے اس کو دنیا میں ہی جلا دیا۔

کعبے والے کی طرف توجہ

ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ آگ میں ہاتھ لے کر پھر رہے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آگ کیوں اٹھا رکھی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس سے کعبہ کو جلا دینا چاہتا ہوں تا کہ مخلوق کعبہ والے کی طرف متوجہ ہوں نہ

کہ کعبے کی طرف۔ کچھ دنوں کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دو جلتی ہوئی لکڑیاں ہاتھ میں لئے پھر رہے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ درخت پر بیٹھی ہوئی کوئل کو کو کر کے پوچھتی رہتی ہے کہ وہ کہاں ہے اور میں بھی اس کی موافقت میں ہو ہو کرتا رہتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل کا کوئل پر ایسا اثر ہوا کہ جب خاموش ہو جاتے تو کوئل بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت میں سکوت اختیار کر لیتی۔

برقِ مشاہدہ جمال کی چمک

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مرتبہ اللہ اللہ کہا لیکن اسی مجلس میں ایک درویش نے اعتراض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لا الہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ضرب لگا کر کہا کہ میں لا کہوں یعنی نفی کروں اور میری روح نکل جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو سن کر وہ درویش کانپ اٹھے اور اسی وقت ان کی جان قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قاتل کہہ کر دربارِ خلافت میں لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اس وقت وجدانی کیفیت طاری تھی۔ خلیفہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے صفائی پیش کرنے کو کہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس درویش کی جان تو عشق الٰہی سے نکل کر بقائے الٰہی میں فنا ہونے والی تھی اور اس کی روح دنیاوی رابطہ سے منقطع ہو چکی تھی۔ اس لئے اسے میرے قول کی سماعت کی طاقت نہ رہی لہٰذا اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ خلیفہ نے یہ سنا تو کہا کہ ان کو فوراً یہاں سے لے جاؤ۔ اگر میں نے ان کی گفتگو کچھ دیر اور سنی تو میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا۔

اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو

ایک مرتبہ ایک درویش پریشانی کی حالت میں حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ برائے مہربانی میری دادرسی فرمائیں کیونکہ میں انتہائی پریشانی میں مبتلا ہوں۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ حکم فرمائیں تو میں اس راستہ کو چھوڑ دوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

کہ تم کفر کے دروازے پر دستک دے رہے ہو۔ کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ یہ سن کر اس درویش نے عرض کیا کہ اب مجھے کچھ طمانیت محسوس ہوئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اللہ کو آزمانا چاہتے ہو؟ کیا تم نے اس کا یہ قول نہیں سنا کہ خسارے والی قوم اللہ کے مکر سے بے خوف نہیں ہوتی۔ یہ سن کر اس درویش نے سوال کیا کہ پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کی چوکھٹ کو سر دے مارو حتیٰ کہ تمہاری موت واقع ہو جائے اس کے بعد تجھ کو کشادگی حاصل ہوگی۔

بیداری کا معاوضہ

حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ چالیس برس تک نہیں سوئے اور جب آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگتیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ آنکھوں میں نمک ڈال لیتے۔ چالیس برس گزرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ جب کچھ لمحوں کے لئے سوئے تو خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر عرض کیا کہ باری تعالیٰ! میں تجھے بیداری کی حالت میں تلاش کرتا رہا لیکن خواب میں پایا۔ ندا آئی کہ یہ اس بیداری کا معاوضہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سونے کا معمول بنا لیا تاکہ جلوہ خداوندی نظر آ جائے۔

حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس خواب پر فخر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر اس خواب کے بدلے میں مجھے دونوں جہان بھی مل جائیں میں انہیں قبول نہیں کروں گا۔

توبہ کا وقت

حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جب بیٹے کی پیدائش ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سبز حروف سے لفظ اللہ اس کے سینہ پر تحریر کر دیا۔ وہ لڑکا جب بڑا ہوا تو لہو ولعب میں مبتلا ہو گیا اور بربط گانا گانا شروع کر دیا۔ ایک رات وہ لڑکا ایک محلہ میں گانا گاتا ہوا گزرا تو ایک

نئی دلہن جو اپنے شوہر کے ساتھ سوئی ہوئی تھی مضطربانہ ہو کر باہر جھانکنے لگی۔ اس دوران اس کے شوہر کی آنکھ کھل گئی تو اپنی بیوی کو پاس نہ پا کر اٹھا اور بیوی کے پاس پہنچ گیا۔ جب بیوی کو اس لڑکے کے گانے میں مشغول پایا تو کہا کہ اے لڑکے! تیری توبہ کا وقت نہیں آیا۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے نے متاثرانہ انداز میں کہا کہ یقیناً آ چکا ہے۔ پھر اس نے اپنا رابطہ توڑ دیا اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو مقام مجھے چالیس سال میں حاصل نہیں ہوا وہ میرے بیٹے کو چالیس دنوں میں مل گیا۔

صدق کی علامات

ایک مرتبہ حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے صدق کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ صدق کی تین علامات ہیں۔ اول دنیا سے نفرت کا اظہار کرنا۔ دوم یہ کہ مخلوق سے دوری اختیار کرنا۔ سوم یہ کہ خواہشات پر غلبہ پانا۔ نیز فرمایا کہ خوف الٰہی کا مفہوم ہمیشہ خائف رہنا ہے اور سب سے بڑا خائف وہ ہے جو دکھاوے کے لئے حقوق اللہ کی تکمیل کرتا ہو۔

صبر کی اقسام

ایک موقعہ پر وعظ کرتے ہوئے حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صبر کی تین علامات ہیں۔ اول ترک شکایت۔ دوم صدقِ رضا۔ سوم قبولیت رضا۔ نیز فرمایا کہ میری مثال اس مرغ کی طرح ہے جس کو سیخ پر لگا کر آگ میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے چاروں طرف آگ دھکتی جاتی ہے۔

صاحب تصرف

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیدت

کارشتہ تھا۔ ایک مرتبہ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے وعظ میں شرکت کی دعوت دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب مجلس میں پہنچے تو حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ وعظ میں پہنچے تو ان کی زبان سلب ہوگئی۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ ان سے بھی زیادہ کوئی صاحب تصرف بزرگ اس وقت مجلس میں موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ میں تمہاری مجلس میں شریک ہونا نہیں چاہتا تھا۔

میری عیادت کو کوئی نہیں آتا

حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں اصفہان تشریف لائے ان دنوں ایک نوجوان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں شامل ہوگیا۔ اس نوجوان کے باپ نے اپنے بیٹے کو منع کیا جس سے وہ نوجوان غم کر کے بیمار ہوگیا۔ جب کچھ دنوں تک وہ نوجوان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں نہیں آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں دیگر حاضرین محفل سے دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس کا والد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں بیٹھنے سے اس کو منع کرتا ہے جس کے غم میں وہ بیمار ہوگیا ہے۔

حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ اس نوجوان کی عیادت کے لئے تشریف لے گے۔ نوجوان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اشارہ سے کہا کہ قوال کو بلوایئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قوال کو بلایا اور قوال نے جب اشعار پڑھے جن کا مفہوم تھا کہ میرا حال عجب ہے کہ میں بیمار ہوتا ہوں تو میری عیادت کو کوئی نہیں آتا اور جب تم بیمار ہوتے ہو تو میں بیمار پرسی کرتا ہوں۔ اس نوجوان نے جب یہ اشعار سنے تو فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس کے مرض کی شدت کم ہوگئی۔ اس نوجوان کے والد نے جب یہ دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی کا خواستگار ہوا اور اپنے بیٹے کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کردیئے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت فیض سے وہ نوجوان معراجِ کمال تک پہنچا۔

عرش کے سامنے سجدہ ریز ہوں

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ تین سال کی عمر سے ہی اپنے ماموں محمد بن سماء رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مشغول عبادت رہتے تھے اور ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ماموں سے عرض کیا کہ میں ازل سے لے کر آج تک عرش کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں نے ہدایت کی کہ آئندہ ایسی بات کسی سے نہ کہنا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھنے کے لئے ایک دعا یاد کروائی اور کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعا کو پڑھنا اپنا معمول بنا لیا۔ تین سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ سات سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ روزہ رکھنا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں روزانہ روزہ رکھتے تھے اور پھر روزہ تین روزہ ہوتا چلا گیا اور پھر روزہ سات یوم تک چلا گیا اور آہستہ آہستہ یہ روزہ ستر روز کا ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے فاقہ کشی اور کھانے دونوں چیزوں کا تجربہ کر کے دیکھا تو ابتداء بھوک کے بعد کھانے سے قوت محسوس ہوتی تھی لیکن رفتہ رفتہ اس کے برعکس محسوس ہونے لگا۔

مچھلی اور روٹی

ایک مرتبہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کے نفس نے خواہش ظاہر کی کہ مجھے مچھلی اور روٹی کھلا دیں تو میں مکہ معظمہ تک کچھ نہیں مانگوں گا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک اونٹ چکی سے بندھا ہوا چکی چلا رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چکی کے مالک سے پوچھا کہ دن بھر کی محنت کے بعد تم اونٹ والے کو کیا دیتے ہو؟ اس نے کہا کہ وہ دو دینار دیتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اس کو کھول کر مجھے باندھ دو اور دن بھر کام کرنے کے بعد دو کی بجائے ایک دینار دے دینا اور جب شام کو ایک دینار مل گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مچھلی روٹی کھا کر نفس سے کہا کہ جس وقت بھی تو مجھ سے کسی چیز کی فرمائش کرے گا تو تجھے اسی طرح

محنت کرنا ہوگی۔ بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

غیب سے روزی ملتی ہے

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں حج بیت اللہ کے لئے سفر میں تھا تو ایک بیابان میں مجھے ایک بدحال بڑھیا ملی۔ چنانچہ میں نے اس کی اعانت کرنی چاہیے تو اس نے اپنی مٹھی بند کر لی۔ جب اس بڑھیا نے مٹھی کھولی تو اس میں سونا تھا۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہ تم جیب سے رقم نکالتے ہو لیکن مجھے غیب سے روزی ملتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ بوڑھی غائب ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں بیت اللہ شریف پہنچا اور طوافِ کعبہ شروع کیا۔ اس دوران میں نے دیکھا کہ کعبہ اسی بڑھیا کا طواف کررہا ہے۔ جب میں اس کے نزدیک ہوا تو اس بڑھیا نے مجھ سے کہا کہ جو اختیاری طور پر یہاں پہنچتے ہیں ان کے لئے کعبہ کا طواف ضروری ہے اور جو اضطراری طور پر یہاں پہنچتے ہیں ان کا طواف کعبہ خود کرتا ہے۔

تقویٰ کی بناء پر جنت میں داخل ہونا

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے بزرگ سے ملنے کا شرف حاصل ہوا جو شب و روز دریا میں مقیم رہتے تھے اور صرف پانچ وقت نمازوں کے لئے دریا سے باہر تشریف لاتے لیکن ان پر پانی کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تقویٰ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوچکی ہے اور ایک پرندہ لوگوں کو پکڑ پکڑ کر جنت میں لے جارہا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ پرندہ تقویٰ ہے اور یہ لوگ اپنے تقویٰ کی بناء پر جنت میں داخل ہورہے ہیں۔

آگ کی بھٹی

حضرت عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے چار خادمین کے ہمراہ مدرسہ جا رہے تھے اور ہاتھ میں سونے کی دوات' سر پر زربفت کا عمامہ اور جسم پر نہایت قیمتی لباس تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ راستہ میں ایک گدھا زخمی پڑا ہوا ہے اور اس کی پشت پر موجود زخم کو کوے نوچ رہے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عمامہ اتار کر اس گدھے پر ڈال دیا۔ گدھے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس احسان کے بدلے دعا کی جس کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت جذب طاری ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور کچھ عرصہ ان کی خدمت میں رہ کر روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے صحبت فیض حاصل کیا۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ جب نیشاپور حضرت ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ ان سے بھی فیض یاب ہونا چاہئے مگر اس ڈر سے کہ کہیں حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ ناراض نہ ہوں اپنا ارادہ ظاہر نہ کیا۔ حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دلی کیفیت کو بھانپ لیا اور حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ سے بے شمار روحانی فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضرت ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت یحیٰی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں آگ کی بھٹی میں تو جھونک دیا تھا اب صرف بھڑکانے کی ضرورت تھی جسے میں نے بھڑکایا۔

فضل خداوندی کا انحصار عمل پر نہیں قلبی کیفیات پر ہے

حضرت عثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بازار جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک شرابی

کو دیکھا جو کہ برہنہ پا بربط بجاتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ اس شرابی نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو بربط بغل میں چھپا کر ٹوپی اوڑھ لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے غسل کروایا اور اپنا خرقہ اسے پہناتے ہوئے دعا فرمائی کہ الٰہی! میں نے اپنا کام کر دیا اب تو اپنا کام کر دے۔ اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا قبول فرمائی اور اس شرابی میں ایسا کمال پیدا ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی حیران رہ گئے۔ اس دوران حضرت ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور جب انہوں نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا کہ آج میں رشک کی آگ میں عود کی طرح سلگ رہا ہوں کیونکہ جس کمال کے حصول کے لئے میری عمر ختم ہو گئی وہ کمال بلا طلب ایک ایسے شخص کو عطا ہو گیا جس کے منہ سے شراب کی بدبو اب تک آ رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فضل خداوندی کا انحصار عمل پر نہیں بلکہ قلبی کیفیات سے متعلق ہے۔

ذلت کا موجب

حضرت احمد بن الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات تنہائی میں نماز پڑھی مجھے اس میں بڑا سرور حاصل ہوا۔ میں نے اس کا تذکرہ اگلے دن حضرت ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم ابھی کمزور ہو کیونکہ تمہارے دل میں لوگوں کا خیال موجود ہے اسی وجہ سے خلوت میں تمہاری اور حالت ہوتی ہے اور ظاہر میں کچھ اور حالانکہ دونوں حالتوں میں فرق ہونا چاہئے۔ بندے کے لئے کوئی چیز حق تعالیٰ سے حجاب کا موجب نہ بنے کیونکہ دولہا کی مجمع عام میں جلوہ نمائی کرائی جاتی ہے تاکہ ہر خاص و عام کی نظر دولہا پر پڑے اور اس نمائش میں دولہا کی عزت افزائی ہوتی ہے اور یہی حال عارف باللہ کا ہوتا ہے اور عارف باللہ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنے معبودِ حقیقی کے سوا کسی اور کی جانب نظر کرے کیونکہ غیر کی طرف نظر اٹھانا اس کی ذلت کا باعث ہے۔ اگر ساری مخلوق اس مطیع عارف باللہ کی کیفیت کو دیکھے تو اس کی عزت میں فرق نہیں آتا لیکن اگر وہ عارف اپنی عزت کی طرف

نظر ڈالے اور اپنے وجود کو دیکھے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

خدا کو سپرد کی ہوئی شے واپس نہیں لیتے

حضرت عمرو دمشقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبداللہ جلاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والدین سے عرض کیا کہ مجھے خدا کے حوالے کر دیں تو انہوں نے ان کی استدعا قبول کر لی چنانچہ وہ گھر سے رخصت ہو گئے اور جب کافی عرصہ کے بعد واپس آ کر گھر کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے اپنا نام بتایا تو والدین نے اندر ہی سے جواب دیا کہ ہم خدا کو سپرد کی ہوئی شے واپس نہیں لیتے اور کسی طرح انہوں نے دروازہ نہ کھولا۔

یہ کس قسم کا صوفی ہے؟

حضرت ابومحمد رویم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے میری یہ کیفیت ہے کہ جس قسم کے کھانے کا تصور کرتا ہوں فوراً مل جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ شدید گرمی کے دنوں میں دوپہر کے وقت مجھے پیاس شدت سے محسوس ہوئی تو میں نے ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک لڑکا باہر آیا۔ میں نے اس لڑکے سے پانی طلب کیا تو اس لڑکے نے مجھے پانی پیش کیا جو میں نے پی لیا۔ اس لڑکے نے مجھ سے کہا کہ تم کس قسم کے صوفی ہو جو دن میں بھی پانی پیتے ہو؟ چنانچہ میں نے اس لڑکے کی بات ذہن نشین کر لی اور اس کے بعد کبھی بھی دن میں پانی نہیں پیا۔

فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ

حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے دس بیٹے تھے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹوں کے ہمراہ سفر میں تھے کہ دورانِ سفر ڈاکوؤں نے پکڑ لیا اور ایک ایک کر کے نو بیٹے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے۔ جب دسویں بیٹے کی باری آئی تو ڈاکوؤں نے کہا کہ کس

قدر افسوس کی بات ہے کہ باپ کچھ کرنے کی بجائے مسکرا رہا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر امر کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور وہ اپنی مصلحت سے جو کچھ بھی کرتا ہے بندے کو اس میں دم مارنے کی اجازت نہیں ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر ان ڈاکوؤں پر لرزہ طاری ہو گیا اور انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ بات پہلے کر دیتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام صاحبزادے قتل ہونے سے بچ جاتے۔

مراتب اعلیٰ تک رسائی کا امکان

حضرت ابراہیم بن داؤد رقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کو نظرانداز کر کے جہاں تک عقل انسانی کی رسائی ممکن ہو مخلوق کے وجود کو ثابت کرنا داخل معرفت ہے۔ ظاہری اعتبار سے گو آنکھیں کھلی رہتی ہیں لیکن بصارت مفقود ہوتی ہے۔خدا دوستی کی علامت اطاعت و کثرت عبادت اور اتباعِ سنت ہے۔مخلوق میں کمزور ترین وہ ہے جو ترکِ مخلوق پر قادر نہ ہو۔مراتب کا دارومدار صرف ہمت پر ہے اور اگر ہمت کو اُمورِ دنیاوی پر صرف کیا جائے تو اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں لیکن اگر خدا کی رضا جوئی کے کام میں لایا جائے تو مراتب اعلیٰ تک رسائی کا امکان ہے۔

حضرت عمر بن سالم حدادی رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

حضرت عمر بن سالم حدادی رحمۃ اللہ علیہ عالم شباب میں ایک لونڈی پر فریفتہ ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چند اسے منانے کی کوششیں کیں مگر وہ نہ مانی۔لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ نیشاپور کے نواح میں ایک یہودی رہتا ہے جو سحر و عمل کے ذریعہ اس کام کو آسان کر سکتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس پہنچے اور اس سے اپنا حال بیان کیا۔اس یہودی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کو چالیس دن نماز ترک کرنا ہوگی اور اس دوران نہ تو زبان سے اور نہ ہی دل میں اللہ عزوجل کا نام اور خیال لانا ہوگا اور نہ ہی کوئی نیکی کا کام کرنا ہوگا اگر

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) راضی ہیں تو پھر میں کوئی عمل کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس یہودی کی بات مان لی اور چالیس دن اسی طرح گزار دیئے۔ یہودی نے اپنا عمل کیا مگر وہ عمل ناکام رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہودی کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ ضرور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری بات کی خلاف ورزی کی ہوگی اور کوئی نیکی کا کام کیا ہوگا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے نیکی کا کوئی ایسا کام نہیں کیا سوائے اس کے ایک دن راستے میں پتھر پڑا ہوا دیکھا تو اس خیال سے اسے ہٹا دیا کہ کہیں کسی کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔ یہودی نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو کہا کہ افسوس! تم نے ہر کام اللہ عزوجل کی نافرمانی کا کیا مگر تمہارے ایک نیک عمل کو بھی اللہ عزوجل نے رائیگاں نہیں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات سنی تو صدقِ دل سے توبہ کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کو دیکھتے ہوئے وہ یہودی بھی اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

جوانمردی کیا ہے؟

حضرت عمر بن سالم حدادی رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے مشائخ سے ملاقات کے لئے بغداد تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عربی زبان سے نابلد تھے اس لئے مریدوں کے واسطے سے گفتگو کی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ یہ بڑے عیب کی بات ہے کہ خراسان کے شیخ المشائخ کے لئے ترجمان کی ضرورت ہو چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد شونیز میں پہنچے تو بغداد کے تمام مشائخ کو ملاقات کی دعوت دی اور ان سے عربی میں فصیح گفتگو فرمائی یہاں تک کہ تمام مشائخ حیران رہ گئے۔ بغداد کے مشائخ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ جوانمردی کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے پہلے آپ میں سے کوئی اپنی رائے ظاہر کرے؟ چنانچہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک جوانمردی یہ ہے کہ جو عمل کیا جائے اسے نہ خود دیکھے اور نہ اس کو اپنی طرف منسوب کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے عمدہ بات کہی لیکن میرے نزدیک جوانمردی یہ ہے کہ خود تو دوسروں کے ساتھ انصاف کرنے میں کوتاہی نہ کرے مگر دوسروں سے اپنے لئے انصاف کا خواہاں نہ

ہو۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج حضرت عمر بن سالم رحمۃ اللہ علیہ ابن آدم پر بازی لے گئے۔

محویت واستغراقی کیفیت

حضرت عمر بن سالم حدادی رحمۃ اللہ علیہ آہن گری کا پیشہ کرتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بیاورد پہنچے تو حضرت ابوعبداللہ باوردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور واپس تشریف لائے تو ایک دن بازار میں ایک نابینا کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے اور تلاوتِ کلام پاک سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بے خودی کی کیفیت میں اپنا ہاتھ جلتی ہوئی بھٹی میں ڈال دیا اور گرم وسرخ لوہا ہاتھ ڈال کر نکال لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے جب یہ محویت واستغراقی کیفیت دیکھی تو ان کے ہوش اڑ گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پیشہ کو چھوڑ دیا اور پھر کبھی دوکان پر نہ بیٹھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے پیشہ کو چھوڑ کر دوبارہ اسے اختیار کیا لیکن پھر اس پیشہ نے مجھے چھوڑ دیا اس کے بعد میں پھر کبھی اِدھر متوجہ نہ ہوا۔

فراخی قلب

حضرت ابویعقوب بن اسحاق نہرجوان رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے شکوہ کیا کہ اکثر صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے مجھے روزہ رکھنے اور سفر کرنے کی ہدایت کی ہے لیکن مجھے اب تک ان دونوں چیزوں سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دورانِ عبادت الحاح وزاری کے ساتھ دعا کرتے رہو چنانچہ اس عمل سے اس کو فراخی قلب حاصل ہوگئی۔ پھر کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شکوہ کیا کہ مجھے نماز میں لذت حاصل نہیں ہوتی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حالتِ نماز

میں قلب کی طرف متوجہ نہ ہوا کرو چنانچہ اس عمل سے اس کی شکایت ختم ہوگئی۔

محبت کا مفہوم

حضرت شمعون محب رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل فید کے اصرار پر ان کے ہاں وعظ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب وعظ کیا تو اہل فید پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قندیلوں کو مخاطب کر کے اپنا خطاب شروع کر دیا اور فرمایا کہ اے قندیلو! میں تمہیں محبت کا مفہوم سمجھاتا ہوں اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محبت کا مفہوم بیان کرنا شروع کیا تو قندیلوں پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ باہم ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ محبت کا مفہوم بیان کر رہے تھے کہ ایک کبوتر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں آکر اتر گیا۔ پھر وہ کبوتر زمین پر بیٹھ گیا اور اپنی چونچ سے زمین کو کھودنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس کی چونچ لہولہان ہوگئی اور اس نے وہیں دم توڑ دیا۔

اگر تو چاہے تو میرا امتحان لے سکتا ہے

حضرت شمعون محب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا کہ نہ تو مجھے تیرے سوا کسی سے راحت ملتی ہے نہ کسی جانب متوجہ ہوتا ہوں اور اگر تو چاہے تو میرا امتحان لے سکتا ہے۔ چنانچہ جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پیشاب بند ہو گیا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتب جا رہے تھے چنانچہ راستے میں جتنے لڑکے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ دعا کرو اللہ تعالیٰ ایک کاذب کو شفا دے دے۔

میں شمعون محب (رحمۃ اللہ علیہ) ہوں

حضرت شمعون محب رحمۃ اللہ علیہ نے اتباع سنت کی خاطر نکاح کر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے

ہاں کچھ عرصہ بعد ایک لڑکی تولد ہوئی جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے حد انس ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ میدانِ حشر میں محبین کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا گیا ہے اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اس جھنڈے کے نیچے پہنچے تو ملائکہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں سے ہٹانا چاہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ میں شمعون محبؔ (رحمۃ اللہ علیہ) ہوں اور جب اللہ عزوجل نے مجھے اس نام سے شہرت عطا کی ہے تو تم مجھے کیوں یہاں سے ہٹاتے ہو؟ ملائکہ نے جواب دیا کہ پہلے ایسے ہی تھا مگر جب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیٹی کی محبت میں مبتلا ہوئے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے وہ مرتبہ سلب کر لیا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر اللہ عزوجل کے حضور دعا کی کہ الٰہی! اگر بچی کی محبت تجھ سے دوری کا باعث ہے تو اس کو موت دے دے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا مانگ کر فارغ ہوئے تھے کہ اطلاع ملی کہ بچی چھت سے گر کر ہلاک ہو گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کو ایذاء رسائی کا نتیجہ

حضرت شمعون محب رحمۃ اللہ علیہ جب شہرت حاصل ہوئی تو ایک عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی درخواست کو رد کر دیا۔ وہ عورت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے سفارش کی درخواست کی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کو بھگا دیا۔ وہ عورت ایک جعلی پیر غلام خلیل کے پاس گئی اور اس کے ذریعے اس نے حضرت شمعون محب رحمۃ اللہ علیہ پر زنا کی تہمت لگائی۔ خلیفہ وقت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دربار میں طلب کیا اور جب خلیفہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنے کا حکم دینا چاہا تو اس کی زبان بند ہو گئی۔ اس رات خلیفہ وقت نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے کہہ رہا ہے کہ اگر تو نے حضرت شمعون محب رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کروایا تو پورا ملک تباہی کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ چنانچہ اگلے روز خلیفہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت کی اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ غلام خلیل کو اس بے ادبی کی وجہ سے کوڑھ ہو گیا اور کسی شخص نے غلام خلیل

کا معاملہ کسی بزرگ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جو اولیائے کرام رحمہم اللہ کو اذیت پہنچاتا ہے اس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔

جان لینے والے کے ذریعے

تمہاری جان کو نجات دلائی گئی

حضرت ابوحمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ دورانِ سفر ایک کنویں میں گر پڑے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کنویں میں گرے تین دن گزر گئے۔ تین دن بعد وہاں سے ایک قافلے کا گزر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ اہل قافلہ کو مدد کے لئے پکاریں۔ پھر یہ خیال آیا کہ آواز دینا اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ غیر خدا سے مدد چاہنا ہوگا اور اس کی شکایت بھی گویا میں یہ کہوں گا کہ خدا نے مجھے کنویں میں ڈالا اب تم مجھے یہاں سے نکال دو۔ اس دوران اہل قافلہ خود ہی اس کنویں پر آ گئے اور کنویں میں جھانک کر کہنے لگے یہ کنواں سرراہ واقع ہے نہ کوئی روک اس پر ہے نہ ڈر ایسا نہ ہو کہ اس میں کوئی گر پڑے آؤ مل کر اس پر چھت ڈال دیں اور اس کا دہانہ بند کر دیں تاکہ کوئی اس میں نہ گر پڑے اس عمل کی جزا اللہ عزوجل دے گا۔

حضرت ابوحمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب ان کی بات سنی تو مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی اور میں فی الوقت اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ قافلہ والوں نے کنویں پر چھت ڈال دی اور دہانہ بند کر کے زمین ہموار کی اور چلے گئے۔ میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ چھت میں جنبش پیدا ہوئی ہے جب غور سے دیکھا تو نظر آیا کہ کوئی دہانہ کو کھول رہا ہے۔ اس دوران اژدھا کی مانند کسی جانور نے اپنی دم کنویں میں لٹکائی اور میں سمجھ گیا کہ اللہ عزوجل نے میری دعا کو قبول فرما لیا ہے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور اس نے کھینچ کر مجھے باہر نکال دیا۔ اس دوران میں نے غیبی ندا سنی کہ اے ابوحمزہ (رحمۃ اللہ علیہ)! کیسی اچھی تمہاری نجات ہے کہ جان لینے والے کے ذریعہ

تمہاری جان کو نجات دلائی گئی۔

خواہش نفس کا مخالف

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ علیہ کا گزر کسی محلہ سے ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پیاس محسوس ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور پانی طلب کیا۔ اس دوران ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی پانی لے کر آئی جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ فریفتہ ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکی کے والد سے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار کیا اور اس نے اپنی لڑکی کا نکاح آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گدڑی اتار کر نفیس لباس زیب تن کیا اور جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ حجلہ عروسی میں پہنچے تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ دورانِ نماز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ لباس اتار دو اور میری گدڑی لوٹا دو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور جب لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے غیبی ندا سنی کوئی مجھ سے کہہ رہا تھا کہ چونکہ تو نے ہمارے سوا غیر پر نظر ڈالی اس لئے اس جرم میں ہم نے نیک لوگوں کا لباس تم سے چھین لیا اور اگر پھر کبھی ایسے جرم کے مرتکب ہوئے تو تمہارا باطنی لباس بھی ضبط کر لیا جائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے اور ہوا میں اڑتا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات سن کر فرمایا کہ خواہش نفس کا مخالف ہونا اس سے کئی گنا بہتر ہے۔

مصیبت سے نجات

حضرت شیخ ابوالحسن بوشنجی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اہل تقویٰ بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک دہقانی نے الزام لگایا کہ اس کا گدھا چوری ہو گیا اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی چرایا ہے۔ وہ دہقانی روز آ جاتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پر مسلسل الزام تراشی کرتا رہتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز تنگ آ کر اللہ عزوجل سے دعا کی کہ یا اللہ! مجھے اس مصیبت سے نجات دلا۔ اللہ

عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا قبول کی اور اس دہقانی کا گمشدہ گدھا مل گیا۔ وہ دہقانی گدھا ملنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی کا طلبگار ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گدھا نہیں چرایا لیکن میں جانتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا قبول ہوتی ہے اس لئے میں نے یہ حرکت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو موردِ الزام ٹھہرایا۔

نفس کو عبادت کی جانب راغب کر دیا

حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عرصہ دراز تک اس کوشش میں رہا کہ میرا نفس بھی میرے ہمراہ مشغولِ عبادت ہو لیکن میں اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک روز تنگ آ کر میں نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ دریا نے مجھے اٹھا کر کنارے پر پھینک دیا۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کتنی پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے میرے نفس کو جنت و دوزخ کسی کے لائق نہیں چھوڑا اور پھر اس مایوسی کے صلہ میں اللہ عزوجل نے میرے نفس کو عبادت کی جانب راغب کر دیا۔

صاحب المرتبت استاذ والدہ کی خدمت سے ملا

حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں اپنے دو ساتھی طلباء کے ہمراہ میرا ارادہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے کسی دوسری جگہ جانے کا ہوا۔ جن دو ساتھی طلباء کو میں نے اپنے ساتھ جانے پر آمادہ کیا تھا وہ تو چلے گئے مگر میں والدہ کی بیماری کی وجہ سے نہ جا سکا۔ ایک روز میں اسی غم میں قبرستان چلا گیا اور گریہ وزاری شروع کر دی کہ میرے دونوں ساتھی جب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس آئیں گے تو مجھے ان کے سامنے کس قدر ندامت ہو گی۔ اس دوران حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم روزانہ اِدھر آنا میں تمہیں تعلیم دوں گا۔ چنانچہ پھر یہ میرا معمول بن گیا اور حضرت خضر علیہ السلام مجھے تعلیم دینے لگے۔ میں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اتنے صاحب المرتبت

استاد مجھے صرف والدہ ماجدہ کی خدمت کی وجہ سے ملے ہیں۔

ایک ہزار مرتبہ اللہ عزوجل کا دیدار خواب میں کیا

حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محمد علی حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنی کسی کتاب کے چند جزو دیئے اور حکم دیا کہ انہیں دریا برد کردوں۔ میں جب ان اوراق کو لے کر چلا تو میری نظر ان اوراق پر پڑی تو وہ مکمل حقائق کے اقتباسات تھے۔ میں نے ان اوراق کو دریا برد کرنے کی بجائے اپنے پاس رکھ لیا اور گھر لا کر ایک جگہ چھپا دیئے۔ جب میں حضرت شیخ محمد علی حکیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور بہانہ کیا کہ میں نے وہ اوراق دریا برد کردیئے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارا گھر دریا نہیں ہے جاؤ اور ابھی جا کر انہیں دریا برد کرو۔ چنانچہ میں گھر تشریف لایا اور ان اوراق کو لے کر دریا پر پہنچا اور دریا میں ڈال دیئے۔ اس دوران ایک صندوق نمودار ہوا اور وہ تمام اوراق اس میں چلے گئے۔ پھر اس صندوق کا ڈھکن خودبخود بند ہوگیا اور پھر وہ صندوق پانی میں غائب ہوگیا۔ جب میں نے یہ ماجرا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری وہ تصنیف حضرت خضر علیہ السلام نے طلب کی تھی اور وہ صندوق ایک مچھلی لے کر آئی تھی جو اسے حضرت خضر علیہ السلام تک پہنچا دے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی میں ایک ہزار مرتبہ اللہ عزوجل کا دیدار خواب میں کیا۔

سعادتِ ابدی

حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بزرگ برا بھلا کہا کرتے تھے چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہونے کے بعد واپس روانہ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جھونپڑی میں کتیا نے بچے دے رکھے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ ستر مرتبہ محض اس خیال سے اس کے سر پر کھڑے رہے کہ شاید دھتکارے بغیر چلی جائے اور اسے میری ذات سے اذیت

نہ پہنچے۔ چنانچہ اسی شب ان بزرگ نے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو برا بھلا کہا کرتے تھے ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کتے کو بھی اذیت نہ دینا چاہتا ہو تم اس کو برا بھلا کہتے ہو اور اگر تمہیں سعادتِ ابدی حاصل کرنی ہے تو ان کی خدمت کرو۔ وہ بزرگ خواب سے بیدار ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو گئے۔

سب سے بہتر شے گوشہ نشینی ہے

حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا بے حد شوق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ جنگل میں چلے جاتے اور تلاوتِ قرآن مجید کرتے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ جنگل کی جانب چلے تو ایک صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہو لئے۔ راستہ میں دونوں کے درمیان گفتگو ہوتی رہی۔ واپسی پر ان صاحب نے فرمایا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں جن سے ملاقات کے لئے تم بے چین تھے مگر آج تم نے میری معیت میں تلاوتِ قرآن مجید بھی چھوڑ دی اور جب تمہیں میری صحبت اللہ عزوجل سے فراموش کر سکتی ہے تو کہیں دوسروں کی صحبت تمہیں ذکر الٰہی سے بھی غافل نہ کر دے لہٰذا سب سے بہتر شے گوشہ نشینی ہے یہ فرما کر حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے۔

تمام برائیوں کی جڑ نفس ہے

حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے تو دورانِ سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی۔ اس عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مسافر ہوں۔ اس عورت نے کہا کہ تم خدا کا شکوہ کرتے ہو۔ مجھے اس عورت کی بات بھلی معلوم ہوئی میں نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھے فرمایا کہ کیا چاہتا ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ مقامِ عجز کیونکہ مصائب کو برداشت کرنے کی

قوت مجھ میں نہیں ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام برداشت کرتے رہے ہیں۔ اس عورت نے مجھ سے کہا کہ تمام برائیوں کی جڑ نفس ہے۔

ابو علی ثقفی اپنے مفاد کی بات کرتے ہیں

حضرت عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ کا شمار نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی مجرد رہ کر بسر کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فرقہ ملامتیہ کا امام بھی کہا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن ابو علی ثقفی سے فرمایا کہ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ابو علی ثقفی نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تیاری کرنی چاہئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سر کے نیچے ہاتھ رکھا اور لیٹ گئے۔ لیٹنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لو میں مر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح قفس عصری سے پرواز کر گئی۔ ابو علی ثقفی نے جب دیکھا تو بڑے نادم ہوئے اور کہا کہ میرے اندر ایسی قوت نہیں کیونکہ میں عیال دار ہوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مجرد تھے۔ حضرت عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ابو علی ثقفی مخلوق سے ہٹ کر صرف اپنے مفاد کی بات کرتے ہیں۔

عشق خداوندی کی کیفیت

حضرت شیخ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے کم سنی میں ہی حج کا ارادہ کیا اور والدہ سے اس کی اجازت طلب کی۔ والدہ نے اجازت دے دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ دورانِ سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غسل کی حاجت پیش آئی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیداری کے بعد یہ خیال کیا کہ میں والدہ سے چونکہ بغیر کسی عہد و پیماں کے نکل کھڑا ہوا ہوں اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر واپس لوٹ آئے۔ گھر پہنچے تو والدہ کو دروازہ میں کھڑے دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والدہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے مجھے اجازت نہ دی تھی؟ والدہ نے کہا کہ بے شک میں نے تمہیں اجازت دی تھی لیکن تمہارے بغیر میرا دل نہیں لگتا تھا اس لئے میں

نے خود سے یہ عہد کیا کہ جب تک تم گھر واپس نہیں آجاتے میں دروازے پر کھڑی ہو کر تمہارا انتظار کروں گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب والدہ کے اس ارادے کا پتہ چلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حج کا ارادہ ترک کر دیا۔ والدہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پھر حج کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ایک قبر سے ہوا جس میں موجود مردہ ہنس رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ تو مرنے کے بعد کیوں ہنستا ہے؟ مردہ نے جواب دیا کہ عشق خداوندی میں یہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔

وہ مجھے جانتے ہیں

کسی بزرگ نے باب بنی شیبہ سے نکل کر حضرت شیخ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مقامِ ابراہیم میں ایک محدث حدیث بیان کر رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ وہ کس سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے ہیں؟ ان بزرگ نے جواب دیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت معمر، حضرت زہری، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کی اسناد سے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میرا قلب تو میرے رب کی سند سے حدیث بیان کرتا ہے۔ ان بزرگ نے اس کی دلیل پوچھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے کے بعد وہ بزرگ مسکرائے اور فرمایا کہ ہاں میں خضر (علیہ السلام) ہوں اور آج سے پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ دنیا میں کوئی ولی ایسا نہیں جسے میں جانتا نہ ہوں لیکن آج پتہ چلا کہ دنیا میں ایسے ولی بھی موجود ہیں جن سے میں ناواقف ہوں اور وہ مجھے جانتے ہیں۔

حرص و ہوس کا خاتمہ

حضرتِ شیخ ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے اکیاون مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی مسائل کی

تحقیق کی۔ پھر ایک مرتبہ مجھے آپ ﷺ کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کوئی ایسا عمل بتایئے جس سے حرص وہوس کا خاتمہ ہو جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزانہ چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو:

یا حی یا قیوم لا الہ الا انت اسئلک ان تحی قلبی بنور معرفتک ابدا۔

عظمت کعبہ

حضرت ابومحمد جریری رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ معظمہ میں ایک برس کے قیام دوران عظمت کعبہ کی وجہ سے نہ تو کبھی کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگائی اور نہ کسی سے بات کی اور نہ ہی کبھی سوئے اور جب حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ مشقتیں کیوں کر برداشت کر لیتے ہو؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے صدقِ باطنی نے میری قوتِ ظاہری کو یہ قوتِ برداشت عطا کر دی ہے۔

بیس ہزار ایک سو انبیاء کرام علیہم السلام کی سفارش

حضرت ابومحمد جریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خانقاہ میں موجود تھا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جو نمازِ عصر کے وقت تشریف لایا۔ اس شخص کے بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ برہنہ پا تھا۔ اس شخص نے نمازِ عصر ادا کی اور نمازِ مغرب تک سر جھکائے بیٹھا رہا۔ اتفاقاً اس رات خلیفہ وقت کی جانب سے صوفیاء کرام کی دعوت تھی۔ میں نے اس شخص سے دعوت میں چلنے کو کہا تو اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے خلیفہ یا صوفیاء سے کوئی سروکار نہیں لیکن اگر تم مناسب سمجھو تو میرے لئے تھوڑا سا حلوہ لیتے آنا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو غیر مسلم تصور کرتے ہوئے اس کی جانب کوئی توجہ نہیں کی۔ جب میں دعوت سے واپس آیا تو میں نے اس شخص کو اسی حالت میں دیکھا۔ اس رات مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت

باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ کم و بیش بیس ہزار ایک سو انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میری جانب سے منہ پھیر لیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج میرے ایک محبوب نے تجھ سے حلوہ طلب کیا اور تو نے اس کو نظر انداز کر دیا۔ میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ شخص خانقاہ سے باہر تشریف لے جا رہا تھا۔ میں نے اسے آواز دے کر روکا اور کہا کہ ٹھہر جاؤ میں تمہاری خدمت میں حلوہ پیش کرتا ہوں۔ اس نے مجھے جواباً کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ اور بیس ہزار ایک سو انبیاء کرام علیہم السلام کی سفارش کے بعد تمہیں حلوہ کا خیال آیا۔ یہ کہہ کر وہ شخص باہر نکل گیا اور باوجود تلاش کرنے کے مجھے نہ ملا۔

تاحیات ایک ہی لباس استعمال کیا

حضرت ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بغداد کی جامع مسجد میں ایک ایسے بزرگ قیام پذیر تھے جو ہمیشہ سے ایک ہی لباس پہنے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں محوخواب تھا کہ میں نے ایک جماعت نہایت نفیس لباس میں ملبوس دیکھی جو کہ جنت کے دسترخوان پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں جب وہاں بیٹھنے لگا تو ایک فرشتہ نے مجھے کھینچ کر اٹھا دیا اور کہا کہ اس جگہ بیٹھنے کے قابل وہ ہے جس نے ساری زندگی ایک ہی لباس استعمال کیا ہو چنانچہ اس دن کے بعد میں نے ایک لباس کے سوا دوسرا لباس نہیں پہنا۔

شجر یقین کا ثمر اخلاص ہے

دورانِ وعظ کسی شخص نے حضرت ابو محمد جریری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ دعا فرمایئے میرا دل گم ہو گیا ہے وہ واپس مل جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم لوگ تو خود اسی مرض میں مبتلا ہیں۔ عہد گزشتہ میں یہ معاملہ دین پر موقوف تھا' دوسرے دور میں وفا پر' تیسرے دور

میں مروت پر اور چوتھے دور میں حیاء پر موقوف تھا لیکن اب تو نہ دین ہے نہ حیا ہے نہ وفا ہے نہ مروت بلکہ سب کا معاملہ ہیبت پر موقوف ہے اور قلب کا حقیقی فعل قربت الٰہی اور اس کی صنعتوں کا مشاہدہ ہے۔ اتباعِ نفس کرنے والا قید ہے اور راحت نفس کے معاملہ میں نعمت و محنت میں تفریق نہ کرنی چاہیے۔ شجر یقین کا ثمر اخلاص ہے اور رشک کا ثمرہ ریا ہے۔

پرندے کی شکایت

حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سن بلوغ کو پہنچ کر نہ دن کو کھانا کھایا اور نہ رات میں کبھی آرام فرمایا۔ ایک دن میں کسی کام سے باغیچہ میں پہنچا تو ایک چھوٹے سے پرندے نے میرے سر پر اڑنا شروع کر دیا۔ میں نے اس پرندے کو پکڑ کر جب اپنے ہاتھ میں دبایا تو ایک چھوٹا سا پرندہ آیا اور میرے سر پر چیخنے لگا۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ میرے ہاتھ میں جو پرندہ ہے آنے والا چھوٹا پرندہ اس کا بچہ ہے۔ میں نے ازراہِ رحم اس پرندے کو چھوڑ دیا لیکن اس کے بعد میں بیمار ہو گیا اور میری یہ بیماری ایک برس تک لمبی ہو گئی۔ ایک رات خواب میں مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کے بارے میں عرض کیا کہ اس بیماری کی وجہ سے میں ایک سال سے بیٹھ کر نماز ادا کر رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری یہ حالت اس پرندے کی شکایت کی وجہ سے ہے۔

حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن میں اسی طرح بیماری کی حالت میں تکیہ کے سہارے بیٹھا ہوا تھا تو ایک بہت بڑا سانپ بلی کے بچہ کو منہ میں دبائے ہوئے نمودار ہوا۔ میں نے اس سانپ کو ڈنڈا مارا اور وہ بلی کے بچہ کو چھوڑ کر نکل گیا۔ بلی آئی اور اپنے بچہ کو ساتھ لے گئی۔ اس واقعہ کے بعد میں تندرست ہو گیا۔ اسی روز مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مرتبہ پھر زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری صحت اس بلی کے بچہ کی بدولت ہے۔

بیڑیاں تو میرے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں

حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن شفاخانہ میں کسی دیوانے کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ شور مچا رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اپنی وزنی بیڑیوں کے باوجود بھی شور مچا رہے ہو اور خاموشی اختیار نہیں کرتے۔ اس دیوانے نے جواب دیا کہ بیڑیاں تو میرے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں نہ کہ میرے قلب میں۔

طالبانِ حقیقت کی ہلاکت

حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنے معتقدین کے ہمراہ اپنے مکان میں تشریف فرما تھے کہ مکان کے ایک سوراخ سے دھوپ کی ایک کرن اندر آ گئی جس میں لاکھوں ذرات تھرتھراتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہیں ان ذرات کی تھرتھراہٹ سے کوئی پریشانی تو نہیں ہو رہی؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موحد کی علامت ہی یہی ہے کہ اسی طرح اس کو دونوں عالم بھی لرزاں نظر آنے لگیں تو اس کے قلب پر خوف و ہراس نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خدا کو یاد کرنے والوں کو زیادہ غفلت ہوتی ہے بہ نسبت ان کے جو خدا کو یاد نہیں کرتے کیونکہ اہل حق کا ذکر حق کی کمی سے روگردانی کرنا حق کو فراموش کرنے والوں سے زیادہ غفلت کا باعث ہے کیونکہ ان کو یہ احساس باقی نہیں رہتا کہ وہ حق کے حضور میں حاضر ہیں لیکن ذکر حق کرنے والوں کو بے حضوری کے عالم میں یہ تصور کر لینا کہ وہ ذکر حق میں حاضر نہیں زیادہ غفلت کا نتیجہ ہے اس لئے طالبانِ حقیقت کی ہلاکت ان کے باطل تصورات میں مضمر ہوتی ہے اور جب ان تصورات میں اضافہ ہوتا ہے تو دینی کام گھٹ جاتے ہیں اور دنیاوی کام بڑھ جاتے ہیں کیونکہ تصورات کی حقیقت ہمت عقل پر مبنی ہوتی ہے اور عقل کا حصول ہمت ہی سے وابستہ ہے اور بندہ خواہ حاضر ہو یا غیر حاضر لیکن ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ جب غیر حاضر اپنے وجود سے غیر حاضر ہو اور

حق کے ساتھ حاضر رہے تو گویا وہ ذکر میں نہیں بلکہ مشاہدے کے عالم میں ہے اور جب اپنے وجود سے حاضر رہ کر حق سے غیر حاضر ہو تو ذاکر ہونے کے باوجود بھی اس کے ذکر کی کوئی اصلیت نہیں ہوتی اور اسی کو غفلت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی برکت

حضرت ابوالعباس قاسم بن مہدی سیاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مرو کے نامور رؤساء میں ہوتا تھا۔ اس دور میں کوئی بھی شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر امیر نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وراثت میں بے پناہ دولت ملی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام دولت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو موئے مبارک حاصل کرنے کے لئے خرچ کر دی اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان موئے مبارک کی برکت سے سچی توبہ عطا فرمائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جو کچھ روحانی مراتب حاصل ہوئے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی برکت سے حاصل ہوئے۔

قصابی کا دل بچے کے رونے سے کیوں جلاتا ہے؟

حضرت ابوالعباس احمد بن محمد قصاب رحمۃ اللہ علیہ بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک بچہ اونٹ پر بوجھ لادے اس کی نکیل پکڑے جا رہا تھا۔ بازار میں بے پناہ کیچڑ تھا اونٹ کا پاؤں پھسلا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ لوگوں نے چاہا کہ اس اونٹ سے بوجھ اتار لیں لیکن بچے نے ہاتھ اٹھا کر رو رو کر دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر اونٹ کی نکیل تھامی اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعا مانگی: الٰہی! اس اونٹ کا پاؤں ٹھیک کر دے اور اگر تو اسے درست نہیں کرنا چاہتا تو اس قصابی کا دل بچے کے رونے سے کیوں جلاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ اونٹ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

حق تعالیٰ نے ہدایت کا دروازہ کھول دیا

حضرت ابوسعید فضل اللہ بن محمد مہمینی رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں مہنہ سے حصولِ علم کے لئے سرخس آئے اور حضرت ابوعلی زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شامل ہونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے تین دن درس لیتے اور تین دن عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استادِ محترم نے جب یہ صورتحال دیکھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت عزت و احترام دینا شروع کر دیا۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نہر کے کنارے جا رہے تھے کہ سرخس کا حاکم شیخ ابوالفضل حسن وہاں سے گزرا۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر کہا کہ اے ابوسعید (رحمۃ اللہ علیہ)! جس راستہ پر تم چل رہے ہو وہ تمہارا راستہ نہیں تم اپنی راہ لو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ تعرض نہ کیا اور پلٹ کر اپنی جگہ پر آ گئے اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ہدایت کا دروازہ کھول دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بلند مراتب پر فائز ہوئے۔

دلی خدشہ سے باخبر ہونا

حضرت شیخ ابومسلم فارسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید فضل اللہ بن محمد مہمینی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے گیا تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ میلی سے گدڑی پہنے ہوئے تھے۔ جب میں مکان کے اندران کے روبرو پہنچا تو انہیں دیبائے مصری پہنے ہوئے تخت پر بیٹھے دیکھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ اس ٹھاٹھ بھاٹھ کے ساتھ درویشی کا دعویٰ کرتے ہیں اور میں ان تمام علاقوں سے مجرد رہ کر درویشی کا مدعی ہوں ان کے ساتھ میری موافقت کیونکر ہوگی؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے اس دلی خدشہ سے باخبر ہو گئے اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے ابومسلم (رحمۃ اللہ علیہ)! تم نے کس کتاب میں پایا ہے کہ جس کا دل مشاہدۂ حق میں قائم ہوا اس پر نام فقر لکھا ہے۔''

یعنی اصحابِ مشاہدہ تو حق تعالیٰ کے ساتھ غنی ہوتے ہیں فقراء تو اربابِ مجاہدہ میں

سے ہوتے ہیں۔

شیطانی وسوسہ اور الہامِ حق

ایک مرتبہ حضرت ابو سعید فضل اللہ بن محمد مہمینی رحمۃ اللہ علیہ نے نیشاپور سے مقامِ طوس جانے کا ارادہ کیا۔ راستہ میں ایک گھاٹی اتنی سرد آئی کہ موزے میں پاؤں ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ایک درویش کے دل میں خیال آیا کہ میں اپنی چادر پھاڑ کر دو ٹکڑے کر کے انہیں شیخ کے پاؤں پر لپیٹ دوں۔ چادر چونکہ عمدہ اور قیمتی تھی اس لئے دل نے گوارہ نہ کیا کہ اسے پھاڑے۔ جب طوس پہنچے تو اس درویش نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ حضرت! شیطانی وسوسہ اور الہامِ حق کے درمیان کیا فرق ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الہام وہ تھا کہ تجھے چادر پھاڑ کر دو ٹکڑے کر کے ابو سعید (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاؤں لپیٹنے کا حکم دیا گیا تھا تا کہ وہ سردی سے محفوظ رہے اور شیطانی وسوسہ وہ تھا کہ تجھے ایسا کرنے سے روکا گیا۔

نقصِ عہد گناہ ہے

حضرت ابو عمرو نخیل رحمۃ اللہ علیہ نے عہد کیا کہ چالیس سال تک اللہ عزوجل کی رضا کے علاوہ کچھ طلب نہ کروں گا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی شدید علیل ہو گئیں اور باوجود مسلسل علاج کے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی کے شوہر عبدالرحمٰن نے کہا کہ تمہارا علاج تمہارے والد صاحب کے ہاتھ میں ہے اس لئے کہ تمہارے والد نے عہد کر رکھا ہے کہ چالیس سال تک خدا کی رضا کے سوا کچھ طلب نہ کروں گا اور ان کے اس عہد کو بیس سال گزر چکے ہیں لہٰذا وہ نقصِ عہد کر کے تمہارے لئے دعا کریں تو تم یقیناً صحت یاب ہو جاؤ گی گو نقصِ عہد گناہ ہے لیکن اس سے تمہیں صحت حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ تم تو نکاح کے بیس برس تک نہیں آئیں آج تمہارے آنے کی وجہ کیا ہے؟ صاحبزادی نے عرض

کیا کہ میں اللہ عزوجل کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے جس نے مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے والد اور عبدالرحمٰن جیسا شوہر عطا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جانتے ہیں کہ زندگی سے بڑھ کر کوئی شے عزیز نہیں ہوتی اور اسی کی وجہ سے مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم المرتبت والد اور عبدالرحمٰن جیسے شوہر کا دیدار نصیب ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل سے عہد کیا کہ چالیس سال تک اس کی رضا کے علاوہ کچھ طلب نہ کریں گے لہٰذا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس عہد کا واسطہ دیتی ہوں اور عرض کرتی ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نقض عہد کر کے میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں کہ اللہ عزوجل مجھے صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم اگر صحت یاب بھی ہو جاؤ تو تمہیں موت نہیں آئے گی اور جب موت کی آمد میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں تو پھر اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ موت بیماری سے آئے یا ویسے ہی لہٰذا میں نقض عہد کے گناہ میں مبتلا نہیں ہونا چاہتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے سمجھا کہ شاید میری موت آنے والی ہے اور صحت یابی ممکن نہیں لیکن اس کا یہ خیال غلط ثابت ہوا اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے چالیس برس تک زندہ رہیں۔

عبودیت فنا ہو جاتی ہے

ایک مرتبہ حضرت جعفر خلدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تصوف کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تصوف اس حالت کو کہتے ہیں جس میں ربوبیت کا اظہار ہونے لگتا ہے اور عبودیت فنا ہو جاتی ہے۔

فنائے صفت اور فنائے سبب جائز ہے

حضرت ابوسعید فضل اللہ بن محمد مہینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ابواحمد المظفر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھا کہ نیشاپور کا ایک مدعی آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر کہنے لگا فانی ہو جانے کے بعد باقی ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فنا پر بقا کی کیا صورت

ہے کیونکہ فنا معدوم ہونے کو کہتے ہیں اور بقا موجود ہونے کو اور ہر ایک دوسرے کی نفی کرنے والا ہے لہٰذا فنا تو معلوم ہے کہ چیز ناپید ہو جاتی ہے اگر وہ موجود ہو جائے تو وہ عین شے نہیں ہو سکتی بلکہ وہ بجائے خود دوسری چیز ہو گی اور یہ جائز نہیں کہ ایمان و ذات فنا ہو جائیں البتہ فنائے صفت اور فنائے سبب جائز ہے۔

بلا وضو قرآن چھولیا

حضرت شیخ ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ جس وقت کوہِ لبنان پر مقیم تھے تو بادشاہِ وقت نے حسب معمول وہاں کے فقراء میں ایک دینار تقسیم کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دینار ایک ساتھی کو دے دیا اور خود شہر کا رخ کر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاقاً اسی دن بلا وضو قرآن کو چھولیا جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ بے حد پریشان ہوئے۔ اسی پریشانی کے عالم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ بازار میں جا رہے تھے کہ وہاں کچھ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چور سمجھ کر پکڑ لیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ اور بھی کئی صوفیاء پکڑے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ میں چوروں کا سرغنہ ہوں اور جو سزا تم نے دینی ہے وہ دے دو مگر باقی تمام صوفیاء کو چھوڑ دو۔ لوگوں نے باقی تمام افراد کو چھوڑ دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ کاٹ دیا۔ ہاتھ کاٹنے کے بعد جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ تو حضرت شیخ ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو وہ بڑے شرمندہ ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں معاف کر دیا اور اسی حالت میں گھر تشریف لے گئے۔ گھر والوں نے جب کٹا ہوا ہاتھ دیکھا تو آہ وزاری شروع کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم رو مت بلکہ خوشیاں مناؤ اس لئے کہ اگر میرا ہاتھ نہ کاٹا جاتا تو یقیناً میرا قلب کاٹ دیا جاتا اور یہ وہی ہاتھ ہے جس سے میں نے بلا وضو قرآن کو چھولیا تھا۔

راہِ طریقت کا اشتیاق

حضرت قطب الدین اولیاء ابواسحاق ابراہیم بن شہریار گاذرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ جب میں بچپن میں حصولِ علم میں مشغول تھا تو اس وقت مجھے راہِ طریقت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اس دور میں تین بزرگ حضرت عبداللہ خفیف، حضرت حارث محاسبی اور حضرت عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہم صاحب فضیلت تھے۔ میں نے نمازِ استخارہ پڑھی اور سجدہ میں سر رکھتے ہوئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائی کہ اے اللہ! مجھے اس بات کی اطلاع دے دے کہ ان تین بزرگوں میں سے کس کے دامن سے وابستگی اختیار کروں۔ اس کے بعد مجھے نیند آ گئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ اونٹ پر بہت سی کتابیں لادے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تمام کتابیں حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں جو انہوں نے تمہیں دی ہیں۔ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ مجھے حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہونا چاہئے۔

درویشوں کا طرۂ امتیاز

حضرت قطب الدین اولیاء ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار گاذرونی رحمۃ اللہ علیہ کے والدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تم نے درویشی تو اختیار کر لی لیکن غربت کی وجہ سے تم مہمانداری نہیں کر سکتے جو کہ درویشوں کا طرۂ امتیاز ہے اور یہ کمزوری ممکن ہے تمہیں اپنے راستہ سے ہٹا دینے کا باعث بن جائے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والدین کو جواب دینے کی بجائے خاموشی اختیار کئے رکھی۔ اتفاقاً اس برس رمضان المبارک میں مہمانوں کی ایک جماعت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مقیم ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مفلسی کی وجہ سے ان کی مہمان نوازی کرنے سے قاصر تھے اس دوران ایک شخص روٹیوں سے بھری ہوئی دو بوریاں اور کھانے کے دیگر لوازمات کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب اس واقعہ کا علم والدین کو ہوا تو وہ اپنی خام خیالی پر نادم ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اعانت فرما تا رہے جس حد تک ہو سکے تم مخلوق کی خدمت کرتے رہو اور پھر اس دن کے بعد انہوں نے کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کام میں کوئی مداخلت نہ فرمائی۔

مسجد کی تعمیر

ایک مرتبہ حضرت قطب الدین اولیاء ابواسحاق ابراہیم بن شہریار گاوزنی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیداری کے عالم میں اسی بنیاد پر مسجد کی تعمیر فرمائی۔ کچھ عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد کی توسیع فرمارہے ہیں چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کو اتنی ہی وسعت دے دی جتنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دی تھی۔

تاحیات عہد پر قائم رہے

حضرت قطب الدین اولیاء ابواسحاق ابراہیم بن شہریار گاوزنی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر حج کا ارادہ کیا تو مشائخین بصرہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی جس میں انواع واقسام کے کھانے موجود تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گوشت کو ہاتھ نہیں لگایا جس کی وجہ سے مشائخین کو یہ خیال ہوا کہ شاید آپ رحمۃ اللہ علیہ گوشت نہیں کھاتے ہیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی نیت کا اندازہ لگاتے ہوئے فرمایا کہ شاید تم لوگ یہ سوچ رہے ہو کہ میں گوشت نہیں کھاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے مگر آج سے تمہارے خیال کو قائم رکھنے کے لئے میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی باقی ساری زندگی یعنی تاحیات اس عہد پر قائم رہے۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا تائب ہونا

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں ایک دواخانے کے مالک تھے۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کاروبارِ دنیا میں مصروف تھے کہ ایک فقیر نے آکر صدا لگائی اور جب دیکھا کہ کچھ اثر نہیں ہو رہا تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تم تو کاروبارِ دنیا میں مصروف ہو

جان کیسے دو گے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جھنجھلا کر کہا کہ جیسے تم دو گے؟ فقیر نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو فرمایا کہ بھلا تم میری طرح جان کیسے دو گے؟ یہ کہہ کر اس فقیر نے سر کے نیچے کشکول رکھا اور لیٹ گیا۔ پھر زبان سے کلمہ شہادت پڑھا اور اس کی روح قفس عصری سے پرواز کر گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سارا منظر دیکھا تو اسی وقت کھڑے کھڑے اپنی تمام دولت لٹا دی اور درویشی اختیار کر لی۔

غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے والا

حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ابتدائے حال کی ایک نشانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے نفس کو سانپ کی شکل میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہوں۔

پیروں اور فقیروں کا غلام

حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیرو مرشد کو وضو کروا رہا تھا کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب اللہ عزوجل نے ہر بات تقدیر میں لکھ دی ہے تو پھر لوگ کیوں آزاد ہونے کے باوجود کرامت اور فیوض و برکات کی امید پر پیروں اور فقیروں کے غلام بنتے ہیں اور کیوں اتنی ریاضتیں اور محنتیں کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیرو مرشد میری بات کو کشف کے ذریعے جان گئے اور انہوں نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ صاحبزادے! میں تمہاری کیفیت سے بخوبی واقف ہوں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر کام کا ایک سبب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے سبب مقرر کئے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو نوازنا چاہتا ہے اور تاج عرفان و مملکت عشق سے نوازنا چاہتا ہے تو پہلے اس کو گناہوں سے توبہ کی توفیق دیتا ہے اور پھر اسے اپنے کسی مقرب بندے کی خدمت میں مشغول کر دیتا ہے تا کہ وہ

اس خدمت گزاری سے وہ تمام مراتب حاصل کر سکے۔

محبوب کی طلب

حضرت سیّدعلی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبت یہ ہے کہ محبّ اپنی صفات کو محبوب کی طلب میں محو کردے اور محبوب کا اثبات اس کی ذات سے قائم کرے یعنی جب محبوب باقی ہوگا تو لازمی طور پر محبّ فانی ہو جائے گا اس لئے کہ محبوب کی ذات کی بقاء غیر محبوب کی نفی کر کے اپنا تصرف مطلق کرے گی اور محبت کی صفت فنا ہو تو پھر محبوب کی ذات کے سوا کچھ نہیں رہتا اور یہ ہرگز روا نہیں کہ محبت اپنی صفت میں قائم رہے اس لئے کہ جو اپنی صفت سے قائم ہوتا ہے وہ محبوب کے جمال سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور جب اسے یہ آگاہی ہو جاتی ہے کہ اس کی زندگی محبوب کے جمال سے ہے تو وہ لازمی طور پر اسے اپنی صفات کی نفی اور محبوب کی ذات کا اثبات مطلوب ہوگا۔

میں اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں

حضرت سیّدعلی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جب بحکم مرشد لاہور تشریف لائے تو دریا کے کنارے ایک جگہ پر اپنا علم لگایا اور مصروفِ عبادت ہو گئے۔ ایک دن ایک بوڑھی عورت اپنے سر پر دودھ سے بھرا ہوا ایک برتن اٹھائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سے گزری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے دریافت کیا کہ کیا لے جا رہی ہو؟ اس بوڑھی عورت نے کہا کہ وہ گورنر لاہور رائے راجو کے لئے دودھ لے جا رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے کہا کہ تم دودھ مجھے دے دو۔ اس عورت نے کہا کہ اگر میں نے رائے راجو کو دودھ نہیں دیا تو ہمارے جانور دودھ کی جگہ خون دینے لگ جائیں

گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات سن کر فرمایا کہ تم مجھے تھوڑا دودھ دے دوگی تو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔ اس عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تھوڑا سا دودھ دے دیا۔ اس شام جب وہ عورت اپنے جانوروں کا دودھ دوہنے لگی تو جانوروں نے اتنا زیادہ دودھ دیا کہ گھر کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔ اس عورت نے اس بات کا ذکر اپنے ہمسایوں سے کیا اور آن بھر میں یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی اور لوگ جوق در جوق دودھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے کر آنا شروع ہو گئے۔ گورنر لاہور رائے راجو کو جب ساری صورتحال کا پتہ چلا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نہایت مغرورانہ انداز میں آیا اور کہا کہ میرے پاس اور بہت سے کمال ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرا دودھ بند کر کے اچھا نہیں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نہ تو کوئی جادوگر ہوں نہ کوئی شعبدہ باز۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز سا بندہ ہوں البتہ اگر تم کوئی کمال دکھانا چاہتے ہو تو دکھاؤ۔ رائے راجو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر ہوا میں اڑنا شروع ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نعلین مبارک اتاریں اور نعلین مبارک فضا میں بلند ہو کر اس کے سر پر پڑھنا شروع ہو گئیں اور اسے زمین پر لا پھینکا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر رائے راجو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا اور سچے دل سے توبہ کر کے مسلمان ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام شیخ ہندی رکھا جو بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کی اولاد ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کی مجاور چلی آ رہی ہے۔

فقیر کی شان

فقیر کی شان بیان کرتے ہوئے حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل فقیر وہی ہے جو اپنے پاس دنیاوی اسباب میں سے کچھ نہ رکھے اور اس کے پُر سکون اور مطمئن دل میں ان اسباب کے نہ ہونے کا کوئی دکھ نہ ہو۔ فقیر جس قدر تنگدست ہوگا اتنا ہی اس کے لئے فائدہ مند ہوگا اور اس پر توکل کی حقیقت اور اللہ تعالیٰ کے اسرار منکشف ہوں گے۔ فقیر کے لئے دنیا کے جتنے

بھی بکھیڑے زیادہ ہوں گے اتنا ہی اس کے لئے نقصان دہ ہوں گے۔

صوفیاء کا لباس

حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کے لباس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ صوفی کا گوڈری' خرقہ یا کمبل لینا ایسا ہے جیسے اس نے کفن پہنا ہو۔ صوفیانہ لباس پہننے کی شرط یہ ہے کہ یہ یہ لباس بنائے تو نیت کرے کہ دیگر قسم کے لباسوں سے ہلکا ہو اور اس لباس پر جا بجا پیوند لگائے تا کہ تکبر سے خلاصی ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض ریا کار قسم کے لوگوں نے اونی لباس کو پہننا اپنا شعار بنالیا اور اونی لباس تیار کروانے میں جو مخصوص قسم کا تکلف اختیار کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عوام میں اپنی شہرت اور عزت وقدر چاہتے ہیں اور جو جماعت صوفیوں کا حلیہ بنا کر خرقہ پوشی کر رہی ہے وہ صرف عوام میں اپنے آپ کو صوفی مشہور کرنے اور دنیا میں عزت حاصل کرنے کی غرض سے کر رہی ہے۔ سچا صوفی وہ ہے جو ایسا لباس زیب تن کرے جس میں بے شمار پیوند لگے ہوں تا کہ اس کے قلب کی صفائی ہو۔

ایمان کی علامات

ایمان کی علامات بیان کرتے ہوئے حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ بندہ دل سے توحید کا اعتقاد رکھے۔ اپنی آنکھوں کو ممنوع چیزوں سے بچائے۔ حق تعالیٰ کی نشانیوں اور آیتوں سے عبرت حاصل کرے۔ کانوں کو کلامِ الٰہی کی سماعت کے لئے وقف کرے۔ اپنے معدے کو حرام چیزوں سے بچائے۔ زبان سے سچ بولے اور بدن کو غیر شرعی چیزوں سے پاک رکھے تا کہ اس کا ظاہر اور باطن متحد ہو جائیں۔

کوئی ایسا نہیں جس کا مقام معین نہ ہو

حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا مقام معین نہ ہو۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مقام توبہ تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا مقام زہد تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام تسلیم و رضا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام انابت تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا مقام حزن و ملال تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام امید و رجا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مقام خوف و خشیت تھا اور ہمارے آقا سیّد عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ذکر تھا۔ جب بھی کوئی طالب کسی مقام کو عبور کرے گا اور پچھلے مقام کو چھوڑ دے گا تو وہ لازمی کسی ایک مقام پر قائم ہو گا جو کہ اس کی قلبی واردات کا مقام ہو گا۔

مسئلہ منکشف ہو جاتا

حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ کچھ ایسا معاملہ پیش آیا کہ میں نے اس معاملہ کو حل کرنے کی حتیٰ الامکان کوشش کی لیکن وہ معاملہ حل نہ ہوا۔ چنانچہ میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر چلہ کش ہوا اور وہ معاملہ مجھ پر منکشف ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جب بھی کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہوتا جس کا حل میں نہ پاتا تو میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر معتکف ہوتا تو وہ مسئلہ مجھ پر منکشف ہو جاتا۔

اظہارِ عقیدت

چشتیہ سلسلے کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری المعروف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو جب مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور

ہندوستان کی ولایت عنایت ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں وارد ہوتے ہی سب سے پہلے حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضر ہوئے اور معتکف ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزارِ مبارک پر چالیس دن تک چلہ کیا لیکن زیارت باسعادت نصیب نہ ہوئی۔چالیسویں دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرمایا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

چنانچہ اس رات آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت ہند پر اپنی مہر ثبت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان الہند کا خطاب دیتے ہوئے اجمیر جانے کا حکم فرمایا۔

گھٹنوں کے بل حاضری

حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے دلی عقیدت حاصل تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی پاک پتن سے مزارِ مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تو برہنہ پاؤں پاک پتن سے پیدل چلتے ہوئے آتے اور لاہور ضلع کچہری کے نزدیک واقع ایک مقام پر قیام فرماتے۔جب حاضری کی اجازت ملتی تو گھٹنوں کے بل چل کر مزارِ پاک پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

راہنما کا درجہ رکھتی ہے

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ کتاب ''کشف

المحجوب" کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب ہر اس شخص کے لئے راہنما کا درجہ رکھتی ہے جس کا کوئی مرشد نہ ہو۔

خاصانِ بندگانِ خدا

حضرت سیّد ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ دریا کے کنارے مجاہدے میں مشغول تھے اور فاقہ کشی کا تیسرا دن تھا۔ اس دوران دریا میں سے ایک سیب بہتا ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پکڑ کر نوش فرمالیا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ نا معلوم یہ سیب کس کا تھا اور میں نے اسے کیونکر کھالیا؟ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ ملال پیدا ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریا کے کنارے کنارے سفر کرنا شروع کر دیا مبادا شاید نزدیک کوئی باغ ہو جہاں سے یہ سیب گرا اور دریا کے ساتھ بہہ کر اِدھر آنکلا۔ کئی روز کے سفر کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بہت بڑا باغ نظر آیا جس کے بیچ میں ایک عالیشان عمارت موجود تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اس باغ میں داخل ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سیب کا ایک درخت نظر آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ وہ سیب اسی درخت کا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ باغ کے مالک حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور ان کو تمام ماجرا سنانے کے بعد ان سے معافی کے طلبگار ہوئے۔ حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار نابغہ روزگار اولیاء میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی نگاہ میں ہی حضرت سیّد ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان لیا کہ یہ شخص بندگانِ خدا میں سے ہے۔ حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں بارہ برس تک ہماری خدمت کرنا ہوگی اس کے بعد تمہیں بغیر پوچھے سیب کھانے کی معافی ملے گی؟ حضرت سیّد ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ نے حامی بھرلی اور بارہ سال تک حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ بارہ برس بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ حضور! کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری غلطی کو معاف کر دیا ہے؟ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں! اب تمہیں میری بیٹی سے شادی کرنا ہوگی جو

آنکھوں سے اندھی ہے' کانوں سے بہری ہے' ہاتھ پاؤں سے لولی لنگڑی ہے۔ تم نکاح کے دو برس تک میرے ساتھ رہو گے تاکہ میں اپنی آنکھوں سے فرزند کو دیکھ سکوں اس کے بعد تمہارا جہاں جی چاہے تم چلے جانا۔ حضرت سیّد ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی سے ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب زوجہ کو دیکھا تو ان کے تمام اعضاء صحیح سالم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حیران و پریشان حالت میں حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا ان کے گوش گزار کیا۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اسی بیٹی سے تمہاری شادی کی ہے وہ اندھی اس لئے ہے کہ اس نے کبھی کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا' وہ بہری اس لئے ہے کہ اس نے کبھی کسی غیر محرم کی آواز نہیں سنی' وہ لولی لنگڑی اس لئے ہے کہ اس کے نہ ہاتھوں نے کبھی کسی غیر محرم کو چھوا ہے نہ اس کے قدم کبھی کسی نامحرم کی جانب اٹھے ہیں۔ حضرت سیّد ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی یہ توجیہہ سنی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

محی الدین

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۵۱۱ ہجری میں میں برہنہ پاؤں بغداد شریف کی طرف تشریف لا رہا تھا کہ راستہ میں مجھے ایک بیمار' کمزور اور متغیر رنگ والا ایک شخص ملا۔ جب میں اس شخص کے نزدیک آیا تو اس شخص نے میرا نام لے کر مجھے پکارا اور مجھے سلام کیا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس شخص نے مجھ سے کہا کہ مجھے سہارا دو۔ چنانچہ میں نے اسے سہارا دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ شخص تندرست و توانا ہو گیا اور اس کے چہرے پر توانائی کی لہر دوڑ گئی۔ میں نے جب یہ دیکھا تو گھبرا گیا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس شخص کی بات سن کر میرے چہرے پر اطمینان کی کیفیت طاری ہوئی۔ پھر اس شخص نے مجھ سے پوچھا کہ تم مجھے جانتے ہو؟

میں نے انکار کر دیا تو اس نے کہا: میں دین اسلام ہوں اور میں قریب المرگ تھا۔ اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے ذریعے دوبارہ سے زندہ کر دیا ہے۔ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر اس شخص سے رخصت ہونے کے بعد میں بغداد شریف پہنچا اور جامع مسجد میں نماز کی غرض سے داخل ہوا۔ ابھی میں جامع مسجد کے دروازے میں ہی تھا کہ ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے میرے جوتے پکڑ کر مجھے "یا سیدی محی الدین" کہہ کر پکارا۔ پھر جب میں نماز کے لئے کھڑا ہوا تو چاروں اطراف سے لوگ آ کر میرے ہاتھ چومنے لگے اور مجھے "یا محی الدین" کہہ کر پکارنے لگے اور اس لقب سے مجھے پہلے کسی نے کبھی نہیں پکارا تھا۔

سچ کی برکت

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد جانے کے لئے ایک قافلہ میں شامل ہو گیا۔ جب یہ قافلہ شہر کی حدود سے باہر نکلا تو راستہ میں ۶۰ لٹیروں نے قافلے پر حملہ کر دیا اور قافلے کا تمام مال واسباب لوٹ لیا۔ لوٹ مار کے دوران ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے لڑکے! تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ وہ شخص میری بات کو مذاق سن کر آگے بڑھ گیا۔ اس کے بعد ایک اور شخص میرے پاس آیا اور اس نے بھی مجھ سے یہی پوچھا اور میں نے اسے بھی یہی بتایا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ وہ شخص بھی میری بات کا مذاق اڑا کر آگے بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد یہ دونوں لٹیرے اپنے سردار کے پاس گئے اور اسے میری بات بتائی۔ اس سردار نے مجھے بلایا اور کہا کہ کیا واقعی تمہارے پاس چالیس دینار ہیں۔ میں نے اسے بتایا کہ ہاں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ اس نے قمیض کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے چالیس دینار برآمد ہو گئے۔ وہ سردار حیران ہوا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم نے اسے راز کیوں نہ رکھا؟ تمہیں سچ بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے جواب دیا

کہ میری والدہ نے سفر پر نکلتے وقت اس بات کی نصیحت کی تھی کہ بیٹا جیسے بھی حالات ہوں تم جھوٹ نہ بولنا لہٰذا جب مجھ سے پوچھا گیا کہ میرے پاس کیا ہے تو میں نے سچ سچ بتا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری بات سن کر اس سردار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا کہ تم نے اپنی والدہ کا عہد نہیں توڑا اور ایک میں ہوں جو سالہا سال سے رب کے عہد کو توڑ رہا ہوں اور لوگوں کو لوٹ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ سردار میرے قدموں میں گر پڑا اور توبہ کرنے کے بعد تمام مال واسباب قافلے والوں کو واپس کر دیا۔

تینوں باتیں درست ثابت ہوئیں

شیخ ابوسعید عبداللہ محمد سے منقول ہے کہ میں، ابن السقا اور حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نظامیہ بغداد میں زیر تعلیم تھے۔ اس زمانے میں بغداد میں ایک شخص بہت مشہور تھا اور سب اس کو غوث کہتے تھے۔ وہ جب چاہتا ظاہر ہو جاتا اور جب چاہتا غائب ہو جاتا تھا۔ ایک روز ہم تینوں دوستوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ ان سے ملا جائے۔ جب ہم روانہ ہوئے تو ابن السقا نے کہا کہ میں اس غوث سے ایسا مسئلہ پوچھوں گا کہ وہ لاجواب ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں بھی ایک سوال کروں گا دیکھتا ہوں وہ کیا جواب دیتے ہیں؟ حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کوئی سوال نہیں کروں گا میں تو صرف ان کی زیارت کی سعادت حاصل کروں گا۔ چنانچہ جب ہم وہاں پہنچے تو وہ موجود نہ تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ظاہر ہوئے اور ابن السقا سے کہنے لگے: اے ابن السقا! تجھ پر صد افسوس ہے تو مجھ سے ایسا سوال پوچھنا چاہتا تھا جس سے تو مجھے لاجواب کر دے۔ تمہارا سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے اور انہوں نے ابن السقا کے بتائے بغیر اس کے سوال کا جواب دے دیا اور فرمایا: مجھے تیرے اندر کفر نظر آتا ہے۔ پھر انہوں نے میری جانب نگاہ کی اور فرمایا کہ تمہارا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اور تمہاری اس بے ادبی کی وجہ سے دنیا تمہارے کانوں تک آ جائے گی۔ پھر وہ حضور سیّدنا

غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور ان کے ساتھ نہایت عزت و احترام سے پیش آئے اور فرمایا: اے عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ)! تو نے اپنے ادب کی بدولت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا تم عنقریب ایک منبر پر بیٹھو گے اور سارا بغداد تمہاری بات سنے گا تم اعلان کرو گے کہ ہر ولی کی گردن پر میرا قدم ہے اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ تمام ولی اللہ تمہاری اس بات پر اپنا سر جھکا دیں گے۔ اس کے بعد وہ غوث غائب ہو گئے اور ہماری ان سے پھر کبھی کوئی ملاقات نہ ہوئی۔ جس وقت حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ منبرِ ولایت پر بیٹھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا کہ تمام اولیاء کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے تو ابن السقا کا یہ حال تھا کہ اس نے شرعی علوم پر دسترس حاصل کی اور ہر ایک کو اپنے علم سے مات دی لیکن جب خلیفہ نے اسے اپنا مقربِ خاص بنا کر شاہِ روم کی جانب بھیجا تو اس نے شاہِ روم کے تمام عیسائی پادریوں کو مات دے دی۔ شاہِ روم نے اس کی نہایت عزت کی اور اسے اپنا مقربِ خاص بنا لیا۔ وہاں ابن السقا ایک لڑکی پر فریفتہ ہوا اور اس نے شاہِ روم سے اس کا رشتہ مانگا۔ شاہِ روم نے کہا کہ اس کا رشتہ میں ایک شرط پر دوں گا جب تو عیسائی ہو گا۔ ابن السقا نے اس لڑکی سے شادی کی غرض سے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ مجھے جب علم ہوا تو مجھے ان غوث کا قول یاد آ گیا۔ میری حالت یہ ہوئی کہ میں بغداد سے دمشق آیا تو سلطان نور الدین زنگی ملک شہید نے مجھے محکمہ اوقات کا ناظم الاعلیٰ مقرر کر دیا۔ میں حاکم ہو گیا اور دنیا چاروں جانب سے مجھ پر ٹوٹ پڑی۔ اس غوث کی کہی ہوئی تینوں باتیں درست ثابت ہوئیں۔

فیضِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور فیضِ علی رضی اللہ عنہ

حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے حالت بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے بیٹے! تم وعظ و نصیحت کرو۔ میں نے عرض کیا:

میرے والد بزرگوار! میں عجمی ہوں اور علمائے بغداد کے سامنے تقریر کرنا میرے لئے ممکن نہ ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے منہ کھولنے کا حکم دیا اور جب میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ ﷺ نے سات مرتبہ میرے منہ میں تھوکا اور فرمایا کہ اب تم وعظ کرو اور لوگوں کو حق کی دعوت دو۔ پھر امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ بیٹے! اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ رضی اللہ عنہ نے چھ مرتبہ میرے منہ میں تھوکا اور فرمایا کہ وعظ و نصیحت کرو۔ میں نے دریافت کیا کہ حضور! آپ رضی اللہ عنہ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ تھوکا جبکہ حضور نبی کریم ﷺ نے سات مرتبہ تھوکا۔ امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ادب کی وجہ سے ایسا کیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے خلعت پہنائی اور فرمایا کہ یہ تمہاری ولایت کی خلعت ہے اور یہ اقطابِ اولیاء کے لئے مخصوص ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعے کے بعد اللہ عزوجل نے مجھ پر اپنے بے پناہ فیوض و برکات نازل فرمائے اور میری زبان میں تاثیر عطا فرمائی میں جس شخص کو بھی دعوتِ حق دیتا وہ میری دعوت کو رد نہ کرتا اور میرے وعظ میں لوگوں کا ایک ہجوم موجود رہتا۔ اس واقعہ سے قبل میری محفل میں صرف چند لوگ بیٹھا کرتے تھے بعد ازاں قطب' ابدال' ملائکہ' جن وانس بڑی تعداد میں میرے وعظ میں شامل ہونے لگے۔

تمام ولیوں کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے

حافظ ابوالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور غوث الاعظم دستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ گفتگو فرمایا کہ تمام ولیوں کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے۔ چنانچہ اس وقت مجلس میں موجود تمام لوگوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا اس وقت تمام عالم میں یہ اعلان گونج اٹھا اور جہاں جہاں بھی اولیاء اللہ موجود تھے سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ' حضور غوث الاعظم دستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے

اس فرمان کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ اعلان سنا تو اس وقت میں خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات میں مشغول تھا۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلان سنتے ہی اپنا سر جھکالیا اور فرمایا کہ حضور کا پاؤں باقی سب کی گردنوں پر ہے لیکن میرے سر پر ہے۔

عذابِ قبر سے نجات

ایک روز ایک شخص حضور غوث الاعظم دستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے میں نے ان کو خواب میں دیکھا ہے تو وہ عذابِ قبر میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم حضور غوث الاعظم دستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے لئے دعائے خیر کرواؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارا والد کبھی میری مجلس میں بیٹھا ہے یا اس کے سامنے سے گزرا ہے؟ تو اس شخص نے کہا کہ جی ایک مرتبہ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کے سامنے سے گزرے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے حق میں دعائے خیر فرمادی۔ اگلے دن وہ شخص دوبارہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے رات اپنے والد کو دوبارہ خواب میں دیکھا۔ وہ بہت خوش تھے اور انہوں نے سبز رنگ کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضور غوث الاعظم دستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی بدولت میرے عذاب میں تخفیف کر دی گئی ہے۔

تصوف کی بنیاد

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد آٹھ خصائل پر ہے۔

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح سخی ہونا

۲۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح راضی ہونا

۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح صابر ہونا
۴۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی طرح عاجز ہونا
۵۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح رغبت اختیار کرنا
۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف صوف پہننا
۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سیاحت اختیار کرنا
۸۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح فقر اختیار کرنا

جب تک فقیر ان خصائل سے مزین نہ ہوگا وہ فقیر نہیں بن سکے گا اور وہ صرف پیٹ کا فقیر ہوگا اللہ کا فقیر ہرگز نہ ہوگا۔ پس اللہ کا فقیر بننے کے لئے پیٹ کا فقیر نہ بن تا کہ آخرت سلامت رہے۔

کمزور مومنین کے لئے رزق کی خواہش

حضرت شیخ عبداللہ سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہنے کا موقع ملا۔ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بتایا کہ میں کئی روز سے فاقے تھا اور بھوک کی شدت نے جب مجھے زیادہ بے چین کیا تو میں محلہ قطیعہ شرقیہ میں جا نکلا جہاں ایک شخص نے مجھے کاغذ کی بندھی ہوئی ایک پڑیا دی اور چلا گیا۔ میں نے اس پڑیا کے اندر موجود رقم سے حلوہ خریدا اور مسجد میں جا بیٹھا۔ میں قبلہ رو بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے اس حلوہ کو کھانا چاہئے یا نہیں؟ اس دوران میری نظر ایک کاغذ پر پڑی میں نے اس کاغذ کو اٹھا کر دیکھا جس میں یہ تحریر تھا کہ ہم نے کمزور مومنین کے لئے رزق کی خواہش پیدا کی تا کہ وہ بندگی کے لئے اس کے ذریعہ قوت پائیں۔ میں نے جب یہ عبارت پڑھی تو میرے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی اور خوفِ الٰہی سے میرے بدن کے تمام بال کھڑے ہوگئے۔ میں نے اس حلوہ کے نیچے سے اپنا رومال نکالا اور اسے وہیں چھوڑ کر مسجد میں دو رکعت نماز ادا کر کے واپس آ گیا۔

خواہش نفس کا انکار

حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن یحیٰ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی اور پندرہ سال تک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآن مجید ختم کیا۔ چنانچہ ایک رات میں ایک سیڑھی پر چڑھ رہا تھا کہ میرے نفس نے مجھ سے کہا: کاش! تو ایک گھڑی سو جائے اور پھر اٹھ کر عبادت کر لے۔ جیسے ہی یہ خیال میرے دل میں آیا میں وہیں ایک پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی یہاں تک کہ میں نے اسی حالت میں قرآن مجید ختم کیا۔

شیطان کے مکر سے نجات

حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت شیخ ضیاء الدین ابونصر موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ دورانِ سیاحت وہ ایک لق و دق صحرا میں جا نکلے جہاں پانی کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ وہ کئی روز تک وہاں بھوکے پیاسے پڑے رہے۔ ایک دن بادل آئے اور بارش کی کچھ بوندیں ان پر گریں جس سے وہ سیراب ہوئے۔ پھر انہوں نے ایک نور کو دیکھا جس سے آسمان کا کنارہ روشن تھا۔ اس نور سے ایک شکل نمودار ہوئی اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا: اے عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ)! میں تیرا رب ہوں اور تیرے اوپر حرام تمام اشیاء کو حلال کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنتے ہی اعوذ باللہ پڑھنی شروع کر دی جس سے وہ نور غائب ہو گیا اور اس نے دھوئیں کی شکل اختیار کر لی اور کہنے لگا: اے عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ)! تم نے اللہ عزوجل کے حکم سے اور اپنے علم کے ذریعے میرے مکر سے نجات پا لی ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر اہل طریقت کو گمراہ کر چکا ہوں۔ حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

کہ یہ میرے رب تعالیٰ کا مجھ پر خاص فضل وکرم ہے۔لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ شیطان ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے قول سے کہ میں حرام اشیاء کو حلال کرتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ اللہ عزوجل کبھی بھی بری چیز کا حکم نہیں دیتا اور جو چیز شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حرام ہے وہ میرے لئے حلال کیونکر ہوسکتی ہے۔

بزرگی اور عظمت کا راز

حضرت شیخ محمد قائد الاوانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی اور عظمت کا راز کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور کبھی کسی سے کذب بیانی نہیں کرتا۔

حضور سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی معراج

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب معراج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ جب سدرۃ المنتہٰی پر پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر میں یہاں سے بال برابر بھی آگے جاؤں گا تو جل جاؤں گا۔ براق بھی اس مقام پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رف رف کی سواری پیش کی گئی جو کہ ایک مقام پر آ کر رک گئی کیونکہ اس کی پرواز کی انتہا بھی یہاں تک تھی۔ اس سے آگے عالم لاہوت تھا۔ یہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو معشوقی صورت میں پیش کیا گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گردن پر پاؤں رکھا اور سواری کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ قرب وقوسین پر پہنچایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح ہے جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک ولی کامل ہوں گے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ سننے کے بعد فرمایا جس طرح میرا قدم عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) کی گردن پر ہے اس طرح اس کا قدم تمام اولیاء اللہ پر ہوگا۔ چنانچہ حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گردن مبارک پر حضور نبی کریم ﷺ کے قدم کا نشان موجود تھا۔

اولیاء اللہ کے قلوب پر تصرف

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا حضرت شیخ ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے چچا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حد درجہ کمال کی وجہ سے خاموش بیٹھے رہے۔ میں نے واپسی پر اپنے چچا سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر احترام کیوں کر رہے تھے؟ میرے چچا نے فرمایا کہ میں اس ہستی کا احترام کیوں نہ کروں جس کو فرشتوں پر بھی تصرف حاصل ہے اور اس کو میرے قلب پر ہی نہیں بلکہ تمام اولیاء اللہ کے قلوب پر تصرف وقدرت حاصل ہے وہ جس کے احوال چاہیں سلب کر لیں اور جس کے چاہیں بحال رکھیں۔

قیامت تک مریدوں کی دستگیری

حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ مجھے ایک صحیفہ دیا گیا جس میں قیامت تک آنے والے میرے مریدین کے نام درج تھے میں نے اللہ عزوجل سے فرمایا کہ ان کی بابت دریافت کیا تو ندائے غیبی آئی کہ ہم نے سب کو بخش دیا۔ میں نے اس فرمان کے بعد دوزخ کے داروغہ سے پوچھا کہ کیا میرے کسی مرید کا نام تمہارے پاس موجود ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت تک بارگاہِ الٰہی میں پیش نہ ہوں گا جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہ چلے جائیں گے اور میں قیامت تک اپنے مریدوں کی دستگیری فرماؤں گا۔

چور قطب بن گیا

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضری دینے کے بعد باپیادہ بغداد شریف واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں ایک چور جو کہ ناکہ لگا کر کسی مسافر کا انتظار کر رہا تھا اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قریب آنے پر روک لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس چور کو دیکھتے ہوئے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں دیہاتی ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ کشف اس کی بدنیتی کی خبر ہوگئی۔ اس دوران اس چور کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ غوث اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) ہوں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دل کی بات کو بھانپتے ہوئے فرمایا کہ میں عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) ہوں۔ چور نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو فوراً قدموں میں گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی حالت پر ترس آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل کے حضور اس کے لئے دعا فرمائی تو ندائے غیبی آئی کہ اے غوث اعظم (رحمۃ اللہ علیہ)! اس چور کو سیدھا راستے دکھاتے ہوئے قطب بنا دو۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس چور کی جانب نظر فرمائی اور وہ چور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض روحانی سے قطب کے درجہ پر فائز ہو گیا۔

بھوک اللہ کے خزانوں میں سے ایک ہے

حضرت شیخ ابو محمد الجونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایسی حالت میں حاضر ہوا کہ فاقہ سے تھا اور میرے اہل وعیال بھی کئی دنوں سے بھوکے تھے۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری دلی کیفیت کو بھانپتے ہوئے فرمایا: اے جونی (رحمۃ اللہ علیہ)! بھوک اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور اللہ عزوجل جس کو دوست رکھتا ہے اس کو فاقہ کشی عطا فرماتا ہے۔

اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں

تفریح الخاطر میں منقول ہے کہ حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ایک شخص جو کہ عرصہ دراز سے مرشد کامل کی تلاش میں تھا اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ سننے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغداد پہنچا۔ جب اس شخص کو معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے ہیں تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور آدابِ زیارت بجا لایا۔ حضور سیّدنا غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے قادریہ سلسلہ میں بیعت فرمایا اور اس کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔

دوزخ کی آگ سے رہائی پاؤ گے

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ آتش پرستوں کے ایک بہت بڑے آتش کدے سے گزرے اس وقت آگ کو پوجنے والوں نے آگ بہت زیادہ روشن کر رکھی تھی اور یہ آتش کدہ ایک پُرفضا مقام پر واقع تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ وہاں قیام کیا۔ جب رات ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید کو حکم دیا کہ وہ آگ لائے اور کھانا تیار کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مریدان آتش پرستوں کی جانب گیا اور ان سے آگ طلب کی۔ آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ آگ ہمارا معبود ہے ہم تمہیں کیسے دے سکتے ہیں؟ مرید ناکام واپس لوٹا اور اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا گوش گزار کیا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ ان آتش پرستوں کے پاس پہنچے اور ان سے فرمایا کہ لوگو! معبودِ حقیقی صرف اللہ عزوجل کی ذات ہے جس نے ہمیں اور اس آگ کو پیدا کیا ہے۔ تم اس ذاتِ حقیقی کی عبادت کی بجائے اس حقیر

آگ کی عبادت کررہے ہو جسے تم نے اپنے ہاتھوں سے روشن کیا ہے تم اس مشرکانہ فعل سے باز آجاؤ دوزخ کی آگ سے رہائی پاؤ گے۔ آتش کدہ کے پجاری نے کہا کہ تم کیسی باتیں کرتے ہو؟ یہ آگ ہماری نجات دہندہ ہے ہم اس کی عبادت کیوں چھوڑیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر آگ تمہاری نجات دہندہ ہے تو پھر اس میں ہاتھ ڈالو اگر تمہارا ہاتھ جلنے سے محفوظ رہا تو میں سمجھوں گا کہ تم صحیح ہو۔ پجاری نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو گھبرا گیا پھر کہنے لگا کہ اگر تم مسلمان یہ سمجھتے ہو کہ تم آگ سے آزاد ہو تو پھر آپ (رحمۃ اللہ علیہ) اس آگ میں کود کر دکھائیں تاکہ ہمیں آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کی بات کا یقین آسکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر آگ میں چھلانگ لگادی۔ چھلانگ لگاتے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پجاری کے بچے کو بھی پکڑ لیا۔ پجاری نے جب دیکھا تو اس نے چیخنا چلانا شروع کردیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وسیع و عریض آتش کدہ کے دوسری جانب سے باہر نکل آئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ آگ سے باہر نکلے تو وہ بچہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح صحیح سلامت تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صحیح سلامت دیکھ کر وہ پجاری تمام آتش پرست آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی کے خواستگار ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

حضور سیّدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت یہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصطبل میں موجود تمام گھوڑوں کے گلوں میں طلائی زنجیریں پڑی رہتی تھیں اور وہ چاندی کی میخوں سے بندھے ہوتے تھے۔ کسی بزرگ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ درویشی نہیں بلکہ شاہانہ انداز ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ میخیں میرے دل میں نہیں زمین میں گڑی ہوئی ہیں۔ حضرت شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پہاڑی پر موجود تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اردگرد جواہرات کے انبار لگے ہوئے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ خلقت کو وہ جواہرات عطا فرمارہے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مٹھیاں بھر بھر کر دیتے جاتے مگر وہ جواہرات کے انبار کم نہ ہوتے۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے اس خواب کا ذکر کیا کہ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ سب حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت ہے مانگنے والے آتے جاتے ہیں اور میں انہیں دیتا جاتا ہوں لیکن خزانہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتا۔

استغراقی کیفیت

ایک مرتبہ حضرت شیخ احد الدین رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے نہایت محبت سے پیش آئے۔ حضرت شیخ احد الدین رحمۃ اللہ علیہ سماع کا شوق رکھتے تھے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کی فرمائش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قوالوں کو بلایا اور سماع شروع ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دوران قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تلاوت میں اس قدر مشغول تھے کہ یہ معلوم ہی نہ ہوا کہ قوالی شروع ہوئی ہے یا نہیں یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور تمام درویش رات بھر قوالی سنتے رہے اب ان کے ناشتہ کا انتظام کرنا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا رات بھر سماع ہوتا رہا اور مجھے معلوم ہی نہ ہو سکا۔

نمک کی طرح پانی ہو جاؤ

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نمونہ تھے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بے حد پابند تھے۔ اتباع شریعت و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اپنے مریدوں کو بھی فرمایا کرتے تھے۔ خوف خدا سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت لرزہ براندم اور اشکبار رہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر زیر زمین سوئے ہوئے لوگوں کا حال معلوم ہو جائے تو تم کھڑے کھڑے گل جاؤ اور نمک کی طرح پانی ہو جاؤ۔

عارف کے دل میں عشق ہر وقت جوش مارتا ہے

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عارفوں کے ذکر کے سلسلہ میں فرمایا کہ عارف وہ شخص ہے جس پر عالم غیب سے ہر روز سو ہزار تجلیاں عکس فگن ہوں۔ ایک ہی وقت میں کئی ہزار جلوے اور کئی ہزار کیفیتیں ظاہر ہو جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عارف تمام عالم کی خبر رکھتا ہے۔ محبت کی باریکیوں کی اچھی طرح تصریح و تشریح جانتا ہے۔ عارف وہ ہے جو ہر وقت عشق کے دریا میں تیرتا رہتا ہے۔ اسرار سرمدی اور انوار الٰہی کے موتی نکال کر لاتا ہے اور پرکھنے والے جوہریوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جو دیکھتا ہے وہ پسند کرتا ہے اور اس کے عارف ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ عارف کے دل پر عشق ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر وقت دوست کی یاد میں مستغرق رہتا ہے۔ کھڑا ہو تو دوست کی یاد میں' بیٹھا ہو تو دوست کے تصور میں' سوئے تو دوست کے خیال میں۔ حتیٰ کہ عالم بیداری میں عظمت الٰہی کے گرد طواف کرتا ہے اور وہ دم بھر کیلئے بھی دوست کی یاد سے غافل نہیں رہتا۔

شریعت' طریقت اور حقیقت

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مریدوں کو ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ سلوک کی پہلی سیڑھی شریعت ہے۔ شریعت کے احکام پر پورا پورا عمل کرنا واجب ہے بال برابر بھی کسی حکم سے انحراف نہ کرنا چاہئے۔ شریعت پر عمل پیرا ہو۔ دوسرے درجہ میں طریقت پر رسائی حاصل ہوتی ہے۔ یہاں بھی استقلال شرط ہے۔ طریقت کے راستوں کو پابندی کے ساتھ طے کرنے کے بعد انسان کا اس سے بھی بلند مرتبہ یعنی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ جب وہ اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لیتا ہے تو دل پر تجلیات منکشف ہونے لگ جاتی ہیں اور مرتبہ حقیقت تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ اس مرتبہ پر پہنچ کر آدمی جو کچھ چاہتا ہے' اسے مل جاتا ہے۔

سچے مسلمان کی نشانی

خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ سلوک میں چوتھا درجہ یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کا نام سنے یا قرآن مجید میں پڑھے تو اس کا دل نرم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں جاگزیں ہو جائے۔ اعتقاد اور ایمان میں زیادتی ہو۔ اگر معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کا ذکر سننے یا قرآن شریف سننے سے دل نرم نہ ہو یا گداز میں اضافہ نہ ہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے کہ پکے اور سچے مسلمانوں کی نشانی یہ ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے قلوب روشن ہو جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتیں تلاوت کی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر یقین رکھتے ہیں۔

سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ کا فیض

شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر اپنی حکومت کے پچیس سال گزارنے کے بعد پہلی مرتبہ اجمیر شریف حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوا۔ اجمیر شریف سے پچیس میل دوری پر ہی اس نے اپنا شہنشاہی لباس اتار دیا اور سادہ لباس زیب تن کرنے کے بعد ننگے پاؤں مزارِ پاک پر حاضر ہوا۔ اورنگ زیب عالمگیر جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر پہنچا تو اس نے وہاں چند اندھوں کو دیکھا۔ اس نے اندھوں کو بلا کر پوچھا کہ تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ اندھوں نے کہا کہ ہم یہاں آنکھیں لینے آئے ہیں؟ اورنگ زیب عالمگیر نے پوچھا کہ تم کتنے عرصہ سے یہاں ہو؟ کسی نے کہا کہ وہ دو سال سے یہاں ہے اور کسی نے کہا کہ وہ دس سال سے یہاں ہے الغرض ہر ایک نے اپنا مدت قیام بیان کر دیا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے ان اندھوں سے کہا کہ تم اتنے عرصہ سے یہاں ہو اور تمہیں آنکھیں نہیں ملیں میں سلطان الہند حضرت خواجہ

غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھ کر آتا ہوں میرے آنے تک تم سب کی آنکھیں ٹھیک ہونی چاہئیں ورنہ میں تم سب کو پھانسی پر لٹکا دوں گا۔ یہ کہہ کر اورنگ زیب عالمگیر مزارِ پاک کے احاطہ میں داخل ہو گیا۔ مرتے کیا نہ کرتے ان اندھوں نے رو رو کر سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں دعائیں کرنا شروع کر دیں کہ وہ اللہ عزوجل کے حضور سفارش کریں اور ان کی بینائی لوٹ آئے۔ جس وقت اورنگ زیب عالمگیر مزارِ پاک کے احاطہ سے باہر نکلا تو ان اندھوں کی بینائی لوٹ آئی۔ اورنگ زیب عالمگیر نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اسے میری کرامت نہ سمجھنا بلکہ یہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے اور میں ان کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں۔

خدا پر توکل

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد ایک باغ اور ایک چکی ورثہ میں ملی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باغبانی کا پیشہ اختیار کر لیا اور اپنے باغ کی دیکھ بھال کرنا شروع کر دی۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے باغ میں آرام فرما رہے تھے کہ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ مجذوب تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جب انہیں دیکھا تو مہمان نوازی کے لئے انہیں ایک درخت کے سایہ میں بٹھا دیا اور انگوروں کا ایک خوان ان کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال تھے انہوں نے اپنے کشکول سے ایک کھلی کا ٹکڑا نکال کر چبایا اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کھانے کے لئے دے دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے ہی وہ ٹکڑا کھایا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کائنات بدل گئی۔ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنا کام کر کے چلتے بنے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی نے پلٹا کھایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تمام مال و اسباب راہِ خدا میں خرچ کر کے درویشی اختیار کر لی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پر بیعت ہو گئے۔

خلقت خدا دیدار کی منتظر

جوامع الکلم میں حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت خاموش، غمگین اور اداس رہتے تھے۔ کسی دم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رونے سے فرصت نہ تھی۔ دروازہ بند کیے بیٹھے رہتے تھے۔ جب زیارت کرنے والوں کا ہجوم ہوتا اور اشتیاق دیدار پایا جاتا تو خادم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا کہ خلقت خدا حضور کے دیدار کی منتظر ہے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک سرد آہ بھر کر اجازت دیتے۔ جب زائرین سامنے نظر آتے تو ان پر نظر شفقت فرماتے اور خادم کو اشارہ کرتے کے ان کی پانی کے پیالے سے تواضع کرو۔ جب تک پانی تقسیم ہوتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے رہتے۔ لوگوں کو پند و نصیحت کرتے۔ جب پانی تقسیم ہو لیتا تو سب کو رخصت فرما دیتے تھے۔

جس قدر ضرورت ہو لے لو

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیرو مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تیس برس تک عالم توکل میں رہے۔ خلقت سے عزلت اختیار کیے رکھا۔ نذر نذرانہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ باورچی خانہ کیلئے خرچ کی ضرورت ہوتی تو خادم زمین بوس ہو کر عرض کرتا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مصلے کا کونہ اٹھا کر فرماتے تھے کہ جس قدر ضرورت ہو لے لو۔ مہمانوں کیلئے خرچ کی ضرورت ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مصلے کے نیچے سے ایک مٹھی دینار اٹھا کر دے دیتے تھے، جس سے صبح و شام تک کا خرچ پورا ہو جاتا تھا۔ کوئی مسافر اور ضرورت مند آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سے خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا۔

عشق کی بارش

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے مرشد

پاک کی سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ' مولانا علاؤالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے صوفی حاضر خدمت تھے۔ سلوک اور اہل سلوک کا ذکر نکلا۔ پیرو مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سالکان راہ وہ لوگ ہیں جو سر سے لے کر ناخنوں تک دریائے محبت میں غرق ہیں۔ کوئی ساعت ایسی نہیں گزرتی کہ ان پر عالم محبت سے عشق کا مینہ نہیں برستا۔

مردانِ غیب

ایک مرتبہ مریدوں نے مردانِ غیب کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مردانِ غیب اس شخص کو کہتے ہیں جو درجہ کمال تک پہنچ گیا ہو کہ اس میں راسخ ہو گیا ہو اور اس آواز غیب پر مکاشفہ نہ کرتا ہو۔ پھر اس کو بلا کر اپنے مجمع میں بٹھا لیتے ہیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائے کہ شیخ عثمان سنجری رحمۃ اللہ علیہ میرے دوست اور پیر بھائی ہیں۔ جب ان کی مشغولیت حد کو پہنچی تو مردانِ غیب نے ان سے ملاقات شروع کی۔ ایک روز کا قصہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے اور یہ فقیر بھی ان کے پاس برابر میں بیٹھا ہوا تھا۔ یکا یک مردان غیب کی آواز آئی:

"شیخ عثمان (رحمۃ اللہ علیہ)! آؤ ہم جا رہے ہیں۔"

یہ آواز سنتے ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فوراً ہی ایک سمت چل دیئے اور ہماری نظروں سے غائب ہو گئے۔ ہمیں کچھ پتا نہ چل سکا کہ وہ کدھر گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے کا چلنے والا ترقی پر ہے تو وہ یقیناً راہِ سلوک کا سالک ہے۔ اگر کمال رکھتا ہے تو امید ہے اسے درجہ کمال نصیب ہو گا۔

درویشی حاصل کرنے کا طریقہ

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے درویشی حاصل کرنے کے بارے میں

فرمایا کہ درویشی پردہ پوشی کا نام ہے۔درویشی کے معنی یہی ہیں کہ بندگان خدا کی پردہ پوشی کی جائے۔درویش کو ان چار باتوں کی پابندی لازمی ہے۔

۱۔ اپنی آنکھوں کو اندھا کر لے تاکہ کسی کا عیب دکھائی نہ دے۔

۲۔ اپنے کانوں کو بہرہ کر لے تاکہ جو بات سننے کے قابل نہ ہو وہ نہ سن سکے۔

۳۔ زبان کو گونگ کر لے تاکہ غلط بات زبان سے نہ نکلے۔

۴۔ پاؤں کو لنگڑا کر لے تاکہ جو جگہ نہ جانے کی ہو وہاں نہ جا سکے۔

ایمان کی نشانی

ایک مرتبہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ایمان کی نشانی دریافت کی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر زبان پر جاری رہنا ہی ایمان کی نشانی ہے۔نفاق سے بیزاری، دیو اور شیطان سے حصار اور آتش ان دونوں میں کھینچا تانی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر دعا میں قوت ہے تو وہ بلا کو لوٹا دیتی ہے ورنہ بلا اتر آتی ہے۔

امروز پیشِ خلق شرمندہ کردی

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت وصال وصیت کی کہ میری نمازِ جنازہ اور مجھے غسل وہ شخص دے گا جس نے ہمیشہ کسب حلال کھایا ہو، جس کی عصر کی سنتیں اور تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہ ہوئی ہو، اس نے کبھی بے وضو آسمان کو نہ دیکھا اور کبھی حرام پر اپنے ازار کو نہ کھولا ہو۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ملک بھر سے اولیاء اللہ اور علماء اکٹھے ہوئے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کی وجہ سے کوئی بھی غسل دینے کی جرأت نہ کر سکا۔اس دوران شہنشاہ ہند سلطان شمس الدین التمش علیہ الرحمۃ جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھا وہ صفیں چیرتا ہوا آگے بڑھا اور لوگوں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ کہتا جاتا تھا کہ "امروز پیش خلق شرمندہ کردی" یعنی مرشد پاک نے آج میرا حال لوگوں کے سامنے

بیان کر کے مجھے شرمندہ کر دیا۔

عشق کی حقیقت

ایک مرتبہ ایک محفل میں ہر شخص عشق کے بارے میں اپنے تجربات بیان کر رہا تھا۔ حضرت شیخ غوث بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کی حقیقت کے بارے میں فرمایا کہ دوستو! عشق میں ہر شخص کے تجربات نئے نئے اور انداز جدا جدا ہوتے ہیں مگر حقیقی عشق وہی ہے کہ عارف حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر ہی کہہ پائے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر حیرت غلبہ عشق طاری ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ذیل کی رباعی جاری ہو گئی اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے:

آں کس کہ شناخت جاں راچہ کند
فرزند و عیال و خانماں راچہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بدہی
دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کند

"جو تجھے پہچان گیا ہے وہ اس جان کا کیا کرے گا۔ بیوی بچوں اور گھر کا کیا کرے گا۔ تو نے اسے اپنا دیوانہ بنا کر دونوں جہان بخش دیے مگر تیرا دیوانہ دونوں جہان کا کیا کرے گا؟"

فرشتہ کا لقب

حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں حصولِ علم کے لئے بخارا میں موجود تھے تو لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف سے بے حد متاثر ہوئے اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "بہاؤالدین فرشتہ" کا لقب دیا۔ یہ ایک ایسا لقب تھا جو ایک طالب علم کے لئے اعلیٰ درجے کی سند فضیلت رکھتا تھا کیونکہ خراسان اور بخارا اکناف عالم میں علم و فضل کے لحاظ

سے یکتائے روزگار تھے اور جہاں سے ایک سے ایک بڑھ کر ماہر علم موجود تھا اور وہاں کے عربی زبان کے مایہ ناز علماء وفضلاء سے ایک غیر عربی شخص کا اس طرح کا لقب پانا کم حیرت انگیز بات نہ ہے۔

استعداد اور صلاحیت کے مطابق فیض حاصل کرنا

حضرت شیخ غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا دستر خوان بے حد شاندار تھا۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ذوقِ عبادت بھی حاصل تھا۔ ایک مرتبہ ایک حاسد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آزمانے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے جب دستر خوان پر کوئی شے موجود نہ پائی تو عرض کرنے لگا کہ کیا یہ حدیث پاک صحیح ہے کہ جس نے کسی زندہ کی زیارت کی اور اس کے پاس سے کوئی شے نہ چکھی تو گویا اس نے کسی مردے کی زیارت کی۔ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات سننے کے بعد فرمایا کہ ہاں یہ حدیث معتبر ہے مگر عوام اس کے معانی سے آگاہ نہیں۔ مخلوق کی دو قسمیں ہیں اول عوام اور دوم خواص عوام سے مجھے غرض نہیں ہے۔ البتہ خواص جب آتے ہیں تو اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق فیض پاتے ہیں اور ذوق حاصل کرتے ہیں۔

عاشقوں کی گردن

ایک مرتبہ حضرت شیخ غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ پر عشق کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیامت کے روز بعض عاشقوں کی گردن میں نوری زنجیر ڈال کر فرشتے جنت کی جانب کھینچیں گے مگر وہ لوگ زنجیر کو ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے عرش کے نیچے کھسک جائیں گے کہ دیدار الٰہی سے دل کو ٹھنڈا کریں پھر حکم ہوگا کہ نور کی اور زنجیریں انہیں پہنائی جائیں۔ چنانچہ ان کی گردن میں ایسی ہزار ہا زنجیریں اور ڈالی جائیں گی مگر جب ان کو کھینچا جائے گا تو یہ شور مچائیں گے۔ اس وقت ندا آئے گی کہ دیدار کا وعدہ تو

جنت میں تھا۔ یہ سن کر وہ لوگ جنت میں داخل ہو کر اپنے دلی مقصد کو پائیں گے۔

چراغ جلانے کی کیا ضرورت ہے؟

ایک مرتبہ جب شام ڈھلنا شروع ہوئی تو ایک خادم چراغ جلانے کے لئے حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں داخل ہونے لگا۔ ایسے میں حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ حجرہ انوارِ الٰہی سے منور ہے تو بھلا چراغ جلانے کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے باوجود اس خادم نے اصرار کیا تو حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم حجرہ کے اندر جا کر بے ہوش ہو جاؤ گے کیونکہ تم میں نور کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

قرآن مجید کا حفظ ہونا

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ عالم رویا میں حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ عمر ضائع ہوگئی اور کچھ حاصل نہ کر سکا۔ دعا فرمایئے کہ قرآن مجید حفظ کر لوں۔ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کھیر کھاؤ اور سورۂ یوسف پڑھا کرو۔ شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ نے کھیر کا پیالہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے لے کر کھالیا۔ جب بیدار ہوئے تو بہت جلد سورۂ یوسف حفظ ہوگئی اور اس کے بعد جلد ہی حافظ قرآن بن گئے۔ یوں حضرت شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضانِ معرفت عام ہوا۔

سبق از بر ہونا

ایک روز حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے بیٹھے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ وضو کرنے کے بعد

نماز پڑھی اور بچے کو قرآن پاک پڑھانا شروع کر دیا۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت تھی کہ ایک ہی دفعہ میں کئی پارے پڑھا دیئے۔ حضرت رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ صرف چار مرتبہ سبق دہراتے تھے اور حفظ ہو جاتا تھا لیکن اس وقت خلافِ معمول ان کو سبق یاد نہ ہو سکا۔ پتہ لگا کہ ہرنوں کی ایک ڈار سامنے سے گزر رہی تھی جس کی وجہ سے ذہن رجوع نہیں رکھ پا رہا۔ حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکایا ہی تھا کہ اس ڈار میں سے ایک ہرنی اپنے بچے کو لئے ہوئے دوڑی آئی اور سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ حضرت رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ نے بچے کو گود میں لے لیا اور اسی وقت سبق از بر ہو گیا۔

قلب کی موافقت

حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو بندہ سعید لکھ دیتا ہے اور اسے زبان کے ذکر کے ساتھ قلب کی موافقت کی توفیق عطا فرماتا ہے اور زبان کے ذکر سے قلب کے ذکر کی جانب ترقی دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کی زبان ذکر سے خاموش ہوتی ہے تو اس کے قلب سے ذکر جاری رہتا ہے۔

غیبی امداد

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تربیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ہی کی نگرانی میں ہوئی۔ والدہ نے چاہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے نماز کے عادی ہو جائیں اس لئے والدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جائے نماز کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیا کرتی تھی اور اپنے بچے کو فرمایا کرتیں کہ جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کی جائے نماز کے نیچے سے روزانہ شکر کی پڑیا ملتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں اور انہوں نے گھبرا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ

سے دریافت کیا کہ مسعود! تم نے آج نماز پڑھی یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہاں! اماں نماز بھی پڑھ لی اور شکر کی پڑیا بھی مل گئی۔ یہ جواب سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو بہت تعجب ہوا اور وہ سمجھیں کہ اس بچے کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ اس کے بعد اکثر ایسا ہوتا کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول جاتیں تو وہ پڑیا بدستور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مل جاتی۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''گنج شکر'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

انشاء اللہ نافع ہوگا

جن دنوں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں دینی علم کے حصول میں شب و روز مصروف تھے۔ انہی دنوں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے۔ وہ جب مسجد میں تشریف لائے تو انہوں نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف دیکھا تو دریافت کیا کہ اے جوان! کیا پڑھ رہے ہو؟ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا کہ حضرت! نافع پڑھ رہا ہوں۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ نافع ہوگا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے خود ہو گئے اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی۔ جس پر حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت سے سرفراز فرمایا اور مزید علم حاصل کرنے کی نصیحت کی۔

اسرارِ عشق

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بغداد میں ایک بزرگ کی صحبت میں چند دن گزارنے کا موقع ملا۔ ہر بار جب وہ بزرگ سر بہ سجدہ ہوتے تو خدائے کریم کی بارگاہ میں نہایت عجز و انکساری سے مناجات پڑھتے کہ اے اللہ!

اگر تو نے مجھے قیامت کے دن دوزخ میں بھیج دیا تو اسرارِ عشق میں سے ایک بھید ایسا ظاہر کروں گا کہ دوزخ مجھ سے ہزار سال کی راہ دور بھاگ جائے گی۔ اس لئے کہ محبت کی آگ کے سامنے کوئی آگ سر اٹھانے کے قابل نہیں اور اگر سر اٹھائے تو تباہ ہو جائے گی۔

عشق الٰہی کی انتہاء

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غزنی میں میری ملاقات ایک ایسے درویش سے ہوئی جو اہل محبت میں سے تھا۔ میں نے سوال کیا کہ اے درویش! عشق الٰہی کی انتہا ہے یا نہیں۔ فوراً چیخ پڑے اور مجھے کہا اے چھوٹے! عشق الٰہی کی کوئی انتہا نہیں۔ محبت خدا کی آگ وہ تلوار ہے جو جس جسم سے بھی گزرتی ہے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔

چلہ معکوس

سیر الاولیاء میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پر مزید ریاضت و مجاہدات کا شوق غالب ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پیر و مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر فرمان ہو تو ایک چلہ کر لوں۔ یہ بات مرشد پاک کو ناگوار گزری اور فرمایا کہ ضرورت نہیں ہے ان چیزوں سے شہرت ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور گواہ ہیں کہ مجھے شہرت کی طلب نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ساری زندگی اس بات کی پریشانی رہی کہ پیر و مرشد کی خدمت میں کیوں ایسی بات کہی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبع مبارک کو ناگوار معلوم ہوئی۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب جاؤ اور ایک چلہ معکوس کر لو لیکن اس آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم نہ تھا کہ چلہ معکوس کیا ہوتا ہے؟ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

سے کہا کہ مجھے پیر و مرشد نے چلہ معکوس کا حکم فرمایا ہے۔لیکن میں پیر و مرشد کے رعب و جلال کی وجہ سے یہ نہیں پوچھ سکا کہ چلہ معکوس کیا ہوتا ہے۔؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے بتائیں یا پیرو مرشد سے دریافت کریں؟ شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے چلہ معکوس کی کیفیت دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چلہ معکوس یہ ہوتا ہے کہ چالیس دن یا چالیس رات پاؤں میں رسی باندھ کر کسی کنوئیں میں الٹا لٹک کر عبادت کرے۔ یہ سن کر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ معکوس کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور کچھ عرصہ کے بعد اوچ شریف میں واقع ایک مسجد کے کنویں میں الٹا لٹک کر چلہ معکوس مکمل کیا۔

عشق الٰہی میں ثابت قدمی

عشق الٰہی میں ثابت قدم رہنا مردان خدا کا خاصا ہے۔اسی طرح حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ عشق الٰہی میں تادم آخر ثابت قدم رہے۔اس ثابت قدمی کے بارے میں خود ہی ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ آج کم و بیش بیس سال ہو رہے ہیں کہ ہر شب شراب معرفت کا ایک پیالہ پینا میرا معمول ہے اور کبھی از خود رفتہ نہیں ہوا۔ بلکہ دل مزید پکار اٹھتا ہوں۔اس کے بعد ان کی مبارک آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں فریاد کرنے لگے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اے درویش! راہ فقر میں ایسے مرد بھی گزرے ہیں جو لاکھوں دریا اسرارِ الٰہیہ کے پی گئے لیکن انہوں نے کوئی نشان ظاہر نہ ہونے دیا۔اے درویش! جو عاشق اپنی محبت میں صادق اور ثابت قدم نہیں ہے۔قیامت کے دن عشاق کے درمیان شرمسار رہے گا۔

دریائے محبت میں غرق ہونا

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ پیر و مرشد حضرت

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجنوں نے سنا کہ لیلیٰ خیرات دے رہی ہے تو مجنوں فوراً اٹھا اور لکڑی کا پیالہ ہاتھ میں لے کر لیلیٰ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ لیلیٰ نے سب کو کچھ نہ کچھ دیا لیکن مجنوں کو کچھ نہ دیا اور اٹھ کر اندر چلی گئی۔ مجنوں نے ناچنا شروع کر دیا۔ لوگ طعنہ دینے لگے کہ یہ کیسا ناچ ہے۔ تجھے کچھ عطا نہیں ہوا بلکہ لیلیٰ نے تو تیری طرف توجہ تک نہیں کی اور تو رقص کر رہا ہے۔ مجنوں نے جواب دیا چلو اس نے اگر کچھ نہیں دیا اتنا تو دیکھ لیا کہ یہ مجنوں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیرومرشد کی اس بات کو سن کر مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ پیرومرشد نے فرمایا کہ فرید (رحمۃ اللہ علیہ)! اس بات کی قدر وہی جانتا ہے جو دریائے محبت میں غرق ہو اور اس کا رزق عالم غیب سے مقرر ہو۔

اسرار و انوارِ دوست

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشقوں کے دل میں جو ولولہ و زمزمہ عشق موجود ہے۔ اسی دن سے ہے جب یہ اس کے والہ و شیفتہ ہو گئے۔ تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ اتنی خوبصورت نعمتیں تمہارے دل میں سکونت پذیر ہو گئی ہیں۔ روح جو جملہ اعضائے انسانی کی بادشاہ ہے۔ تخلیق کے وقت ہی دل دے چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں عشق ہے وہاں دل ہے۔ ان باتوں کی قدر وہی جانتا ہے جس کے دل میں اسرار و انوار دوست مسکن پذیر اور عشق کے ڈیرے ہوں۔

اپنی عاقبت کیوں خراب کرتا ہے؟

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کے ارادہ سے خانقاہ میں آیا اور خرافات بکنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے نہایت محبت سے پیش آئے اور اس کی گالیوں کا جواب دُعا سے دیا پھر نہایت نرمی سے فرمایا کہ بھائی میں نے تیرا کچھ نہیں بگاڑا جو تو یہ چھری بغل میں چھپائے ہوئے میرے قتل کے لئے آیا ہے۔ ایک مسلمان کو قتل

کر کے کیوں اپنی عاقبت خراب کرتا ہے۔ اس شخص نے یہ سنا تو فوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اٹھا کر گلے سے لگا لیا اور اس کی خطا معاف کر دی۔

درویشی کا سرمایہ ناز

جود و سخا کے بارے میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسرار الاولیاء میں ایک مقام پر فرمایا ہے کہ درویش اسے کہتے ہیں جو روزانہ فتوحات کو شام تک خرچ کر دے۔ یہاں تک کہ رات کے لئے کوئی رقم باقی نہ ہے اور اگر رات ہے تو دن کے لئے کچھ باقی نہ رہے۔ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔ ایسے لوگ درویش کہلانے کے مستحق نہیں ہوتے ہیں۔ جو لنگوٹی باندھ کر چمڑے کی تھیلی گلے میں ڈال کر گلی گلی روٹی کے دو لقموں کی خاطر پھرتے رہتے ہیں اور اپنے جیسے انسانوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگ درویشی کا سرمایہ ناز ہیں جو اپنے مسند سے جدا نہیں ہوتے اور لطیف لباس زیب تن کرتے ہیں اور جو موجود ہو اس سے کھانا تیار کرا کے درویشان خدا کی تواضع کرتے ہیں اور کچھ بچا کر نہیں رکھتے۔ جو ملتا ہے اسے آگے پہنچا دیتے ہیں۔

آخرت کا خوف

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آخرت کا خوف ایسا ہونا چاہئے جس طرح امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تیس برس تک نیند سے کنارہ کش رہے۔ جب بھی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر نیند کا غلبہ ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ اے نفس! تو نے اگر اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اطاعت نہ کی تو قیامت کے دن نجات نہ پا سکے گا اور اللہ کے پہچاننے کا حق ادا کرتا رہ تا کہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو۔ ایک موقع پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی گریہ کا ذکر

کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران جب عذاب والی آیت کی تلاوت فرماتے تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور غشی طاری ہو جاتی۔ ہوش آتا تو فرماتے کہ اگر روزِ قیامت ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) رہا ہو گیا تو یہ حیرانی والی بات ہو گی۔

دنیا عورت کے روپ میں

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت جماعت خانہ کے صحن میں جھاڑو دے رہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ تو کون ہے تو اس نے جواب دیا کہ میں دنیا ہوں اور مخدوم کے مکان میں جاروب کشی کرتی ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے گھر میں تیرا کیا کام ہے؟ تو میرے گھر سے نکل جا۔ ہر چند کے میں نے اسے کہا مگر وہ باہر نہ نکلی۔ آخر میں نے ایک انگلی اس کی گدی پر رکھ کر اسے باہر دھکیلا اور باہر نکال کیا۔ الغرض یہ کہ ایک انگلی جو اس کی گدی پر لگی تھی اس کے موافق اثر ظاہر ہوا ہے۔

مہمان نوازی کی فضیلت

مہمان نوازی کی فضیلت کے بارے میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہوتے تھے تو کچھ کھائے پیے بغیر واپس نہ جاتے تھے۔ نیز فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ جبرائیل علیہ السلام کیا خبر لائے ہو؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آج حکم ہوا ہے کہ آج اللہ کے بندے کو خلعت کا خلعت پہناؤں اور خلیل اللہ کا خطاب دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ وہ کون سا بندہ ہے مجھ کو تو بتاؤ؟ تا کہ میں اس کی خاک پا کا سرمہ بناؤں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ آپ خود ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ بات

سنی تو بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو پوچھا کہ مجھے یہ بزرگی کس عمل سے نصیب ہوئی؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ کھانا کھلانے سے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قاعدہ تھا کہ جب کھانا کھانے کا قصد کرتے تھے تو پہلے مہمان کو دو میل سے بھی دور سے ڈھونڈ کر لایا کرتے تھے اور پھر اس کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص نے مسلمان بھوکے کا پیٹ بھرا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں پھلوں سے اس کا پیٹ بھرے گا۔ یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص کسی زندہ کے پاس گیا اور کچھ نہ کھایا تو گویا وہ مردود کے پاس گیا تھا اور پھر فرمایا کہ تین کھانے بے حساب ہیں۔ ایک سحری کا کھانا اور ایک افطار کا کھانا اور ایک وہ جو دوستوں کے ساتھ کھایا جائے۔

نفس اور قلب

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آدمی کے پاس دو چیزیں ہیں ایک نفس اور ایک قلب۔ جب کوئی اس کے ساتھ نفس سے پیش آتا ہے تو اس کو چاہئے کہ قلب کے ساتھ پیش آئے۔ کیونکہ نفس میں سراسر فتنہ اور لڑائی جھگڑا بھرا ہوا ہے۔ قلب سکونت و ملاطفت سے پر ہے۔ جب کوئی نفس کے ساتھ پیش آئے اور درویش اس کے جواب میں قلب کے ساتھ پیش آئے تو ضرور اس کا نفس مغلوب ہو گا۔ اگر وہ بھی نفس سے ہی کام لے گا تو فتنہ و فساد میں ترقی ہو گی۔

اہل تصوف کا لباس

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کپڑوں میں سے بہتر کپڑا سفید رنگ کا ہے۔ کیونکہ سفید رنگ نہایت پاکیزہ اور صاف ستھرا ہوتا ہے۔ اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔ پھر فرمایا کہ مشائخ اپنے مریدوں کے لئے نیلگوں رنگ کی وجہ سے اختیار کیا

ہے۔ایک تو یہ کہ یہ میلا جلد نہیں ہوتا اور اس کے دھونے میں وقت زیادہ خرچ نہیں ہوتا اور دوسرا یہ کہ یہ رنگ اہل مصائب کا رنگ ہے اور مرید اپنے گزشتہ وقت میں یادِ حق سے غیر مشغولی کی وجہ سے مصیبت میں ہوتا ہے اور تیسری وجہ یہ کہ نفس کا رنگ بھی نیلگوں ہے مگر نفس مطمئنہ کے رنگ میں سیاہی ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صوف یعنی ادنی کپڑا پہننا سنت ہے اور حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ادنیٰ سا جبہ پہنا ہوا تھا اور اس میں گیارہ پیوند لگے تھے اور جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جبہ مبارک میں بارہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جبہ مبارک میں تیرہ پیوند تھے۔

اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول

ایک مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ رحمۃ اللہ علیہ سے صبر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ صبر یہ ہے کہ جب کوئی بلا یا مصیبت اس کو پہنچے تو جزع وفزع نہ کرے نہ روئے اور رضا یہ ہے کہ دل میں اس مصیبت کو بلا و مصیبت نہ جانے اور دل کے حال میں تغیر نہ لائے یعنی گویا کہ اس کو وہ مصیبت پہنچی ہی نہیں۔ نیز فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو اس سے راضی کر دیتا ہے اور جو لوگوں کی رضامندی تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور تمام لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے۔پس انسان کو چاہئے کہ سب کی رضامندی سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضامندی میں کوشش کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا اشتیاق

حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بوقت وصال ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پلنگ پر تشریف فرما تھے۔آپ

رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ بیٹھنے کا کہا تو شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ پاس ادب کی وجہ سے نہیں بیٹھ سکتے۔ چنانچہ کرسی لائی گئی اور شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ اس کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ اس ملاقات کے دوران تمام مرید حیران و پریشان تھے کہ اس عالم میں گفتگو کس طرح ہوگی لیکن حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کو اس چیز کا اختیار ہے کہ وہ چاہیں تو موت کو اختیار کریں اور چاہیں تو زندگی کو اختیار کریں اور اولیاء اللہ انبیاء علیہم السلام کے جانشین ہوتے ہیں اس لئے ان کو بھی زندگی اور موت پر اختیار ہوتا ہے کہ وہ جسے چاہیں اختیار کریں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی کچھ عرصہ کے لئے زندگی کو اختیار کریں تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے ناقصوں کو کمال حاصل ہو۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جب شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سنی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے آبدیدہ لہجے میں فرمایا کہ میں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے نظام الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! ہمیں تم سے ملاقات کا اشتیاق ہے کیا تمہیں مجھ سے ملاقات کا اشتیاق نہیں ہے؟ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ زاروقطار رونا شروع ہو گئے۔ شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کی اس کیفیت کو دیکھ کر تمام حاضرین پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔

مقام تسلیم ورضا

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ پر چھ سال کی عمر میں مکمل حالت جذب طاری ہو گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت مدہوش رہنے لگے۔ کسی وقت حالت استغراق سے نکل کر کسی کو مخاطب کر لیتے اور ان کی بات کا جواب دے دیتے۔ بعض اوقات حسب ضرورت والدہ

سے کچھ طلب بھی کر لیتے۔ ساتویں برس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گزراوقات نہایت تنگی سے ہوتی تھی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کسی سے کسی بھی قسم کا تذکرہ نہ فرماتیں تھیں۔ چوتھے یا پانچویں روز کبھی کبھی کچھ میسر آ جاتا جس سے گزر بسر ہو جاتی وگرنہ آٹھ پہر کے بعد مغرب کے آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف پانی ہی نوش فرماتے تھے۔ اس دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ زمین پر سویا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے باکان افراد رؤسا عباد کاملین میں سے تھے۔ وہ اہل صفا کے طریقہ میں بڑی شان' اونچا مقام اور قوی ہمت رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جانگداری' تسلیم و رضا کے مرتبہ سے واصل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے راہِ سلوک میں اتنے مجاہدے کئے اور ریاضتیں کیں اور ترکِ دنیا و تجرد اپنے اوپر لازم کر لئے تھے جن کی کچھ انتہا نہیں تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام ظاہری و باطنی پابندیوں سے پاک رہنے والوں کی طرح زندگی گزارتے تھے۔ لطف و قہر کی جو بات زبان سے نکلتی تھی وہ پوری ہو جاتی تھی۔

مسئلہ فنا و بقا اور اس کی حقیقت

حضرت شمس الدین ترک نے پیر و مرشد حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا تھا کہ حضور! مجھ پر حقیقت مسئلہ فنا و بقا کی واضح کریں تو انہوں نے فرمایا کہ تمہیں زبانی طور پر اس کی سمجھ نہیں آئے گی بلکہ ایک وقت آئے گا کہ تم بظاہر خود ساری بات سمجھ جاؤ گے۔ اس بات کو کافی عرصہ گزر گیا اور یہ بات حضرت شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن سے خارج ہو گئی۔ بوقت وصال حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ بات اتفاقاً آئی کہ میں نے پیر و مرشد سے مسئلہ فنا و بقا کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ مجھے اس کے بارے میں بتائیں گے۔ چنانچہ جس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کلیر شریف پہنچے۔ جب نمازِ جنازہ پڑھنے کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملال ہوا کہ اپنے پیر و مرشد کی نمازِ جنازہ پڑھنے والا میں اکیلا شخص ہوں۔ اسی دوران ایک گھڑ سوار جس نے نقاب

اوڑھ رکھا تھا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور نمازِ جنازہ کی امامت کرنے کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دے دی۔ بعد از نمازِ جنازہ اس نقاب پوش گھڑسوار نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کو قبر مبارک میں اتارا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی رسوم تدفین سے فارغ ہونے کے بعد وہ نقاب پوش گھڑسوار واپس روانہ ہونے لگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور عرض کیا کہ مجھے اپنا چہرہ دکھائیں تاکہ جب لوگ مجھ سے سوال کریں کہ تمہارے پیر و مرشد کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی تھی تو میں ان کو جواب دے سکوں؟ حضرت شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد اصرار پر نقاب پوش سوار نے جب اپنی نقاب اٹھایا تو اس وقت حضرت شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے کیونکہ نقاب پوش سوار درحقیقت خود حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"شمس الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! تم نے ایک مرتبہ مجھ سے مسئلہ فنا و بقا کی حقیقت دریافت کی تھی تو اس مسئلہ کی حقیقت یہ ہے کہ تم نے جس کو دفنایا ہے وہ فنا ہے اور جو تمہارے سامنے موجود ہے وہ بقا ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ تم بظاہر یہ مسئلہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔"

یہ فرما کر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ نقاب اوڑھا اور جس سمت سے آئے تھے اس سمت دوبارہ روانہ ہو گئے۔

گستاخی کے مرتکب کو سزا

اقتباس الانوار میں تحریر ہے کہ بعد از وصال حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ ایک ہندو جوگی کہیں سے پھرتا پھراتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے پاس آیا۔ اس نے پہلے تو خیال کیا کہ یہ کہیں زمانہ قدیم کی ہماری عبادت گاہ نہ ہو۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ کسی مسلمان کی قبر بھی ہو سکتی ہے۔ پھر اس نے خیال کیا کہ اگر کسی مسلمان کی قبر ہوئی تو اس کو

برابر کردوں۔ چنانچہ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر ایک طرف سے سوراخ کر دیا اور اس کے اندر اپنا چہرہ داخل کر کے دیکھنا چاہا کہ اس میں کیا ہے؟ اس ہندو جوگی کا چہرہ اندر جانا تھا کہ اس کی گردن وہیں پھنس گئی۔ اس ہندو نے بہتیرا زور لگایا لیکن گردن باہر نہ نکلی۔ وہ ہندو اسی خوف سے مر گیا۔ رات کے وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے نزدیکی گاؤں میں موجود اپنے ایک عقیدت مند کو خواب میں حکم دیا کہ صبح میری قبر مبارک پر آ کر ایک کتے کو جو میری قبر مبارک کی گستاخی کا مرتکب ہوا ہے اس کو دور پھینک آؤ۔ چنانچہ وہ عقیدت مند صبح جب قبر پر آیا تو اس نے ایک شخص کو دیکھا جس کی گردن قبر مبارک میں پھنسی ہوئی تھی۔ اس عقیدت مند نے جب اس شخص کی گردن کو نکالا تو اس کی شکل کتے کی مانند تھی۔ چنانچہ اس نے اس نجاست کو قبر مبارک سے دور پھینک دیا۔

ساتویں آسمان پر قدم

ایک مرتبہ حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہوا کہ سلطان غیاث الدین تغلق حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو نقصان پہنچانے پر آمادہ ہے تو فوراً دہلی تشریف لے گئے۔ دہلی پہنچے تو خانقاہ میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے سلسلے میں محفل سماع منعقد تھی۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو حال آ گیا اور وہ کھڑے ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آستین سے پکڑ کر انہیں بٹھا دیا۔ جوش میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ پھر کھڑے ہو گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں پھر آستین سے پکڑ کر بٹھا دیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ پھر کھڑے ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اٹھ کر نوافل ادا کرنے شروع کر دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نوافل میں اس قدر مشغول ہوئے کہ سماع کی آواز بھی نہ سنائی دے رہی تھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ بھائی نظام الدین (رحمۃ اللہ علیہ) جب دوسری مرتبہ کھڑے ہوئے تو ساتویں آسمان پر قدم مار رہے تھے اور جب بھائی نظام الدین (رحمۃ اللہ علیہ) دوبارہ کھڑے ہوئے تو نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس

لئے میں نوافل میں مصروف ہو گیا۔

جنتی اور دوزخی

بچپن میں حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے باہر ہی تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جنتی اور دوزخی نمازیوں کے جوتے علیحدہ علیحدہ قطار میں لگا رہے تھے۔ عام لوگوں نے تو اسے بچے کا کھیل سمجھا لیکن جو صاحب نظر تھے وہ یہ منظر دیکھ کر رو پڑے۔ حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے جلدی سے سارے جوتے غلط کر دیئے اور حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر سینے سے لگالیا اور مسجد سے لے کر باہر نکل گئے اور پیار سے سمجھانا شروع کیا کہ بیٹا! اللہ کے راز فاش کرنا گناہ ہے۔

روحانی غذا

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک درویش حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آیا۔ جب اس کی نگاہ حضور کے چہرہ انور پر پڑی تو جمال ظاہری اور کمال باطنی کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا اور اس نے اندازہ لگایا کہ حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کی رعنائی ان کی اس غذا کی بدولت ہے جو وہ تناول فرماتے ہیں۔ چنانچہ اس درویش نے دل میں یہ عہد کر لیا کہ میں لوگوں کی دی ہوئی غذا نہ لوں گا بلکہ وہ غذا استعمال کروں گا جو کہ حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ استعمال کرتے ہیں۔ الغرض شام کو جب مہمانوں کے لئے کھانا پیش کیا گیا تو اس درویش نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور کہا میں تو وہی کھانا کھاؤں گا جو قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خاص تیار

ہوتا ہے۔خدام نے اسے سمجھایا لیکن وہ بعض نہ آیا۔خدام نے کہا بھی کہ ان کے کھانے میں کچھ تکلف نہیں ہوتا مگر وہ راضی نہ ہوتا تھا۔چنانچہ حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دی گئی۔حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دسترخوان سے اس کے لئے کھانا بھیج دیا۔اس درویش نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کھانا دیکھا تو وہ ایک نان تھا جو نمک کے بغیر تھا اور تلخ سبزی تھی۔وہ درویش یہ دیکھ کر شرمندہ ہو گیا اور اس نے اپنا سر جھکا لیا۔جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو کر اپنی اپنی خوابگاہ کی طرف چلے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس درویش کو بلایا اور فرمایا:

"اے درویش! غور سے سنو، ہماری شکل و شباہت لطیف و مزیدار خوراک کی مرہون منت نہیں بلکہ یہ اس روحانی غذا کے سبب سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہے۔"

حقیقی محبت

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ آتش عشق اور محبت حقیقی سے اس قدر حرارت رکھتے تھے گویا ہر وقت تپ محرقہ کی سی کیفیت رہتی تھی اور یہ گرمی کبھی مزاج اقدس سے علیحدہ نہ ہوتی۔

دنیا ایک سرائے ہے

حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارادت مندوں کے ایک ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"دوستو! یہ دنیا ایک سرائے ہے۔جو لوگ اس دنیا میں مسافروں کی طرح رہتے ہیں اور اس کی کسی چیز سے دل نہیں لگاتے تو جب داعی اجل سے بلاوا آتا ہے تو وہ خوشی سے اپنے اصلی ملک کا سفر کرتے

ہیں اور انہیں اس دنیا کو چھوڑنے کا ذرہ برابر بھی ملال نہیں ہوتا لیکن جو لوگ اس دنیا کو اپنا مسکن بنا لیتے ہیں انہیں اس دنیا کو چھوڑتے وقت ضرور تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ دوستو! میں تم ہی میں پیدا ہوا اور تم ہی جوان ہوا اور تم ہی میں رہ کر بڑھاپے کی منزلیں طے کر رہا ہوں۔ آج میں اس مقام پر پہنچ چکا ہوں جہاں سے انسان اپنے ملک کی طرف بڑھ جائے جہاں پر اس کا ابدی سکون موجود ہے۔ ممکن ہے کہ آج کے بعد ہم پھر ایک دوسرے سے نہ مل بیٹھیں اس لئے اگر کسی نے مجھ سے کچھ لینا ہو تو وہ مانگ لے اور اگر کسی کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو وہ اسی دنیا میں ہی اپنا بدلہ چکا لے۔''

جدھر منہ کرو اُدھر اللہ ہے

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل قلندر حضرت جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ پانی پت تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نعرہ لگاتے تھے ''اللہ بس باقی ہوس'' اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس گرد آلود تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی پت کی گلیوں میں گھومتے رہتے اور جہاں کہیں بھی خوشی کی تقریب نظر آتی تو کچھ دیر رک کر جائزہ لیتے اور پھر سر کو جھٹک کر نعرہ لگاتے ''اللہ بس باقی ہوس''۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھنے کی کوشش کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کس کو تلاش کر رہے ہیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ یونہی پھرتے ہوئے حضرت شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جا پہنچے۔ حضرت شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ چومنا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سعادت مجھے حاصل کرنے دو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ والہانہ چومنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی نعرہ بلند کرتے جاتے ''اللہ بس باقی ہوس'' حضرت شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ ' آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ اپنے گھر کے اندر لائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے سالار (رحمۃ اللہ علیہ)! تمہیں فرزند مبارک ہو کہاں ہے وہ؟ حضرت شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ عرض کیا کہ بے شک اللہ نے مجھے فرزند عطا کیا ہے مگر تین دن گزرنے کے باوجود میرے بیٹے نے آنکھیں نہیں کھولیں اور نہ ہی ماں کا دودھ پیا ہے قدرت شاید ماں کی گود زیادہ دیر تک ہری نہیں رکھنا چاہتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ کے اشارہ سے اُن کو منع کرتے ہوئے فرمایا کہ تم قدرت کے بھید نہیں جانتے کیا تم میری جلتی ہوئی آنکھیں نہیں دیکھ رہے؟ حضرت شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ زنان خانے میں گئے اور بچہ لا کر حضرت جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بانہوں میں تھما دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والہانہ بچے کو چومنا شروع کر دیا اور پھر قرآن مجید کی آیت تلاوت کی جس کا مفہوم تھا کہ جدھر منہ کرو اُدھر اللہ ہے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنی ولادت سے مسلسل رو رہے تھے اور اس دوران آنکھیں کچھ دیر کے لئے بھی نہ کھولیں تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ آیت سنی تو آنکھیں کھول دیں اور رونا بند کر دیا۔ حضرت جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کی ماں سے کہنا یہ اللہ کا مہمان ہے اس کی خاطر مدارت میں کوئی کسر باقی نہ رکھے۔ جس وقت حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ والدہ کی آغوش میں پہنچے اور انہوں نے دودھ پلانا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ والہانہ دودھ پینا شروع ہو گئے۔ حضرت شیخ سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خاطر تواضع کرنا چاہی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ برادر! آج تو نے جو میری تواضع کی ہے وہ مجھے قیامت تک یاد رہے گی۔ یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ حضرت جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک اٹک شہر کے نزدیک دریائے اٹک پر واقع ہے۔

مجھے علی بنا دے

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ بارہ برس تک پانی میں

کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مباوک کا سارا گوشت مچھلیاں کھا گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مطلقاً کچھ خبر نہ ہوئی۔ بارہ برس بعد ندائے غیبی آئی کہ اے شرف الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! مانگ کیا مانگتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ الٰہی! مجھے علی بنا دے۔ ندا آئی کہ تجھے علی کیسے بنایا جا سکتا ہے کیونکہ علی تو ایک ہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا اصرار جاری رکھا۔ ندائے غیبی آئی کہ ہم تجھے علی کو بو عطا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی بو عطا کر دی گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خوشبو آیا کرتی تھی۔ کچھ عرصہ بعد لوگوں نے ازحد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "بوعلی" کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام سے زیادہ اپنے لقب سے مشہور ہو گئے۔

حضور اسی بات کا رونا ہے کہ سمجھ نہیں آئی

ایک مرتبہ علاؤ الدین خلجی نے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجنے کا ارادہ کیا لیکن اُس کو اپنے دربار میں کوئی بھی اس قابل نہ لگا کہ جس کو وہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجتا۔ بالآخر اتفاقِ رائے سے یہ طے ہوا کہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا جائے۔ چنانچہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے مرشد پاک حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر ان کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے ایک امیر کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اجازت کے لئے بھیجا تو انہوں نے اجازت دے دی۔ چنانچہ چند روز بعد حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے تین دن کی مسافت پر موجود پانی پت پہنچے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور نہایت ہی شفقت و محبت سے پیش آئے۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے علاؤ الدین خلجی کے بھیجے ہوئے تحائف خدمت میں پیش کئے تو حضرت

بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خسرو (رحمۃ اللہ علیہ)! اگر خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ درمیان میں نہ ہوتے تو میں یہ تحفے ہرگز قبول نہ کرتا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی خاطر مدارت کی اور ان سے کلام سنانے کی فرمائش کی۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی یہ غزل سنائی:

اے کہ گوئی ہیچ مشکل چون فراق یار نیست
گر امید وصل باشد ہم چناں دشوار نیست

اسی نشست میں حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غزل سنائی:

وہیم خسروان بر ما لعل استراست
خسرو کسے کہ خلقت تجرید برسراست

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ پر یہ غزل سنتے ہی رقت طاری ہو گئی۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ عزیزم کچھ سمجھ آئی؟ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! اسی بات کا تو رونا ہے کہ سمجھ نہیں آئی۔

بے عیب ذات

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید اولاد سے محروم تھا۔ اس مرید کے دل میں کئی مرتبہ خیال آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا یہ مسئلہ بیان کرے مگر ہمت نہ پاتا۔ ایک روز اس مرید نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں اور میری بیوی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کرنا چاہتے ہیں کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر آنا پسند فرمائیں گے۔ نیز میری بیوی یہ چاہتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب ہمارے گھر تشریف لائے تو وہ خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دھلوائے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مرید کی طرف دیکھا اور دعوت قبول فرماتے ہوئے کہا کہ دیکھو! میں تمہارے گھر ضرور آؤں گا' دعوت بھی کھاؤں گا اور تمہاری بیوی کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ مقررہ دن پر اس مرید کے گھر پہنچے

تو مرید نے عرض کیا کہ حضور! میری بیوی اور میری بھی یہ خواہش ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے لئے اولاد کی دُعا فرمادیں۔اس دوران اس مرید کی بیوی کھانا تیار کرتی رہی اور جب وہ کھانا پکا چکی تو اس نے غسل کیا اور پاک صاف لباس زیب تن کیا اور اپنے ہاتھوں میں طشت و آفتابہ پکڑے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دھلوانے کے لئے حاضر ہوئی۔اس عورت کا حسن قیامت خیز تھا۔حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس عورت کی طرف دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر جذب و مستی کا عالم طاری ہوگیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ کھانے کا ہوش رہا نہ دُعا کا خیال آیا۔بس ایک ہی فقرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر جاری تھا:

"بے عیب ذات اللہ کی! اللہ بس' باقی ہوس"

یہ حالت جذب و مستی اس قدر گہری طاری ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چیز حتیٰ کہ نماز بھی ترک کردی اور اپنی حالت میں ہی مست و بیگانہ ہوگئے۔

عاشقانِ الٰہی کا مقام

ایک مرتبہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ 'حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے جنگل میں تشریف لے گئے۔جب وہ حضرت بوعلی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کے نزدیک پہنچے تو انہیں ایک شیر نظر آیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیر کو دیکھ کر فرمایا:

"یہ عاشقانِ الٰہی کا مقام ہے تیرا اِدھر کچھ کام نہیں۔"

شیر نے یہ سنا تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کی طرف بڑھ گیا۔شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی شیر کے پیچھے پیچھے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کی جانب بڑھے۔حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جب قیام گاہ کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ مزید چار شیر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کے اندر موجود ہیں۔یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر حضرت شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو قدرے دہشت معلوم ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ گھبرا کر پیچھے کی جانب ہٹے۔اسی دوران حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔انہوں

نے یہ منظر دیکھا تو حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''تم ہمارے رازداروں میں سے ایک ہو۔ آؤ ہم تمہیں شیروں کا تماشا دکھائیں۔''

حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے شیروں کی جانب دوبارہ دیکھا تو وہ آپس میں کھیل کود کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ چاروں شیر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں سے لپٹ گئے اور ان کے قدموں میں کھیلنے لگے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جلال الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! یہ اللہ عزوجل کے عاشقوں کا مقام ہے۔''

عبادت میں سکون

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کنویں میں چوہا گر کر مر جائے تو مردہ چوہا کنویں سے نکالنے کے بعد چند ڈول پانی بھی نکالتے ہیں اس طرح کنویں کا پانی صاف ہو جاتا ہے اور ہرگز پلید نہیں رہتا اس طرح اگر تم اپنے گناہوں سے توبہ کر لو اور وہ گناہ دوبارہ دہراؤ نہیں اور حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام اور اپنے مردہ نفس کو باہر نکال پھینکو تو یقیناً تمہیں عبادت میں راحت اور سکون ملے گا۔

داڑھی کی شرعی حالت

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پر اکثر کیفیت جذب و سکر طاری رہتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی کئی دن اس حالت میں مستغرق رہتے تھے اور اپنے ظاہر کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ ہوش باقی نہ رہتی تھی۔ کتب سیر میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ کیفیت جذب و سکر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر مغلوب ہوئے کہ کئی دنوں تک ظاہری ہوش نہ رہا۔ اس حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریش مبارک بہت بڑھ گئی۔ پانی پت کے مفتی حضرات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت زور دیا

کہ اپنی ریش مبارک کو کٹوائیں اور اسی شرعی حالت میں لائیں۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت سکر طاری تھی اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی باتوں پر کچھ توجہ نہ دی اور اپنی حالت میں مست رہے۔

ایک دن تنگ آ کر پانی پت کے مشہور مفتی، مفتی ضیاء الدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قینچی منگوائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریش مبارک کو پکڑ کر قینچی سے کاٹ کر شرعی حالت میں کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دوران خاموش بیٹھے رہے۔ جب مفتی ضیاء الدین واپس چلے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اے ریش! تو کتنی مبارک ہے جو دوبارہ شرعی حالت میں آ گئی۔''

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی بشارت

روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ جب والدہ کے پیٹ میں موجود تھے تو ان کو ایک رات حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی زیارت ہوئی اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے فرمایا:

''اے میری بیٹی! میں تم کو یہ بشارت سنانے آئی ہوں کہ تمہارا فرزند اللہ عزوجل کا محبوب اور اُس کی مخلوق کا برگزیدہ نامور قلندر ہو گا اور اس کی ذات پاک سے اللہ عزوجل بہت سے گنہگاروں کی توبہ قبول کرے گا۔ اے میری بیٹی! جب یہ پیدا ہو تو اس کے دونوں کانوں میں بلند آواز سے کلمہ طیبہ کی آواز پہنچا دینا اور اپنے فرزند کو میرا اسلام کہنا۔''

چنانچہ جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور یہ یقین کر لیا کہ میرا فرزند اللہ عزوجل کا محبوب اور اس کے دین کا خیر خواہ ہو گا۔

ہماری روٹی بھی پک چکی ہوگی

ایک مرتبہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ روٹی پکا رہے تھے کہ اسی اثناء میں شہر کا قاضی ادھر سے گزرا۔ اس نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روٹی پکاتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ روٹی پکا رہے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی کی بات سنی تو اسی وقت روٹی کو آگ میں دبا دیا اور خود اپنا چہرہ چادر سے ڈھانپ لیا اور مراقبے میں بیٹھ گئے۔ جب رمضان المبارک کا سارا مہینہ گزر گیا اور عید الفطر کا دن آ گیا تو قاضی ایک مرتبہ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا۔ اس نے اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عبادت میں مشغول دیکھا تو کہنے لگا کہ یا حضرت! رمضان المبارک کا مہینہ تو اب ختم ہو گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ پھر تو اب ہماری روٹی بھی پک چکی ہوگی۔ اتنا کہتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آگ میں سے روٹی نکالی تو وہ اسی حالت میں تھی۔

محبوب کا عشق حقیقی

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کیفیت کے بارے میں اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں محبوب کے عشق حقیقی میں ہمہ وقت آگ پر محو رقص ہوں۔ کبھی غلطی سے خاک میں لوٹتا ہوں اور کبھی سولی پر چڑھتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس عشق میں اس قدر بدنام ہو گیا ہوں اور اب پکار رہا ہوں۔ اے پاکباز! اب تو میرے پاس آ جا۔ میں رسوائی سے کسی بھی طرح نہیں ڈرتا اور بازار میں کھلے عام رقص کر رہا ہوں۔ اے مطرب ساقی! آ اور اپنے سماع وشوق سے مجھے نواز تا کہ میں اس کے وصل کی خوشی میں قلندرانہ طور پر رقص میں محو رہوں۔ اگر تم صوفی بننا چاہتے ہو تو آؤ تا کہ میں تمہیں خرقہ پہنا دوں۔ یہ کیسی خوبصورت زنار ہے جس کو دیکھ دیکھ کر میں محو رقص ہوں۔ لوگ بار بار مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ اے گداگر! کیوں ناچ رہے ہو؟ وہ نہیں جانتے میرے دل میں وہ راز کی طرح پوشیدہ

ہے جس کی وجہ سے میں محورقص ہوں۔ گو کہ دنیا والے مجھ پر اس کے باعث ملامت کرتے ہیں مگر مجھے اپنے اس ذوق وشوق پر بے حد ناز ہے کہ میں اپنے محبوب کے سامنے محورقص ہوں۔

توحید ورسالت کی حقیقت

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ توحید ورسالت کی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دونوں جہاں کے سورج نے ہمیں روشن کر دیا۔ عرش سے لے کر فرش تک ہر جسم اس کے نور میں شرابور ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور ہمیں رات دن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا عادی بنا دیا ہے۔ فرشتوں کے لئے کام مشکل اور دشوار ہے وہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے باعث آسان کر دیا گیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی راہ میں جو چیز دشوار تھی رفتہ رفتہ وہ ہمارے لئے آسان کر دی گئی۔ آسمانوں اور ستاروں میں جانا ہمارے لئے کوئی دشوار نہیں ہے اس لئے کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرشِ علاء پر تشریف لے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر۔ یہ سب پروردگارِ عالم کا فضل وکرم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہمان بن کر عرش پر تشریف لے گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی معیت میں ان کے دربان ہیں اور تیز رفتار براق ان کے نیچے ہے۔ ہمارے لئے صحرائے لایزال ایک میدان بن گیا۔ اس بارگاہِ الٰہی میں وحدت وکثرت کا کیا کام ہے؟ وہاں تو لاکھوں بھی ہوں تو سب ایک ہو جاتے ہیں۔ جس ذاتِ اقدس کی ظاہری شکل وصورت نہیں تھی وہ ہمارے لئے آشکارا ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار اس کے شیدائی خلوتوں میں کرتے ہیں۔ ہمارے لئے اس کا دیدار سہل ہو گیا۔ اس ذاتِ برتر وعالی کا دیدار مسکراتی ہوئی کلیوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کے دیدار کرنے سے عجب عجب طرح کے کاموں کے بھید ظاہر ہوتے ہیں اس لئے کہ اس کی بنائی ہوئی صفات سے ہم نے اس کا دیدار کر لیا ہے۔ مگر یہ سب کچھ معرفت کے باعث حاصل ہوتا ہے۔ میں نے دنیا کے صنم کدوں کی بڑی سیر کی ہے لیکن افسوس کہ خود پرستی کو ہی لوگوں نے ایمان سمجھ لیا ہے۔ اس کی رحمتوں کا سمندر تو بہت ٹھاٹھیں مارتا ہے۔

اس کو جو کوئی دیکھنا چاہے تو ایسی کشتی سے دیکھے کہ جس کی کوئی انتہاء نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے عشق کی مستی

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے عشق کی مستی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں بے نام اور بے زبان ہوں۔ میں اپنی دھن میں مگن رہتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے عشق میں مست ہوں۔ میں پاک ورد میں مشغول رہتا ہوں۔ اگر ساقی مجھے جام پلا دے تو میں مست ہو جاؤں۔ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں' بادشاہ بھی ہوں' گداگر بھی ہوں۔ جدائی کے غم کے باوجود میں اس کے عشق میں ڈوبا ہوا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسا مرغ ہوں جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں' لامکان کے سوا میں کسی کو نہیں جانتا' میں قدسیوں کے تخت پر بیٹھا ہوا ہوں اور اپنی مستی کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہوں۔

غیبت نے تمام ثواب ضائع کر دیا

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ سفر پر تھا۔ دورانِ سفر ہم نے ایک سرائے میں قیام کیا۔ رات کے وقت میرے والد بزرگوار نے مجھے تہجد کی نماز کے لئے اٹھایا۔ میں نے وضو کیا اور تہجد کی نماز ادا کی۔ تہجد کی نماز کے بعد والد بزرگوار تو اپنے معمول کے اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے جبکہ میں فارغ تھا۔ میں نے سرائے میں گھومنا پھرنا شروع کر دیا تو دیکھا کہ تمام مسافر اس طرح سوئے ہوئے تھے جیسے ان کی حالت مردوں کی سی ہو۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کاش یہ بھی اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھ لیتے تو کیا حرج ہوتا؟ میں نے اس بات کا ذکر اپنے والد بزرگوار سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تم بھی ان مسافروں کی طرح سوئے رہتے تو بہتر تھا کیونکہ یہ سوئے ہوئے مسافر تم سے بہتر ہیں جبکہ تم جاگ کر تہجد پڑھتے ہوئے بھی غیبت کر کے اپنا تمام ثواب ضائع کر رہے ہو جن کی تم غیبت کر رہے ہو وہ تمہاری تہجد کا ثواب لے گئے ہیں۔

حق بندگی کی ادائیگی

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جنگل سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک نورانی چہرے والے بزرگ کو بھاری بھرکم چیتے پر سوار آتے دیکھا۔ میں نے جب چیتا دیکھا تو میں نے درخت کے پیچھے چھپنے کی کوشش کی۔ ان بزرگ نے مجھے آواز دے کر بلایا اور کہا کہ اس جانور سے مت ڈرو بلکہ اللہ سے ڈرو کیونکہ اگر انسان اللہ کے احکام کی پابندی کرتا ہے تو یہ چیتا اس شخص کا حکم بجالاتا ہے اور مجھے بھی یہ مقام صرف حق بندگی کو ادا کرنے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

عقل کے اندھے دل کے نزدیک ہو کر بھی دور ہوتے ہیں

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جامع مسجد میں تقریر کر رہا تھا۔ اہل محفل مردہ دل تھے اور کسی کے دل پر میری تقریر کا کچھ اثر نہ ہو رہا تھا۔ میں نے اس وقت اپنا بیان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے متعلق شروع کیا ہوا تھا کہ ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ میں سامعین کی بے حسی پر افسوس کر رہا تھا۔ دوران تقریر میں نے ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا کہ میرا دوست میرے زیادہ قریب ہے جبکہ میں اس سے دور ہوں اور کس قدر بدنصیب ہوں میں کہ دوست پہلو میں ہے اور میں اس سے جدا ہوں۔ اس دوران ایک مرد قلندر وہاں سے گزرا۔ اس نے جب یہ شعر سنا تو اس نے بے اختیار نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ اس مرد قلندر کے نعروں نے حاضرین محفل پر بھی مستی کی کیفیت طاری کر دی اور وہ بھی بے اختیار نعرے لگانا شروع ہو گئے۔ میری کیفیت بھی اس وقت کچھ مختلف نہ تھی میری زبان سے اس وقت بے اختیار نکلا کہ اہل دل اگر چہ دور

رہتے ہوئے بھی دل کے قریب رہتے ہیں مگر عقل کے اندھے دل کے نزدیک ہو کر بھی دور رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ لوگ خدا کو تلاش کرتے ہیں کبھی جنگلوں میں، کبھی پہاڑوں میں مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ تو ان کے دل کے اندر ہے اور اسے جب بھی دیکھنا ہو ذرا سی گردن خم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اسے ہر وقت دیکھا جا سکتا ہے۔

علم کی قدر و قیمت

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گزر ملک عراق کے کسی شہر سے ہوا۔ میں نے دیکھا کہ قاضی شہر محفل لگائے بیٹھا ہے اور اس محفل میں امراء کی کثیر تعداد موجود ہے۔ میرے کپڑے اس وقت پھٹے ہوئے تھے اور میری حالت نہایت خراب تھی۔ ان لوگوں نے مجھے کم حیثیت جانتے ہوئے مجھے اس محفل سے باہر نکال دیا۔ میں محفل سے نکلنے کے بعد ایک طرف جا کر بیٹھ گیا۔ اس وقت محفل میں کسی نقطہ پر زور و شور سے بحث جاری تھی اور وہ اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے میں ناکام تھے۔ میں نے دور سے صدا لگائی کہ اگر قاضی شہر پسند کریں تو میں یہ مسئلہ حل کر سکتا ہوں۔ قاضی شہر نے میری صدا سن کر مجھے اجازت دے دی اور میں نے ان کا وہ مسئلہ حل کر دیا۔ قاضی شہر نے اپنا عمامہ مجھے دینا چاہا تو میں نے انکار کر دیا کہ اگر میں نے عمامہ پہن لیا تو پھر میری آنکھوں پر بھی چربی چڑھ جائے گی اور غریب لوگ مجھے حقیر و کمتر محسوس ہوں گے اور پھر مجھے لوگوں کی لعنت و ملامت کے الفاظ سننے پڑیں گے۔

حقیقت حال

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بغداد شہر کی جامع مسجد کی سیڑھیاں اس حالت میں چڑھ رہا تھا کہ میرے پاؤں میں جوتی نہ تھی۔ میں نے اللہ عزوجل سے اس کا گلہ کیا کہ یاالٰہی! اب میرا یہ حال ہے کہ میرے پاؤں میں جوتی بھی نہیں

ہے۔اللہ عزوجل سے دل میں یہ گلہ کرتے ہوئے میں جب جامع مسجد کے دروازے پر پہنچا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے دونوں پاؤں نہ تھے میں فوراً سجدہ میں گر پڑا اور اللہ عزوجل سے معافی مانگی اور شکر ادا کیا کہ الٰہی! کیا ہوا جو تو نے مجھے جوتی نہ دی مگر چلنے کو دونوں پاؤں تو دیئے ہیں جن سے تو نے اس شخص کو محروم رکھا ہے۔

پسینہ کی جگہ خون بہادو

حضرت شیخ بدرالدین موئے تاب رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں نے دورانِ سفر کھیر پکائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھیر دیکھتے ہوئے فرمایا کہ اس میں خیانت ہوئی ہے اس لئے میں اسے نہیں کھا سکتا۔ احباب پریشان تھے کہ ان سے کیا خیانت سرزد ہوگئی ہے۔ اس دوران دو خادمین آگے بڑھے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور! دودھ اُبل رہا تھا اور لگ رہا تھا کہ باہر گر پڑے گا اس لئے ہم نے تھوڑا سا دودھ اس خیال سے پی لیا کہ کہیں زمین پر گر کر ضائع نہ ہو جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ اور تیز دھوپ میں کھڑے ہو جاؤ جب تک تمہارے جسموں سے اتنا پسینہ خارج نہ ہو جائے۔ کچھ دیر بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حجام کو بلوایا اور اس سے کہا کہ ان کا جتنا پسینہ زمین پر گرا ہے اتنا ہی میرا خون فصد کے ذریعہ سے جسم سے نکال کر زمین پر گرادے۔

حضرت شیخ بدرالدین موئے تاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبت و عزیز داری کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ نامناسب رعایت کی جائے ہر لغزش و خطا پر گوشمالی ضروری ہے اور کسی کو بخشایا گناہوں پر دلیر کرنا ہے محبت کرو مگر اتنی کرو کہ پسینہ کی جگہ خون بہادو مگر غلطیوں اور گناہوں پر اغماض نہ کرو کہ یہ محبت نہیں بلکہ عداوت ہے۔

صدہا اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو ان کی کھوئی ہوئی دولت مل گئی

حضرت شیخ بدرالدین موئے تاب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک مرتبہ ایک زبردست

اور صاحب حال ولی آئے جو کہ بہت جلالی تھے اور ان کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ جب کسی ولی سے گفتگو کرتے تو ذراسی اختلافی بات پر اس ولی کا سب کچھ ضبط کر کے آگے چل پڑتے۔ اس طرح انہوں نے کئی اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی ولایت ضبط کی۔ جس وقت وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو جنگل کی اُبلی ہوئی گھاس کھانے کے لئے پیش کی جو ان کے خلق سے نیچے نہ اتری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جلال میں آ کر فرمایا کہ تو اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی متاعِ حیات چھینتا پھرتا ہے اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تمام ولایت سلب کر لی۔ وہ مہینوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بیٹھے رہے بالآخر ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑے اور رحم کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس شرط پر معاف کروں گا کہ تم نے جن جن لوگوں کی ولایت کو سلب کیا ہے انہیں لٹا دو۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت صدہا اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو ان کی کھوئی ہوئی دولت مل گئی۔

حضرت سیّد شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا واقعہ

حضرت سیّد شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابتدائے جوانی میں میں کشتی لڑا کرتا تھا۔ ایک روز رامتین میں کشتی لڑنے میں مصروف تھا کہ حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر اس اکھاڑے سے ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دیوار کے سائے میں کھڑے ہو گئے اور مجھ پر غور کرنا شروع کر دیا۔ حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے خدام نے دریافت کیا کہ مخدوم! آپ رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں جو کہ بدعت میں مشغول ہیں انہیں دیکھ رہے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں اس میدان میں ایک مرد ہے اور اس صیدگاہ میں ایک ایسا شکار ہے کہ کاملین زمانہ اس کی صحبت سے فیضیاب ہوں گے کیونکہ اس کی پرواز نہایت بلند ہے اور میں اسی مردِ مومن کے انتظار میں ہوں کہ وہ میرے

جال میں پھنس جائے۔اسی دوران میری نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو میرے دل کا پردہ ایک ہی نظر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کے جال میں پھنس گیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قوتِ جاذبہ نے مجھے اپنی جانب کھینچ لیا اور میں والہانہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جا پہنچا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بیعت سے سرفراز فرمایا اور ریاضت ومجاہدے کے بعد حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خلافت سے سرفراز فرمایا۔

یہ عمل خلافِ شریعت ہے

رامتین کے ایک باغ میں حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کپڑے دھوئے۔ بعدازاں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں خشک کرنا چاہا تو احباب سے فرمایا کہ انہیں کانٹوں کی باڑ پر نہ پھیلانا کہیں ایسا نہ ہو کہ باڑ کو نقصان پہنچ جائے۔اسے درختوں کی شاخوں پر بھی نہ پھیلانا کہیں شاخیں ٹیڑھی نہ ہو جائیں۔اسے زمین پر بھی نہ پھیلانا تاکہ مویشیوں کی گھاس خراب نہ ہو جائے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سن کر احباب عاجز آ گئے اور کہنے لگے کہ پھر انہیں کس طرح خشک کیا جائے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انہیں میں اپنی پیٹھ پر پھیلا لیتا ہوں اور پیٹھ سورج کی جانب کر لیتا ہوں اس طرح یہ خشک ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کپڑے اسی طرح سکھاتے تھے۔

حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر میری وجہ سے باڑ کو نقصان پہنچا یا کسی درخت کی شاخ ٹیڑھی ہوگئی یا پھر مویشیوں کی گھاس خراب ہوگئی تو پھر میں کیا جواب دے سکوں گا؟ کیا عذر پیش کروں گا؟ یہ عمل خلافِ شریعت ہے اور دوسروں کی ملکیت میں تصرف جائز نہیں ہے۔

توبہ بندگیوں کا سر ہے

حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ کرتے رہو کیونکہ یہ

تمام بندگیوں کا سر ہے۔ توبہ یہ نہیں ہے کہ تم زبان سے کہو کہ میں توبہ کرتا ہوں بلکہ توبہ یہ ہے کہ تم اپنے گناہوں پر دل میں پشیمان ہو اور نیت کرو کہ آئندہ اس گناہ کی جانب نہ لوٹو گے اور ہمیشہ اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو۔ گریہ وزاری کثرت سے کرو اور ایسی کرو کہ توبہ کا اثر اپنے باطن میں مشاہدہ کرو تا کہ تائب کا نام تم پر صادق آسکے۔

علماء امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ ہیں

حضرت سید شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمہیں چاہئے کہ تم علماء کی خدمت میں رہو اور ان کی صحبت سے فیض حاصل کرو کیونکہ علماء امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ ہیں۔ جاہلوں کی صحبت سے بچو اور دنیاداروں کی صحبت اختیار نہ کرو کیونکہ ان کی صحبت تمہیں اللہ عزوجل سے دور کر دیتی ہے۔

مردِ مومن کی بشارت

حضرت سید بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار نامور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ۷۱۸ ہجری میں شہر بخارا میں پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ عارف باللہ عبداللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مریدوں کے ہمراہ کھڑے تھے کہ اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ بخارا شریف کی جانب متوجہ ہوئے اور فضا میں کچھ سونگھنا شروع کر دیا۔ پھر کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا کہ میرے وصال کے ایک سو ستاون برس بعد بخارا میں ایک مردِ مومن جس کا نام بہاؤالدین محمد نقشبندی (رحمۃ اللہ علیہ) پیدا ہوگا جو میری نعمت خاص سے سرفراز ہوگا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے ایک سو ستاون برس بعد بخارا میں حضرت سید بہاؤالدین محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

عنایت الٰہی کے دروازے کھل گئے

حضرت سید بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں ایک مرتبہ نو ماہ تک مجھ پر فیض کا دروازہ بند ہوگیا۔ اس دوران میری حالت دیدنی تھی میں بے حد کمزور ہو گیا تھا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے مخلوق کی خدمت کرنی چاہئے۔ ایک دن اسی حال میں میرا گزر ایک مسجد پر ہوا جہاں میں نے یہ شعر لکھا دیکھا:

اے دوست بیا کہ ماتر ائیم
بیگانہ مشوکہ آشنائیم

میں نے جب یہ شعر پڑھا تو مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور پھر عنایت الٰہی کے بند دروازے مجھ پر دوبارہ کھل گئے۔

گائے گوسالہ سفید پیشانی جنے گی

حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ روایت کرتی ہیں کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ چار برس کے ہوئے تو اس وقت میرے پاس ایک گائے تھی جو حاملہ تھی۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا کہ یہ گائے گوسالہ سفید پیشانی جنے گی چنانچہ چند ماہ بعد جب گائے کے بچھڑا ہوا تو وہ گوسالہ تھا۔ اس وقت جنھوں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تھی وہ اب حیران ہو رہے تھے۔

ہم بھی قربانی کرتے ہیں

حضرت سید بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے بیت اللہ شریف لے گئے۔ جس روز حاجی قربانی کر رہے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج ہم بھی قربانی کرتے ہیں اور ہمارا ایک لڑکا ہے ہم اسی کو قربان کر دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جو مریدین تھے

انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کو تاریخ کے ساتھ لکھ لیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس بخارا پہنچے تو معلوم ہوا کہ جس روز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی تھی اسی روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا فوت ہو گیا تھا۔

ان کی جانب توجہ نہ کر سکا

حضرت خواجہ سیّد بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز بخارا سے نسف کی جانب جا رہا تھا تا کہ حضرت سیّد میر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔ جب میں رباط جغراتی میں پہنچا تو میری ملاقات ایک سوار سے ہوئی۔ وہ چرواہوں کی مانند ایک بڑی لکڑی ہاتھ میں لئے اور نمدہ پہنے میرے پاس آیا اور اس لکڑی سے مجھے مارا اور ترکی زبان میں مجھ سے فرمایا کہ کیا تو نے گھوڑے دیکھے ہیں؟ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے کئی مرتبہ میرا راستہ روکا اور لکڑی ماری۔ میں نے اس سے کہا کہ میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ وہ رباط قراول تک میرے پیچھے آئے اور مجھ سے کہا کہ آؤ کچھ دیر بات کریں مگر میں نے کچھ توجہ نہ کی۔ جب میں حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے حضرت خضر علیہ السلام کی جانب کچھ توجہ نہ کی۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ تھا اس لئے ان کی جانب توجہ نہ کر سکا۔

جو کچھ پایا محبت فقر سے پایا

حضرت سیّد بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ پایا وہ محبت فقر سے پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دولت خانہ میں موسم سرما میں خاشاکِ مسجد ہوا کرتا اور موسم گرما میں پرانا بوریا ہوتا تھا۔ ہر چیز بالخصوص طعام میں حلال کی رعایت اور شبہات سے اجتناب میں نہایت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو بیان کرتے تھے:

”عبادت کے دس جزو ہیں جن میں سے نو کسب حلال ہیں اور ان میں سے ایک باقی عبادات ہیں۔“

ولایت ایک نعمت ہے

حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ولی باغ میں آئے اور باغ میں موجود درختوں کے پتے اسے ”یا ولی اللہ“ کہہ کر پکاریں تو اسے چاہئے کہ وہ ان کی جانب کچھ التفات نہ کرے بلکہ بندگی و تضرع میں اس کی کوشش ہر لحظہ زیادہ ہو۔ اس مقام کا کمال صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل کا جتنا بھی انعام واکرام ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں عاجزی اور بندگی اسی قدر بڑھتی جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وجہ سے فرماتے تھے کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولایت ایک نعمت ہے اور ولی کو چاہئے کہ وہ یہ جانے کہ میں ولی ہوں تاکہ اس نعمت کا شکر ادا کرے۔ عنایت الٰہی ولی کے شامل حال ہوتی ہے اور اس کے لئے افعال واقوال میں استقامت درکار ہوتی ہے اور خوارقِ عادات اور احوال وکرامات کے ظہور کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

بے شمار فوائد روحانی حاصل ہوئے

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے سے بیشتر ہندوستان بھی تشریف لائے تھے اور یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف مناصب کی پیش کش بھی ہوئی مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ٹھکرا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس سفر کے دوران لاہور بھی تشریف لائے۔ ان دنوں لاہور شہر کے ایک باغ و قبرستان کے قریب ایک مجذوب صاحب احوال تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے حال سے آگاہی ہوئی تو اس کے پیچھے پیچھے پھرنا شروع کر دیا۔ وہ جس وقت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا تو گالیاں دینا شروع کر دیتا۔ کبھی وہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پتھر مارتا تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے متنفر ہو کر بھاگ جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی طلب صادق کی وجہ سے ان کا پیچھا نہ چھوڑتے یہاں تک کے ایک روز اس مجذوب کی رگِ مہربانی حرکت میں آئی اور اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلا کر حصولِ مراد کے لئے دعائیں دیں جن کی برکت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار فوائد روحانی حاصل ہوئے۔

بے نفسی اور بردباری میں بے مثل

''صاحب زبدۃ المقامات'' بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد کے ایک گوشہ میں تنہا بیٹھا اوراد و وظائف میں مشغول تھا کہ مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک فقیر دوسرے فقیر سے اولیاء اللہ کا تذکرہ کر رہا تھا اور اس نے اپنی بات کے دوران کہا کہ میں نے عمر بھر میں ایک شخص کو دیکھا ہے جو بے نفسی اور بردباری میں اس زمانہ میں بے مثل ہے اور پھر اس نے حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا۔

چبوترے سے نیچے گر جاؤں گا

روایات میں آتا ہے کہ ایک عمر رسیدہ بزرگ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ جب جماعت کے لئے صف بندی شروع ہوئی تو حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ پہلی صف میں تشریف فرما تھے ان کے مریدین نے ان کے گرد کچھ جگہ بوجہ ادب خالی چھوڑ دی۔ وہ عمر رسیدہ بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ عقیدت نہ تھی اور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سے کم عمر خیال کرتا تھا کہ یہ میرے سامنے بڑا ہوا ہے۔ میں اس خالی جگہ میں گھس گیا اور نیت کر کے ہاتھ باندھ لئے۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ مجھ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا اثر ہونا شروع ہو گیا۔ میں نے اس سے بچنے کی بے حد کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بالآخر میں دورانِ نماز پیچھے کی جانب کھسکنا شروع ہو گیا یہاں تک کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اگر میں مزید ایک قدم بھی پیچھے ہوا تو چبوترے سے نیچے گر جاؤں گا۔ نماز

سے فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر نظر التفات فرمائی اور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا۔

خرقہ غوثیہ ملنا

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی المعروف حضور سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ جنگل میں مراقبہ کے دوران ساعت بساعت بڑھنے والے نور کا مشاہدہ کیا۔ القاء ہوا کہ اس نور کا صاحب وہ عزیز امت ہے جو پانچ سو سال بعد ہمارے پیغمبر کے دین کی تجدید کرے گا اور اس کے فرزند اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشینوں میں سے ہوں گے۔ حضور سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشاہدہ کے بعد اپنا ایک خرقہ اپنے خلیفہ اکبر کے سپرد کیا اور کہا کہ یہ خرقہ امانت ہے اس شخص کی جس کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔ چنانچہ وہ خرقہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بوساطت حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ ملا اور اس طرح یہ فرمان غوثیہ پورا ہوا۔

باطل خداؤں کی نفی کر کے معبودِ برحق کا اثبات کرے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے باطل خداؤں کی نفی کر کے معبود برحق کا اثبات کرے اور جو کچھ چونی و چندی کے داغ سے موسوم ہوا سی کو لا کے نیچے داخل کر کے خدائے بیچون کے ایمان لائے سب سے بڑھ کر عبادت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی نفی و اثبات میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ اگر میرے سوا سات آسمانوں اور سات زمینوں کو ایک پلہ میں اور کلمہ لا الہ الا اللہ کو دوسرے پلہ میں رکھا جائے تو کلمہ والا پلہ بھاری ہوگا کیوں افضل وراجح نہ ہو جب کہ اس کا ایک کلمہ تمام ماسوائے حق یعنی آسمانوں، زمینوں، عرش و کرسی ولوح وقلم وعلم وآدمی کی نفی کرتا ہے اور اس کا دوسرا کلمہ

حق تعالیٰ کا اثبات کرتا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ حق تعالیٰ کے ماسوا جو کچھ نفس آفاق میں ہے سب چونی چندی کے داغ سے لتھڑا ہوا ہے پس جو کچھ نفس و آفاق کے آئینوں میں جلوہ گر ہو بطریقِ اولیٰ چند و چوں ہوگا جو نفی کے لائق ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ کیا تم ان چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے تم کو اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا ہمارا اپنا تراشا ہوا اور بنایا ہوا خواہ ہاتھ کے ذریعے ہو' خواہ عقل و وہم کے ساتھ سب حق تعالیٰ کی مخلوق ہے اور عبادت کے لائق نہیں عبادت کے لائق وہی خدائے بیچون و بچگون ہے جس کے دامن اور ادراک سے ہماری عقل و وہم کا ہاتھ کوتاہ ہے اور ہماری کشف و شہود کی آنکھ اس کی عظمت و جلال کے مشاہدہ سے خیرہ ہے۔ ایسے خدائے بیچون و بچگون کے ساتھ غیب کے طریق کے سوا ایمان میسر نہیں ہوتا کیونکہ ایمان شہود حق تعالیٰ کے ساتھ ایمان نہیں ہے بلکہ اپنی تراشیدہ اور بنائی ہوئی شے کے ساتھ ہے کہ وہ بھی حق تعالیٰ کے مخلوق کی ہے گویا ایمان شہود غیر کے ایمان کو حق تعالیٰ کے ایمان کے ساتھ شریک کرنا ہے بلکہ صرف بغیر ہے۔

شفاعت برحق ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے شفاعت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام و صالحین کی شفاعت برحق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن سے اول پیغمبر گناہ گار مومنوں کی شفاعت کریں گے پھر صالحین' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد

حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ اگر گناہ اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے جیسے کہ زنا اور

شراب پینا اور سرور اور علاہی کا سننا اور غیر محرم کی طرف بنظر شہوت دیکھنا اور بغیر وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور بدعت پر اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ تو ان کی توبہ ندامت اور استغفار اور حسرت افسوس اور بارگاہ الٰہی میں عذر خواہی کرنے سے ہے اور اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہو گیا تو توبہ میں اس کا ادا کرنا ضروری ہے اور اگر گناہ اس قسم کے ہیں جو بندوں پر مظالم اور ان کے حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے توبہ کا طریق یہ ہے کہ بندوں کے حقوق اور مظالم ادا کیے جائیں اور ان سے معافی مانگیں اور ان پر احسان کریں اور ان کے حق میں دُعا کریں اور اس کا مال اس کے وارثوں اور اولاد کو دے دیں اور اگر اس کا وارث معلوم نہ ہو تو مال کے برابر صاحب مال اور اس شخص کی نیت کر کے جس کو ناحق ایذا دی، فقراء ومساکین پر صدقہ خیرات کر دے۔

ولایت کا نشان

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ علامت ہے جس سے اس گروہ کا سچا یا جھوٹا جدا ہو سکے یہ ہے کہ جو شخص شریعت پر استقامت رکھتا ہو اور اس کی مجلس میں دل کو حق تعالیٰ کی جانب رغبت وتوجہ پیدا ہو جائے اور ماسوا کی طرف سے دل سرد ہو جائے وہ شخص سچا ہے اور درجات کے اختلاف کے موجب اولیاء کے شمار میں ہے مگر یہ بھی ان لوگوں کے لئے ہے جو اس گروہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور جن کو اس گروہ کے ساتھ مناسبت نہیں وہ محروم مطلق ہیں۔

باطن کی صفائی بھی ضروری ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غرض ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کر کے باطن کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تاکہ غفلت کے ساتھ آلودہ نہ رہے کیونکہ باطن کی امداد کے بغیر احکام شرعی سے آراستہ ہونا مشکل ہے علماء فتویٰ دیتے ہیں اور اہل اللہ تعالیٰ

باطن کا کام کرتے ہیں باطن میں کوشش کرنا ظاہر کی کوشش کو مستلزم ہے اور جو کوئی باطن ہی کی دوستی میں لگا رہے اور ظاہر کی پرواہ نہ کرے وہ ملحد ہے اور اس کے وہ باطنی احوال استدراج ہیں۔ باطنی حالات کے درست ہونے کی علامات ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کرنا ہے استقامت کا طریق یہی ہے۔

صحبت کے اثرات

ایک درویش صفت آدمی جو کہ ابھی تک حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر نہ ہوا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے بڑے سے بڑے اولیاء سے افضل ہیں تو آخر اس کی کیا وجہ ہے شاید پہلی ہی صحبت میں ان کو وہ سب کچھ دیا جاتا ہوگا جو تمام اولیاء کے مقامات سے زیادہ ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

"اس مسئلہ کا حل صحبت پر موقوف ہے۔"

وہ درویش طبع آدمی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس پر پہلی ہی صحبت میں عجیب سی حالت طاری ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی دن اس کو خلوت میں طلب کر کے فرمایا کہ آج ہی ہم نے تمہارا ورق لوٹ دیا ہے اور تمہارے حالات کو بدل دیا ہے اور یہ بات تمہاری سمجھ میں آئی ہے یا نہیں۔ درویش نے یہ بات سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر سر رکھتے ہوئے تمام اسرار و رموز بیان کر دیئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی فضیلت کا اعتراف کرنے لگا۔

اس کا کیا حال ہوگا جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۳۳ ہجری میں ۱۵ شعبان المعظم شب برأت

کی رات کو شب بیداری کی۔ آدھی رات گزرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر میں آئے مخدوم زادوں کی والدہ کی زبان سے یہ بات نکلی کہ آج ارزاق کی تقدیر کی رات ہے خدا جانے کس کا نام ورقِ ہستی سے محو کیا گیا ہے اور کس کا ثابت رکھا گیا ہے؟ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ تو بطورِ شک وتردد کے کہہ رہی ہیں اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ اس کا نام اب دنیا کی زندگانی کے صحیفہ سے محو کر دیا گیا ہے اور پھر اشارہ اپنی جانب فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس بات کے قریباً چھ ماہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔

ایک ساعت بیس سال کی ریاضت سے بہتر

مولانا محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک کامل درویش نے بتایا کہ میں حرمین شریفین کے لئے عازم سفر ہوا۔ جب میں سرہند شریف پہنچا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت عشاء کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے اور خلوت نشینی اختیار کرنا چاہتے تھے۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے درویش! یہ وقت اچھا ہے یہی روٹی تمہارے لئے مرشد کی حیثیت سے تمہاری تربیت کے لئے کافی ہے۔ اس کے بعد میں رخصت ہو گیا۔ پھر ہر گھڑی میری کیفیت بدلنا شروع ہو گئی اور جو کچھ میں نے ایک ساعت میں حاصل کیا بیس سال کی ریاضت جو میں نے کی تھی اس میں نہ پا سکا تھا۔

اس کے ہاتھ کو بھی تکلیف پہنچی ہو گی

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قلندر جس کا نام تراب تھا دشمنی رکھتا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ ایک دن

اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حجرہ میں تنہا پا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر چھریوں کے گیارہ وار کیے اور اپنی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ختم کر کے باہر نکلا۔ مریدوں نے اسے بھاگتے ہوئے پکڑ لیا اور وہ اس وقت بہت غضبناک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت زخموں سے نڈھال تھے اور زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب اسے لایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے انعام و اکرام سے نوازا اور فرمایا کہ اس کے ہاتھ کو بھی تکلیف پہنچی ہوگی۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کا توکل

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے توکل کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے لکڑی کا ایک خوبصورت عصا خدمت میں پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس عصا کو لے کر کچھ قدم چلے پھر اس کو پھینک دیا اور فرمایا کہ لاٹھی پر تو اس شخص کو بھروسہ کرنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں کرتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اس کو لاٹھی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

درویشوں کی بھوک کو ختم کرنا

سکینۃ الاولیاء کے مصنف ''دارالشکوہ'' تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ چار درویش آپس میں ملے اور اکٹھے پہاڑ کی جانب چل پڑے۔ یہ پہاڑ سیوستان میں واقع ہے۔ ان درویشوں کو تین دن تک اس پہاڑ پر کھانے کو کچھ نہ ملا۔ تیسرے دن ان میں سے ایک درویش نے باقی درویشوں سے کہا کہ آپ لوگ تشریف رکھیں میں آگے جا کر کھانے کی کچھ چیز تلاش کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ درویش ان درویشوں سے آگے نکل گیا اور ابھی وہ چند قدم ہی دور گیا تھا کہ اس کو نہر شیریں پانی کی دکھائی دی جبکہ نہر کی دوسرے کنارے پر ایک پھل دار درخت بھی تھا جس کی شاخیں نہر کے اوپر جھکی ہوئی تھیں۔ اس اثناء میں باقی تین درویش بھی اس جگہ پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں

سے اپنے حسب حال پانی پیا اور پھل کھایا۔ جب وہ تینوں درویش پھل کھا چکے اور پانی پی چکے تو انہوں نے پہلے درویش سے کہا کہ تم بھی کچھ کھالو اور پانی پی لو۔ پہلے درویش نے کہا مجھے اس پھل اور پانی کی کوئی حاجت نہیں۔ شہزادہ دارالشکوہ تحریر فرماتا ہے کہ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پانی کی نہر اور پھل کا درخت وہ درویش خود تھا جو دوسرے درویشوں کی بھوک اور پیاس مٹانے کے لئے آیا تھا۔ شہزادہ دارالشکوہ تحریر کرتا ہے کہ وہ درویش حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ خود تھے۔

جنت الفردوس کی سیر

ایک مرتبہ بچپن کے دنوں میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ مویشی لے کر پہاڑ کے دامن میں چرانے کے لئے تشریف لے گئے اور اپنے معمول کے مطابق مویشیوں کو چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور خود ایک گوشہ میں بیٹھ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت یکسوئی کے ساتھ عبادت الٰہی میں محو تھے کہ اس دوران مویشی ایک قریبی کھیت میں گھس گئے اور اس کھیت کی فصل کو تباہ کر دیا۔ کھیت کے مالک نے جب یہ صورتحال ملاحظہ کی تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کی خدمت میں جا کر ساری صورتحال بیان کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم اس جگہ تشریف لائے جس جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عبادتِ الٰہی میں مشغول تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم نے دیکھا کہ عبداللطیف (رحمۃ اللہ علیہ) دنیا سے بے نیاز محو ہو کر بیٹھا ہوا ہے تو انہوں نے ایک ضرب لگائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ ہٹ گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب والد محترم کو دیکھا تو فرمایا کہ ابا جان! میں جنت الفردوس کی سیر کر رہا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری توجہ ہٹا دی۔ والد محترم نے فرمایا کہ بیٹا! تمہاری وجہ سے اس بیچارے کی فصل تباہ ہو گئی تم مویشیوں کو کھلا چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہو گئے اور انہوں نے اس کی فصل تباہ کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والد محترم کی بات سن کر فرمایا کہ اس کی فصل تو بالکل ٹھیک ہے اور اگر آپ کو یقین نہیں تو جا کر دیکھ لیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم نے جب

جا کر دیکھا تو فصل بالکل درست حالت میں تھی۔

حلال کھانا کھاؤ تمہاری دعائیں قبول ہوں گی

شہنشاہ شاہجہاں کسی مہم کے سلسلے میں ہزارہ آیا تو اس کے ساتھ شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر بھی تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر، حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت ہی عقیدت کا اظہار فرمایا۔ بعدازاں اورنگ زیب عالمگیر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کے قبول نہ ہونے کے بارے میں بات کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"حلال کھانا کھاؤ تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جب آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی اور جو بندہ حرام سے اپنا گوشت بڑھاتا ہے (جہنم کی) آگ اس کے انتہائی قریب ہوتی ہے۔"

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ سنانے کے بعد فرمایا کہ انسان اپنے گناہوں اور کمزوریوں کا اقرار بارگاہِ الٰہی میں کرے اور توبہ کا خواستگار ہو اور گناہوں سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔

اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے

ایک مرتبہ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نور پور شاہاں کے ایک جنگل میں شیشم کے ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کہ اس دوران ہندو یاتریوں کا ایک قافلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟ ان ہندو یاتریوں کے سردار نے جواب دیا کہ ہم گنگا اشنان کے لئے جا رہے ہیں اور وہاں پر

اشنان کرنے سے ہمارے گناہ مٹ جائیں گے اور ہم پاک صاف ہو جائیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہانے سے گناہ صاف نہیں ہوتے اگر انسان پانی میں نہانے سے پاک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ضرورت کیوں محسوس کرے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نیکی کے کام کرنے سے ہی گناہ صاف ہو سکتے ہیں۔ حسن عبادت سے ہی گناہوں سے چھٹکارا مل سکتا ہے اور انسان گناہوں سے پاک ہو سکتا ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سن کر ہندو یاتریوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اگر مخلی خدا کی عبادت سے انسان خدا کے قریب ہو سکتا تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی برسوں سے اس درخت کے نیچے عبادت کر رہے ہیں مگر خدا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر تو رحم نہیں کیا ورنہ وہ اس درخت کو ہرا ابھرا کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر چھاؤں کا بندوبست ضرور کرتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی بات سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ ہم مسلمان اس کی ذات پر توکل رکھتے ہیں اور وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ اسی کا تابع ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس وقت درخت کو ہرا ابھرا کر دے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ شیشم کا وہ سوکھا درخت اسی وقت ہرا ابھرا ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ ہندو یاتری معافی کے خواستگار ہوئے اور اسی وقت دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

علم صفات کی تعریف

حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت وافادیت کو سمجھنے کے لئے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم کا حصول بھی بہت ضروری امر ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں عقیدہ توحید و رسالت کی اہمیت پر بے حد زور دیا ہے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال عالم تصوف میں چاند ستاروں کی مانند اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا' اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے

وہ جانتا اور دیکھتا ہے اور یہی علم صفات کی تعریف ہے۔

رضائے الٰہی کا حصول

اللہ عزوجل کے افعال کے علم کے بارے میں حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل ہی کل کائنات کی تخلیق کرنے والا ہے اور اس نے ہی اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت وطریقت کا علم عطا فرمایا۔ علم شریعت میں کتاب حکمت یعنی قرآن مجید عطا فرمائی، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دی اور اجماع امت کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو ہمیشہ صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت کرتے تھے۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ چشمہ رشد وہدایت تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھلائی کے لئے ہیں جن پر چل کر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم رضائے الٰہی حاصل کر سکتی ہے۔

بادشاہِ وقت کو پانچ نصیحتیں

کتب سیر میں منقول ہے کہ شہنشاہ ہند بہادر شاہ اول نے جب حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کا شہرہ سنا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدم بوسی کے بعد ہیرے جواہرات سے بھرا ایک تھال نذرانے کے طور پر پیش کیا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہیرے جواہرات دیکھے تو مسکراتے ہوئے فرمایا: بہادر شاہ! یہ ہیرے جواہرات تو دنیا والوں کے لئے ہیں درویشوں کے نزدیک یہ سب عام پتھر کنکریوں سے زیادہ نہیں ہیں۔ بہادر شاہ اول نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استدعا کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ نذرانہ قبول فرمالیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر بہادر شاہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک ان کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔ بہادر شاہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا اصرار جاری رکھا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ بہادر شاہ کسی بھی صورت نہیں ٹل رہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مصلّٰی کے ایک کونے کو ہٹایا اور بہادر شاہ سے کہا کہ وہ اِدھر دیکھے۔

جب بہادر شاہ نے دیکھا تو مصلّٰی کے نیچے بیش بہا جواہرات، ہیرے اور موتی موجود تھے۔ بہادر شاہ یہ دیکھ کر شرمندہ ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ نے بہادر شاہ کو نادم دیکھ کر فرمایا: دنیا کے ہیرے جواہرات سے زیادہ وہ جواہرات قیمتی ہیں جو اللہ عزوجل کی اطاعت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ بہادر شاہ نے حضرت بری امام رحمۃ اللہ علیہ سے نصیحت اور دعا کی درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہادر شاہ! میں تمہیں صرف پانچ باتوں کی نصیحت کرتا ہوں اگر تم ان پر عمل کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔

۱۔ بادشاہ کے اولین فرائض میں شامل ہے کہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو۔

۲۔ بادشاہ غیر مسلموں، ناداروں، بیواؤں، یتیموں اور مفلسوں کا خیر خواہ ہو۔

۳۔ بادشاہ کو چاہئے کہ وہ رعایا کی فلاح و بہبود کا ہر ممکن خیال رکھنے کی کوشش کرے۔

۴۔ بادشاہ اسلام کی ترقی اور فروغ کے لئے اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لائے۔

۵۔ بادشاہ کو عوام الناس کے سامنے سیرت و کردار کا بہترین نمونہ ہونا چاہئے تا کہ عوام الناس اس کی پیروی کر کے گناہوں سے بچیں اور نیک اعمال کریں۔

پیدائشی ولی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کی پہلی پہچان یہ تھی کہ جب شیر خوارگی کے زمانے میں رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے روزے کے اوقات میں دودھ نہیں پیا۔ حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ نے گھبرا کر طبیب کو بلوایا تو طبیب نے بعد از معائنہ اپنے تجربات کی روشنی میں حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ آپ کے فرزند کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ کبھی کبھی یہ ہوتا ہے کہ بغیر کسی وجہ کے بچہ چوبیس گھنٹے دودھ نہیں پیتا۔ اگر اگلے چوبیس گھنٹے بھی یہ حالت رہے تو مجھے بتائیں۔ یہ کہہ کر طبیب چلا گیا۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے دن بھر دودھ نہ پیا اور جب افطار کا وقت ہوا تو بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے جب

دودھ پلایا تو بڑے شوق سے پی لیا۔ دوسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ طبیب کو بلوانے کے لئے جانے لگے تو بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے ان کو روکتے ہوئے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا کسی مرض میں مبتلا نہیں بلکہ اس کا روزہ ہے اور کوئی روزہ دار دن کے وقت کیسے کھا پی سکتا ہے۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ کو تسلی دی کہ دیکھنا یہ افطار کے وقت دودھ پیئے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ کو یقین ہو گیا کہ ان کا بیٹا پیدائشی ولی ہے۔

براہِ راست ہمارے دلوں کو متاثر کرتا ہے

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جب اس قابل ہوئے کہ خود اپنے پاؤں پر چل کر گھر سے باہر جانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں موجود ستاروں جیسی چمک نے اور چاند جیسی روشن پیشانی نے شورکوٹ میں ایک ہنگامہ بپا کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ گھر سے نکلتے ہی سر جھکا کر چلنے لگتے لیکن اگر راستہ میں چلتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نظر اٹھا کر اگر کسی مسلمان کی طرف دیکھ لیا تو اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا اور پھر وہ بے ساختہ پکار اٹھتا تھا کہ یہ کوئی عام بچہ نہیں ہے بلکہ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ہے اور ایسا نور ہے جو کہ براہ راست ہمارے دلوں کو متاثر کرتا ہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کبھی کسی ہندو یا غیر مسلم پر پڑ جاتی تھی تو وہ فوراً اپنا مذہب چھوڑ کر کلمہ طیبہ پڑھتا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سعادت

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شورکوٹ کے گردونواح میں ایک ٹیلے پر کھڑے تھے ایک اچانک ایک نورانی صورت گھڑسوار تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں

اور مجھے کہاں لے جارہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہوں اور تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں لے جارہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود پایا جس میں خلفائے راشدین اور اہل بیت رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ اس نورانی محفل میں سب سے پہلے مجھے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فیض یاب کیا اور تشریف لے گئے اس کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق اور پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے فیض یاب کیا اور تشریف لے گئے۔ اس کے بعد اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم نے فیض یاب کیا اور تشریف لے گئے۔ اس کے بعد فقط حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رہ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے ہاتھ پکڑو۔ پھر مجھے بیعت فرمایا اور تلقین کی خلق خدا سے محبت کرنا کیونکہ یہ حکم سروری ہے۔

ذکرِ ھو

حضرت شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ایک مرتبہ شورکوٹ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت کے لئے آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک سے ذکر ''ھو'' کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ تیزی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک میں داخل ہوئے لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حجرہ مبارک میں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ ابھی اسی سوچ میں گم تھے کہ حجرہ مبارک کے باہر سے ذکر ''ھو'' کی آواز سنائی دینے لگی۔ فوری طور پر باہر آ کر دیکھا تو باہر بھی کوئی موجود نہ تھا۔ اس دوران پھر حجرہ مبارک سے ذکر ''ھو'' کی آواز سنائی دینے لگی۔ حجرہ مبارک میں جا کر دیکھا تو پھر کوئی نظر نہ آیا۔ اتنے میں دوبارہ حجرہ مبارک کے باہر سے ذکر ''ھو'' کی آوازیں دوبارہ آنا شروع ہو گئیں۔ باہر آئے تو کوئی دکھائی نہ دیا۔ وہ بے حد پریشان ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ جب معاملہ ان کی سمجھ سے بالاتر ہو گیا تو حیرانگی کی حالت میں یوں گویا ہوئے کہ الٰہی! یہ کیا ماجرا ہے۔ پھر

قدرے حیرانگی کے بعد شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا:

اندر ہو باہر ہو باہو کتھ لبھیندا

ہو دا داغ محبت والا دم دم نال سڑیندا

جیسے ہی شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ شعر ادا ہوا تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سنائی دی اور ذیل کا شعر سنائی دیا:

جتھے ہو کرے روشنائی چھوڑ اندھارا دیندا

دوہیں جہان غلام تھیندے باہو جیہڑہ نوں صحیح کریندا

اس شعر کے فوری بعد ہی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان پردہ حجاب ہٹ گیا اور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنی زیارت سے فیضیاب فرمایا۔

چوبیس حروف کلمہ طیبہ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کے چوبیس حروف ہیں اور دن ورات میں گھڑیاں بھی چوبیس ہوتی ہیں۔ دن رات میں انسان کم وبیش چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ جب فقیر صدقِ دل سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتا ہے تو کلمہ کے ہر حروف کے بدلے میں اس کے ہر گھڑی کے گناہ اس طرح جل جاتے ہیں جس طرح خشک ایندھن سے آگ۔ کلمہ طیبہ کے صدقِ دل سے پڑھنے کی وجہ سے اس پر ہر حرف کے بدلے ایک ہزار علم منکشف ہوتے ہیں اور ہر علم سے ہزار عمل جو کہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کے ذکر سے فقیر عارف باللہ اور مقربِ حق ہو جاتا ہے اور اس پر انوارِ الٰہی کی بارش ہوتی رہتی ہے اور رازِ الٰہی اس پر منکشف ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان احمق اور بے شعور آدمیوں پر تعجب ہوتا ہے جو کہ مردہ دل اور مغرور ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور دست بیعت وحکم کے بغیر اور تلقین وتعلیم کی قوت نہ رکھتے ہوئے

اندھی تقلید کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جب ذکرالٰہی کی نصیحت کرتے ہیں تو ان کے مریدوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا اور ان کا نفس گناہوں کی خواہش کو دور نہیں کرتا جس کی وجہ سے معرفت الٰہی کے بھید ان پر نہیں کھلتے۔

نظر مرشد اور اسم ذات اللہ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واضح رہے کہ اسم ذات اللہ کا تصور اور مرشد کامل کی نظر کے سبب وجود کے نو دروازوں سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ ناک اور نتھنوں سے خون نکلتا ہے' کانوں سے خون جاری ہوتا ہے اور بول و براز کے دونوں راستوں سے خون بہنے لگتا ہے۔ جب ذکر اسم ذات اللہ کے طالب کا سارا وجود خون میں غرق ہو جاتا ہے تو اس کے وجود کے ساتوں اعضاء ایک ہو جاتے ہیں اور یہی تمام اذکار کا مجموعہ ہے یعنی ذکر قربانی' ذکر سلطانی' ذکر روحانی' ذکر خفی' ذکر تجلی' ذکر نور اور ذکر حضور۔ ان تمام اذکار کا ذاکر بارگاہِ الٰہی میں مقبول و منظور ہوتا ہے اور ہمیشہ خلوت میں رہ کر حق کا مشاہدہ کرتا ہے۔

فنافی اللہ عشق کا آخری مقام

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فنافی اللہ کو روحانی ارتقاء کا تیسرا اور آخری درجہ سمجھتے ہیں۔ جب مرد راہِ حق میں اپنے آپ کو تربیت کے لئے کسی بزرگ کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کی ہدایت کے مطابق تمام دنیاوی خواہشات سے منہ موڑ لیتا ہے تو اسے فنافی الشیخ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر قلب کو زندہ کر لیتا ہے تو اس کو فنافی الرسول کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ادراک کر لیتا ہے اور اسے علم الیقین' عین الیقین سے آگے حق الیقین کی صفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ فنافی اللہ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور فنافی اللہ وہ ہوتا ہے جسے بقاباللہ کا مرتبہ حاصل ہو اور یہ اصل میں ''غرق فی التوحید'' کا مقام ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ اس مقام پر اللہ اور اس بندے کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور اللہ اس کو دوست رکھتا ہے۔فنافی اللہ عشق کا آخری مقام ہے۔

مراقبہ اور اس کی منازل

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کی چار منازل بیان کی ہیں۔اول وہ مراقبہ جو شریعت طاعت وعبادت ومشاہدہ ناسوت ہے اور اس مراقبہ میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے وہ مقامِ ناسوت سے ہوتا ہے۔دوم وہ مراقبہ جو ملکوت ہے۔اس مراقبہ والا طالب صاحب ورد و وظائف وطہارت ہوتا ہے اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے وہ ملکوت سے ہوتا ہے۔سوم وہ مراقبہ ہوتا ہے جو اہل جبروت اور اہل اللہ ہے اور اس مراقبہ والا جس چیز کا بھی مشاہدہ کرتا ہے وہ مقامِ جبروت سے ہوتا ہے۔چہارم مراقبہ لاہوت و اہل معرفت ہے اور اس مراقبہ والا جس شے کا مشاہدہ کرتا ہے وہ مقامِ لاہوت سے ہوتا ہے۔

عارفِ حق کی علامت

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عارفِ حق کی علامت یہ ہے کہ وہ تمام دنیاوی امور کو ترک کر دیتا ہے۔عارف کی دو نشانیاں ہوتی ہیں۔اول تو اس کی زبان فضول کلام سے بند رہتی ہے۔دوم یہ کہ ہمیشہ اسرار مع اللہ میں مگن رہتا ہے۔

معراج کی رات

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی فکر سے آزاد سیر وسیاحت میں مصروف رہتے تھے۔انہی دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو مرتبہ کھیتی باڑی کی غرض سے بیلوں کی جوڑی خریدی اور خود اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے زمین جوتی۔مگر دونوں مرتبہ ایسا ہوا کہ جب فصل پکنے کے قریب آئی وہ بیلوں کی جوڑی آپ کو چھوڑ کر کسی نہ کسی جانب چلے جاتے جس سے فصل اور

بیل دوسرے لوگ لے جاتے۔ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز و اقارب نے اس کی شکایت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''فاقے کی رات فقیر کے لئے معراج کی رات ہوتی ہے۔''

نیز فرمایا:

''صبر و شکر یہ ہے کہ فقیر' دنیا اور حب دنیا سے صابر شاکر ہو۔''

عالم اور فقیر کا فرق

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء میں کثرتِ مطالعہ سے جلالیت پیدا ہو جاتی ہے اور فقیر کو ذکر اسم ذاتِ الٰہی سے معرفت الٰہی کا نور حاصل ہوتا ہے۔اس کی باطن کی بینائی تیز ہو جاتی ہے۔جو شخص غیض و غضب کی حالت کو چھوڑ دیتا ہے وہ نورِ الٰہی کو پالیتا ہے۔علماء لوگ صرف کتابیں پڑھ کر ان کا بیان کرتے ہیں جبکہ فقیر ذاتِ الٰہی میں غرق ہو کر عشق حقیقی کی منازل طے کرتا ہے اور اس پر اسم ذات اللہ کے تمام راز منکشف ہوتے ہیں اور ایک دائمی نعمت اس کے ہاتھ آ جاتی ہے۔

قبور سے فیض یابی

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ قبور سے فیض یابی کے شدت سے قائل ہیں اور سلوک میں اسے انتہائی اہم خیال کرتے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں میں اس بات کی جا بجا عکاسی ہوتی ہے کہ اہل قبر کی ہم نشینی زندہ اولیاء کی صحبت و ہم نشینی کے برابر ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چالیس بار ریاضت اور چلوں سے کسی ولی اللہ کی قبر پر کسی صاحب اجازت کے حکم سے دعوت پڑھنا بہتر ہے۔حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ قبور پر دعوت کا پڑھنا اس لئے ضروری فرماتے ہیں کہ ان کے نزدیک ولی اللہ کی قبر شمشیر برہنہ ہوتی ہے۔جس طرح زندگی میں تلوار نیام میں ہوتی ہے وہ بھی نفسانی جسم میں ہوتے ہیں۔حالت ممات میں وہ تلوار

بالکل ننگی ہو جاتی ہے اور پہلے کی نسبت زیادہ کام کرتی ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اس موضوع کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ طالب فیض کی شخصیت میں عشق ایک فعال قوت کی شکل میں موجود ہونا چاہئے اور جب وہ کسی ولی اللہ کی قبر پر حاضر ہو تو اس کے دل میں شوق کی شدت ہونا ضروری ہے ورنہ اس کا روحانی رابطہ ممکن نہیں اور جب کوئی متلاشی اس طرح تیار ہو کر قبر پر جا کر نغمۂ عشق چھیڑتا ہے تو مردِ خدا کی قبر زندہ ہو جاتی ہے اور زندہ ولی کی طرف زائر کے روح و قلب کو نور و حضور سے معمور کر دیتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ صاحب ولی کی قبر پر دعوت پڑھنے کے بے شمار فوائد ہیں کیونکہ اس سے بڑے بڑے اسرار وں سے پردے اٹھتے ہیں، ماضی و حال و مستقبل کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور ہر قسم کی مطلب بر آوری ہوتی ہے۔

نورِ عرفان کی روشنی

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز و اقارب اور بہنوں نے طعنے دیئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیّد ہو کر ایک ارائیں کے مرید ہو گئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خاندان والوں کے طعنوں سے تنگ آ کر کچھ کھوتے خرید لئے اور ان کو لے کر پھرنے لگے جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کھوتیاں والے مشہور ہو گئے۔ ایک روز کچھ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور اپنا مدعا عرض کیا کہ ان کے بھائی ایک بیوی بہت خوبصورت ہے جسے ایک ظالم حکمران زبردستی اٹھا کر لے گیا ہے۔ اس ظالم حکمران نے اس غریب کی بیوی واپس کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اس غریب کو بہت مارا پیٹا ہے۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ جاؤ دیکھو شہر میں کوئی طبلہ نواز یا سارنگی بجانے والا ہے۔ انہوں نے شہر میں تلاش کیا تو انہیں ایک جگہ ہیجڑے ناچتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے آ کر عرض کیا کہ فلاں جگہ ہیجڑے ناچ رہے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ اس جگہ ہو لئے جہاں ہیجڑے ناچ رہے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ وہ ظالم حکمران کس جگہ رہتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ فلاں جگہ کھجوروں اور آموں والے باغ میں رہتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بات سن کر اس جگہ توجہ دی اور اونچی آواز میں گانا شروع کر دیا۔

امباں والی باغچی سنی دی کھجی والا باغ
کھوتیاں والے سد بلائی ستی ایں تاں جاگ
چنیا ایوں چھڑیندا یار چنیا ایوں چھڑیندا

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا تھا کہ وہ عورت بھاگتی ہوئی چلی آئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے کہا کہ جاؤ اپنی زوجہ کو لے جاؤ۔ اس بات کی خبر جب حضرت سیّد سخی شاہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی اور لوگوں نے جب انہیں طعنہ دیا کہ تمہارے بیٹے نے تو گدھے پال لئے ہیں اور ہیجڑوں کے ساتھ ناچ کر سیّدوں کی عزت خاک میں ملا رہا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شدید صدمہ پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک ہاتھ میں لاٹھی اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح لئے اس جگہ پہنچے۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب والد بزرگوار کو آتا دیکھا تو گانا شروع کر دیا۔

لوکاں دے ہتھ مالیاں تے بابے دے ہتھ مال
ساری عمراں پٹ پٹ مر گیا کھس نہ سکیا وال
چنیا ایوں چھڑیندا لال چنیا ایوں چھڑیندا

حضرت سیّد سخی شاہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو لاٹھی اور تسبیح کو پھینک دیا اور خود بھی والہانہ ناچنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ گانے لگے۔

پتر جہاں دے رنگ رنگیلے پے وی دیندے تار
چنیا ایوں چھڑیندا یار چنیا ایوں چھڑیندا

حضرت سیّد سخی شاہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ کے دل سے ظلمت کا پردہ ہٹ چکا تھا اور نور

عرفان کی روشنی سے دل کی دنیا روشن ہو چکی تھی۔ حضرت سیدّ سخی شاہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ بھی معرفت اور عشق کے رنگ میں رنگ چکے تھے۔

مرشد پاک سے والہانہ عقیدت

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک کا تعلق ارائیں برادری سے تھا جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر مرشد کے عشق کا ایسا گہرا رنگ چڑھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر در کو خیر باد کہہ کر مرشد کے در کو ہی اپنا قبلہ مان لیا۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیدّ تھے اور عالم فاضل بھی تھے ایسے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارائیں کو اپنا مرشد ماننا دھماکہ خیز بات تھی۔ اس پر مصداق یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل خاندان کی نظروں میں اپنا مقام جو بنا رکھا تھا وہ بھی عشق مرشد میں گرا لیا۔ شادی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا اور گھریلو ذمہ داریوں سے اجتناب برتنا شروع کر دیا ہمہ وقت یادالٰہی اور مرشد کامل کے گن گانے میں صرف ہونے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرگان اور دوسرے اہل خانہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شاہ عنایت رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت رکھنے سے بہت زیادہ منع فرمایا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سرمستی اور مرشد کے ساتھ والہانہ عقیدت میں کوئی فرق نہ آیا جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مذہب' ذات اور برادری کے لوگوں کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور بے شمار قسم کے طعنے برداشت کرنے پڑے بقول آپ رحمۃ اللہ علیہ:

عشق اساں نال کیہی کیتی
لوک مریندے طعنے
بتر پیارے دے کارن نی
میں لوک الاہمیں سہنی ہاں

ایک روز خاندان کے افراد بمعہ ہمشیرگان بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس معاملے میں لڑنے آن حاضر ہوئے جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کافی میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

بلھے نوں سمجھاون آئیاں بھیناں تے بھرجائیاں
آل نبی اولاد علی دی توں کیوں لیکاں لائیاں
من لے بلھیا ساڈا کہنا چھڈ دے پلہ رائیاں
جیہڑا سانوں سید آکھے دوزخ ملن سزائیاں
جے توں لوڑیں باغ بہاراں طالب ہو جا رائیاں

خواہشات کے شکار

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فضائل سے نوازا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ سے عدم تعلق کی بناء پر اپنی تمام فضیلتوں سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو وہ تقریباً بھول کر شیطان اور حب دنیا کے لالچ میں اتنا مگن ہو گیا ہے کہ اسے اپنی سدھ بدھ تک بھول گئی ہے۔ انسان شروع ہی سے دنیاوی خواہشات کا شکار چلا آرہا ہے اولاد، دولت، رتبہ، حکومت وغیرہ ہر طرح کی دنیاوی خواہشات کا ننھا سا بیج اس کے من کی دنیا میں اپنی جگہ بناتا ہوا پروان چڑھتا ہے اور بالآخر ایک تناور درخت کا روپ دھار لیتا ہے ایسے میں ہر خواہش کو پورا کرنے کے لئے انسان کو دکھوں اور مصیبتوں کی مسلسل جدوجہد سے گزرنا پڑتا ہے ادھوری خواہش اسے دکھوں اور پریشانیوں کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے اور بڑائی مرادکئی طرح کے بندھنوں اور ذمہ داریوں کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔ ایک خواہش سے کئی خواہشیں پیدا ہوتی ہیں جو انسان کو مضبوطی سے دنیاوی زنجیروں میں جکڑ دیتی ہیں نتیجہ میں انسان کے دل میں ہمیشہ ایسے خوفناک جوار بھاٹے اٹھتے رہتے ہیں کہ اس کو ایک لمحہ بھر کے لئے بھی چین نہیں آتا ایسے میں اگر انسان کو مرشد کامل جیسا کہ شاہ عنایت قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں مل جائے تو پھر اس کو دنیا کی اصلیت کا علم ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں مقام حقیقی تک پہنچنے کی تڑپ پیدا ہو جاتی ہے جس سے اس کی رغبت اور جستجو کا رنگ ہی بدل جاتا ہے اور جیسے جیسے یہ تعلق کامل ہوتا جاتا ہے تو وہ قرب اور حضوری کا شرف پاتا ہے

شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تصوف

یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں تصوف کو بنیادی اہمیت حیثیت حاصل ہے۔ اصل بات جو پرکھنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ یہ حیثیت روایتی بازگشت ہے یا کہ ایسے محرکات پر مشتمل ہے جو صرف شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ ہی کیلئے مخصوص ہے۔ عرفان و مکان کے لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کا بیشتر حصہ سندھ اور اس کے گردونواح کے علاقے میں گزرا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے تریسٹھ سال میں تجربات ہی تجربات حاصل کئے ہیں جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو عامیانہ شاعری سے خالصتاً صوفیانہ رنگ میں تبدیل کیا اور ہر سننے والے کو محو ذوق وشوق عطا کیا۔ چونکہ شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صوفی منش گھرانے میں آنکھ کھولی۔ تصوف پسند ماحول میں پروان چڑھے اور گوشہ نشین عارفوں اور چلتے پھرتے سالکوں کے ہم صحبت رہے۔ حال وقال اور شعر ونغمہ کی محفلوں سے لطف اندوز ہوئے۔ جنگل جنگل صحرا صحرا، وادی وادی، بستی بستی گھومے اور صحیفہ قدرت کے بکھرے ہوئے اوراق کا عمیق مطالعہ کیا۔ لیکن ان سب عوامل سے بڑھ کر شاہ کی تصوف پسندی میں جو شاعرانہ وحیاتی عمل بنیادی محرک کی حیثیت رکھتا ہے وہ اغلباً ان کا جوانی کا ایک حادثہ عشق ہے اور اس حادثہ عشق کی پہلی شکست اور دوسری فتح کے درمیان اور اس محرومی کی ایذا پسندی، روحانی ماورائیت اور پراسرار تلاش و تجسس کے جو مرحلے درپیش آئے انہی کی خیالی بازگشت سے شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعرانہ تصوف پسندی عبارت ہے اور وہی خیالی بازگشت نت نئے روپ میں شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے وجدانی کلام کو حقیقی سوز وگداز عطا کرتی ہے۔

وحدہ لاشریک سے عشق

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی لازوال شاعری کے ذریعہ لوگوں کو وحدہ

لاشریک سے عشق وقربت کا راستہ دکھلاتے ہیں تاکہ انسان زندگی کی بھول بھلیوں میں بھٹکنے کی بجائے صرف اللہ عزوجل کی مدد اور توفیق سے اس کی راہ پا سکے۔ جب کسی بندے پر اللہ عزوجل کی توفیق توارد ہوجاتی ہے اور اس کے شامل حال ہوجاتی ہے تو اسے توحید کی وہ نعمت عظمیٰ ملتی ہے جو بندے کو معرفت الٰہی کے حقیقی اسرار سے روشناس کرواتی ہے اور اس طرح بندہ اس کے احکام کی اتباع اپنے دل وجان سے کرنے لگتا ہے اور پھر اس کی پرواخت میں وہ وقت بھی آجاتا ہے جب اس کو قرب الٰہی حاصل ہوجاتا ہے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے قرب کے ثمرے میں مشاہدہ کی وہ لازوال قوت حاصل ہوتی ہے کہ جس سے وہ ذات باری تعالیٰ کا حقیقی مشاہدہ کر کے اپنی ذات کو اس کی ہستی کے اندر مدغم کر لیتا ہے اور پھر اس کی تمام تر زندگی صفات الٰہی کا پرتو بن جاتی ہے۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہوجاتا ہے اس پر غیب وحضور کی دونوں حالتیں طاری ہوتی ہیں وہ حاضر بھی ہوتا ہے اور غائب بھی ہوتا ہے اور مرنے سے پہلے مر جاتا ہے جس کو باعتبار نفس مردہ کہا جاتا ہے۔ جبکہ باعتبار روح زندہ ہوتا ہے۔ وہ جہاں نہیں ہے وہاں موجود ہے اور جہاں موجود ہے وہاں موجود نہیں ہوتا۔ اللہ عزوجل کی ذات میں بالذات الٰہی بھی موجود ہوکر وہ اپنی ذات میں یا اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم ہوکر وہ ذات الٰہی کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور اپنی ذات میں بھی موجود ہوتا ہے۔ یعنی پہلے وہ نفس پر موت وارد کرتا ہے

انسان کی خوشحالی کا راز

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ سے انسان کی خوشحالی کا راز دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس طرح آسمان پر پرندے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کیلئے مل کر ایک قطار میں اڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے اور رات دن اپنی منزل کی جانب بڑھتے چلے جاتے ہیں اسی طرح انسانوں کو آپس میں اتحاد قائم کرنا چاہئے

اوران پرندوں سے اخوت، محبت اور یکجہتی کا درس لینا چاہئے کیونکہ اسی میں انسان کی خوش حالی اور امن وسکون ہے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں زندگی ایک امانت ہے جس کیلئے مختصر وقت دیا گیا ہے۔ انسان کو یہ وقت گنوانا نہیں چاہئے اور ہمہ وقت اپنی جدوجہد کو جاری رکھنا چاہئے اور ایک لمحہ بھی انتظار اور سستی انسان کے فائدہ میں نہیں ہے۔

دنیا مکروفریب کا گھر

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں دنیا مکروفریب کا گھر ہے۔ انسان اس دنیا کے طلسمات سے بچ نہیں سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مثال دی ہے کہ اگر کسی آدمی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور اسے ہر طرح سے جکڑ کر دریا یا کنویں میں پھینک دیا جائے اور پابندی یہ ہو کہ خبردار! تمہارا دامن گیلا نہ ہونے پائے تو اس انسان کو جو ہر طرف سے گھرا ہوا ہے اور مجبور ہے اپنا دامن بچا کر چلتا ہے اور آخرت کیلئے امتحان پاس کرتا ہے اور اپنے محبوب کا درد بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

کائنات کا مطلوب

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ذات وصفات مل کر ایک ہو گئے ہیں۔ طالب ومطلوب کے درمیان حد امتیاز ختم ہو گئی ہے۔ یہ امتیاز صرف کوتاہ بینوں کیلئے ہے ورنہ حقیقت کی نظروں سے دیکھا جائے تو خالق اور مخلوق میں ہرگز کوئی دوئی نہیں ہے۔ کسی جگہ وحدت کثرت کے رنگوں میں خود کو آشکارہ کرتی ہے تو کہیں کثرت کے ہنگاموں میں وحدت جلوہ نما ہوتی ہے لیکن ان تمام باتوں کا تعلق ظواہر دیتا ہے کہ جہاں تک حقیقت کی دنیا کا تعلق ہے وہ ہر قسم کی دوئی سے ماورا اور یکتا ہے اس کا حال غیر محدود ہے اور زمانہ اس کا آئینہ جمال ہے اس کا خیال اور فکر ہمہ گیر ہے اور انسان کی روح میں بھی اس کے

حسن بے مثال کا پرتو ہے۔ کائنات کے حسن کو بھی اس نے متعین کیا ہے اور وہ خود ہی کائنات کا مطلوب ہے اور وہ خود ہی آغاز ہے اور خود ہی انجام ہے۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کثرت کے پس پردہ کارفرما وحدت کا ادراک ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ ظاہر بین اور حسی سطح پر زندگی بسر کرنے والوں کیلئے ظواہر پر ہی حقیقت ہیں۔ وہ کثرت کی دنیا میں رہتے ہیں اور ان کا فہم وادراک محض ظواہر تک محدود ہے حسی ادراک کی اپنی حقیقت ہے اور ظواہر کی اپنی ایک مخصوص اہمیت ہے اور یہ محض مایا نہیں ہے لیکن صداقت کی متلاشی روحوں کو ان کے پس پردہ چھپی ہوئی وحدت کو تلاش کرنا ہوگا۔

پچاس برس تک پانی نہ پیا

حضرت مخدوم صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مصروفیت کا سبب جاننے کی کوشش کی تو حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کچھ بھی بتانے سے انکار کر دیا۔ جب حضرت مخدوم صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا اصرار حد سے زیادہ بڑھ گیا تو حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پیاس کی حرارت شدت پر ہے۔ حضرت مخدوم صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پانی موجود ہے اور ماہِ رمضان بھی نہیں تو پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی کیوں نہیں پی لیتے؟ حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب سے میں تمہارے ساتھ جونپور میں پڑھتا تھا اس وقت سے لے کر آج تک میں نے پانی نہیں پیا اور جب پیاس کی شدت بڑھتی ہے تو اس وقت اگر میں دریا پر منہ رکھوں تو دریا بھی خشک ہو جائے حتیٰ کہ ساری دنیا میں پانی ختم ہو جائے گا اور یہی وجہ ہے کہ میں پیاس کی ساری حرارت کو خود جذب کر رہا ہوں۔ حضرت مخدوم صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا پانی نہ پینے کا یہ عرصہ پچاس سال سے زیادہ بنتا تھا اور اس واقعہ کے بعد جب حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ راز فاش ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ خلق سے غائب ہو گئے۔

مخالفت وخواری نفس

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں مسجد تشریف لے جاتے اور تمام نمازیوں کے جوتے سیدھے کرتے تھے تاکہ ہر شخص باآسانی اپنا جوتا پہن سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اول وقت میں مسجد جاکر صف اول پر بیٹھ جاتے تھے اور جب نمازی جمع ہونا شروع ہوتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر شخص کے لئے جگہ خالی کرتے جاتے یہاں تک کہ آخری صف میں پہنچ جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس کام سے میرا مطلب مخالفت وخواری نفس تھا۔

سردی گرمی کی خبر نہ ہوتی تھی

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے حال میں فرائض اور سنن مؤکدہ کے علاوہ روزانہ آٹھ سو رکعت نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ ان آٹھ سو نوافل میں سے چار سو نوافل دن کے وقت اور چار سو نوافل رات کے وقت ادا کرتے تھے۔ کثرتِ نوافل کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کپڑا پھٹ گیا تھا۔ موسم سرما میں جب برف باری ہوتی تھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں اور ٹانگیں پھٹ جاتی تھیں اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے نماز ادا کرتے تھے۔ جب دل میں آگ کی خواہش پیدا ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نفس کو تسلی دیتے کہ اتنی رکعت کے بعد تیری خواہش پوری کروں گا اور اسی طرح ساری رات گزر جاتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض معتقدین آگ جلادیتے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ یادِ الٰہی میں اس قدر مستغرق ہوتے کہ سردی گرمی کی خبر نہ ہوتی تھی۔

یہ کتاب میری متابعت ہے اس پر قائم ہو جاؤ

لطائف قدسی میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ابتدائے حال میں میں نے خواب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک

کتاب میرے سامنے رکھی۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا کسی پر کتاب نازل کرنا جائز نہیں ہے ممکن ہے یہ شیطان کا فریب ہو۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ کلام کرنا شروع کر دیا۔ میرے دل میں ایک مرتبہ پھر خیال پیدا ہوا کہ شیطان کی کیا مجال ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہمکلام ہو۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام روانہ ہونے لگے تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کتاب دی ہے کیا کروں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کتاب میری متابعت ہے اس پر قائم ہو جاؤ۔

مجھے ان لوگوں سے بدبو آتی ہے

حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ فرزند حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابتدائے حال میں جب کبھی والد بزرگوار پر حالت وجد طاری ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بیابانوں میں چلے جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ارادت مندوں کی ایک بڑی جماعت بھی ہوتی تھی اور کسی میں اتنی جرأت نہ ہوتی تھی کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی کلام کرے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس حالت میں دو یا تین روز گزر جاتے تو ارادت مند درخواست کر کے واپس لاتے تھے۔ جس وقت ردولی شریف کا داروغہ قاضی محمود تھانیسری' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اہل دنیا سے اس قدر متنفر تھے کہ گھر سے بھاگ کر ایک ویرانے میں تشریف لے گئے۔ اہل دنیا سے اختلاط کو آپ رحمۃ اللہ علیہ زہر قاتل سمجھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان لوگوں سے بدبو آتی ہے اس لئے میں بھاگ جاتا ہوں۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیابان میں تشریف لے گئے اور اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اس قدر محویت طاری تھی کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی روز تک فاقے اس بیابان میں پڑے رہے۔

خوفِ خدا اور فکرِ خاتمہ میں کاربند

لطائف قدسی میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ شغل باطن میں مشغول تھے کہ ایک امیر نظام الملک نامی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت غم آخرت اور خوفِ خاتمہ پر گفتگو فرما رہے تھے۔ نظام الملک نے کہا کہ ایمان اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جب کوئی معمولی سا آدمی بھی کسی کو کوئی چیز عطا کرتا ہے تو واپس نہیں لیتا۔ اللہ عزوجل غفور و رحیم ہے وہ کس طرح اپنا عطیہ واپس لے گا اس لئے خوفِ خاتمہ نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے عزیزم! غمِ آخرت فرض ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ فرض ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس لئے رونے کا مقام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ نظام الملک پر گریہ طاری ہو گیا اور اس کا دل جو سنگ دلی کی وجہ سے خوفِ خاتمہ سے خالی تھا فوراً نرم ہو گیا اور خوفِ خدا اور فکرِ خاتمہ میں کاربند ہو گیا۔

آدابِ سماع

حضرت سیّد محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محفل سماع کے لئے علیحدہ مکان ہو، اربابِ دنیا، امراء کے لڑکے اور بچے و عورتیں اس محفل میں شامل نہ ہوں۔ اس میں سالکوں اور مریدوں کو غسل کر کے طاہر اور باوضو ہو کر اور سفید کپڑے پہن کر شریک ہونا چاہئے اور وقار کے ساتھ بیٹھنا چاہئے۔ مراقبہ کریں اور گانے والے پر نظر نہ رکھیں اور نہ ہی ان کی موسیقی پر توجہ دیں۔ اشعار کی ترتیب کو بھی ذہن میں نہ لائیں اور ہر وقت واہ واہ نہ کریں اور نہ ہی گریہ زاری۔ کوشش کریں کہ اعضاء میں جنبش پیدا نہ ہو۔ مزامیر فقہاء کے نزدیک حرام ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔ سماع کو پیشہ نہیں بنانا چاہئے اور سماع کے بعد دل کو سماع کے مقصد کی جانب متوجہ کرنا چاہئے اس طرح کرنے سے اسرارِ الٰہی کے بہت سے بھید معلوم ہوتے ہیں۔

آدابِ مرشد

حضرت سیّد محمد گیسودراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرید جب اپنے مرشد کی مجلس میں حاضر ہو تو اس کو اس طرح دیکھے جیسے کوئی اپنے محبوب کو دیکھتا ہو۔ مرشد کے سامنے کسی قسم کی بے ادبی نہ کرے اور نہ ہی مرشد کی جانب پشت کرے۔ مرشد کے سامنے روبرو کھڑا ہو تو نظریں اپنے پاؤں پر رکھے۔ اگر بیٹھا ہو تو دائیں بائیں نہ دیکھے اور مرشد پاک کے سامنے اونچا نہ بولے۔ اگر مرشد کی جانب سے کچھ کھانے کو عطا ہو تو وہ کھا لے۔ ایک مرید دنیاوی کاموں میں اپنے مرشد کو اپنی طرح ہی سمجھے مگر امورِ الٰہی میں مرشد کو پیغمبروں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام جانے۔ مرشد کی محفل کو محفلِ حق تصور کرے اور کبھی مرشد کے سامنے مراقبہ یا ذکر میں مشغول نہ ہو۔ مرشد کی زندگی میں کوئی دوسرا مرشد یا رہبر تلاش نہ کرے۔

حضرت سیّد محمد گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بیعت

حضرت سیّد محمد گیسودراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی مرید ہونے کے لئے آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے تو یہ دیکھتے کہ وہ لڑکا یا مریض تو نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنا ہاتھ سالک کے ہاتھ میں دیتے اور فرماتے کہ تم نے اس ضعیف، اس ضعیف کے خواجہ اور اس ضعیف کے خواجہ کے خواجہ اور اسی سلسلہ کے دوسرے مشائخ کے ساتھ عہد کیا کہ اپنی نگاہ اور اپنی زبان کی حفاظت کرو گے اور شریعت پر قائم رہو گے۔ کیا تم یہ قبول کرتے ہو؟ سالک عرض کرتا ہے کہ جی ہاں میں نے اسے قبول کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے کہ الحمد للہ۔ پھر اپنے دست مبارک سے تکبیر کہتے ہوئے قینچی سے کان کے نزدیک سے اس کے کچھ بال کاٹتے اور پھر اسی طرح تکبیر کہتے ہوئے بائیں جانب سے کچھ بال کاٹتے۔ بعدازاں ایک ٹوپی عنایت فرماتے اور اس کو دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیتے۔ جب سالک نماز سے فارغ

ہو جاتا تو پھر اس کو صدق دل سے توبہ کرنے کا حکم دیتے۔

ہمارے علم کی پرواہ نہیں

حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بھاوج حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی سے شکایت کی کہ بھائی مجھے کچھ پڑھاتے نہیں آپ ان سے کہئے کہ وہ مجھے پڑھائیں۔ حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے شوہر کو جب کہا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے چھوٹے بھائی کو کیوں نہیں پڑھاتے؟ تو حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں اس کو کیسے پڑھاؤں وہ تو مولیٰ کی طلب میں مدہوش ہو چکا ہے اور اس کو کسی چیز کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ پھر انہوں نے حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور اپنی چاندی کی مہر انہیں رکھنے کے لیے دی۔ حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مہر صحن میں گاڑ دی۔ کچھ دیر بعد حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مہر حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سے طلب کی تو انہوں نے کہا کہ بھائی صاحب! آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے کوئی مہر نہیں دی؟ حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے تمہیں مہر دی تھی اور وہ تم نے صحن میں گاڑ دی تھی۔ حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔ پھر حضرت شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے زمین کھود کر وہ مہر نکالی اور اپنی زوجہ سے کہا کہ یہ بھلا مجھ سے کیسے پڑھ سکتا ہے؟ یہ تو ایسے علم میں مستغرق ہے کہ اسے ہمارے علم کی پرواہ نہیں ہے۔

جس کے پاس نہ ہو وہ تم سے نہیں مل سکتا

شیخ زین لودھی کے دروازے پر ایک دربان ہر وقت موجود رہتا تھا جو ہر اس آنے والے کو اندر جانے کی اجازت دیتا تھا جو شیخ زین لودھی کے لئے کوئی ہدیہ یا تحفہ لے کر آتا۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملنے گئے تو خالی ہاتھ تھے۔ دربان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واپس کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے واپس آ کر عمدہ لباس زیب تن کیا اور ایک طشت میں کنکر بھر کر اس پر خوان پوش ڈال کر ایک آدمی کے سر پر رکھوائے اور دوبارہ شیخ زین لودھی کے پاس

پہنچے۔ دربان نے طشت دیکھ کر اندر جانے کی اجازت دے دی۔ شیخ زین لودھی نے جب خوان پوش اٹھا کر دیکھا تو طشت میں کنکر پڑے ہوئے تھے۔ شیخ زین لودھی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے پاس آنے کا ذریعہ ہیں جس کے پاس نہ ہو وہ تم سے نہیں مل سکتا۔

زبان تمہاری اور کلام ہمارا ہوگا

حضرت فقیر سیّد غلام محی الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اثنائے سلوک میں حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہِ الٰہی میں حاضری نصیب ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: یاالٰہی! اپنے کلام سے کچھ عنایت فرما۔ ندا آئی: اے نوشہ (رحمۃ اللہ علیہ)! ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا ہوا کہ تمہارے بعد کسی کو پیغمبری عطا نہیں کریں گے اور نہ ہی اپنا کلام بھیجیں گے ہمارا کلام قرآن مجید ہے تم اسی کو پڑھو۔ تم نے ہماری بارگاہ میں سوال کیا ہے جس کو رد کرنا ہماری بارگاہ کے لائق نہیں میرا فرمان ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا اس لئے آخری عمر تک تم جو کچھ بولو گے وہ زبان تمہاری اور کلام ہمارا ہوگا۔

پڑھو کلمہ سانچ کا

حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت کے دوران ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا تو ایک قلعہ نظر آیا جو سورج کی طرح چمک رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پہاڑ سے نیچے اترے اور اس قلعہ کی جانب تشریف لے گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ قلعہ کے نزدیک پہنچے تو وہ سونے کا قلعہ تھا' اس کے سونے کے دروازے تھے' آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اندر داخل ہوئے تو سونے کے مکان' سونے کی دکانیں حتیٰ کہ ہر چیز سونے سے مزین تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب شاہی تخت کے نزدیک پہنچے تو ایک شخص سفید چادر لئے دیکھا جو سو رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تخت پر چڑھ کر اس کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود

تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حیران ہوئے تو وہ بولا کہ اپنے آپ پر حیران ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جانب دیکھا تو خود کو دوبارہ اسی پہاڑ پر موجود پایا جہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا قلعہ کا نظارہ کیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ کی باتیں اللہ ہی جانے پڑھو کلمہ سانچ کا۔

ہمارا طریقہ شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے

حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ نماز میں سجدہ تنگ کر رہے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! مردوں کو سجدہ فراخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں سجدہ فراخ کردوں تو سر کعبہ شریف سے آگے گزر جاتا ہے اور ہمارا طریقہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے کہ سجدہ کعبہ کی طرف ہو نہ کہ سر کعبہ سے آگے گزر جائے۔

ذکر ھو جاری ہوگیا

ایک مرتبہ ایک ہندو جوگی حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہوا اور خود کو بچہ، جوان اور بوڑھے کی شکل میں بدل کر دکھایا اور کہا کہ میں نے چھتیس برس کی محنت کے بعد یہ کمال حاصل کیا۔ حضرت نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو نے عمر ضائع کردی پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نعرہ ”ھو“ لگایا تو دریا کے پانی، درختوں کے پتوں اور فضا سے اسم ھو کی آواز جاری ہوگئی۔ اس ہندو جوگی نے جب یہ دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر کر معافی کا خواستگار ہوا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔

”منصور آخر الزماں“ کا خطاب

حضرت بچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نفس پر لگام ڈالنے کیلئے اور راہ حق کی پنہائیوں کو پانے کیلئے اور وصال دیدار الٰہی کیلئے ایک مدت تک ویرانوں اور جنگلوں میں خود

کو مصروف رکھا اور اس ضمن میں شدید ریاضتیں کیں اور دنیا و مافیہا سے بالکل منہ موڑے رکھا۔ حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کی پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "منصور آخرالزماں" کے نام سے پکارنے لگے تھے اور اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مشہور ولی حضرت منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ کا ثانی قرار دینے لگے۔ حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ شریعت مطہرہ پر سختی سے کاربند رہتے تھے اور نماز پنجگانہ کی پابندی سے ادائیگی کرتے تھے اور جنگلوں کو اپنا مسکن بنا کر عبادت الٰہی کرنا پسند کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فطرتاً دنیا کی رنگینیوں اور ہنگامہ آرائیوں سے بالکل بے نیاز رہا کرتے تھے۔

کیفیت جذب و مستی

بہاولپور کے ایک بزرگ حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ علاقہ درازن کی جانب سے گزرے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چچا حضرت میاں عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہوا تو انہوں نے حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کیلئے بھیجا۔ حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ایک نوجوان کو اپنے خیر مقدم کیلئے موجود پایا تو وہیں اپنا گھوڑا روک لیا اور گہری نظروں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب دیکھتے رہے اور پھر فرمایا کہ اے نوجوان! تم ہمارے استقبال کیلئے آئے ہو تو ہم بھی تمہیں ایک تحفہ دیں گے۔ اتنا فرما کر اپنی سارنگی سے انہوں نے ایک تار نکالا اور حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک پر پھیرا۔ اتنا کرنے کی دیر تھی کہ حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ پر جذب و مستی کی کیفیت طاری ہو گئی اور اسی جذب و مستی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاعری کا آغاز کیا اور حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس اشارہ روحانی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ سچل سرمست (رحمۃ اللہ علیہ) بن گئے۔

انسان خدا کا نور ہے

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان خدا کا نور ہے' انسان خاک کا

پتلا ہے اور اسے خدا کی طاقت چلا رہی ہے۔ خدا نے انسان کو خود پیدا کیا ہے اور خدا ہی اپنے پاس بلا رہا ہے۔ وہ خود ہی دریا ہے اور خود ہی سمندر ہے۔ وہ خود ہی گلاب کا پھول ہے اور خود ہی خوشبو ہے۔ وہ خود ہی ابر ہے اور خود ہی باراں ہے۔

محبت کی بنیاد

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کے بقول محبت کی بنیاد اتحاد روحانی پر مستحکم ہے اور عاشق و معشوق کی روح دو مختلف چیزیں نہیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ تو واحد ہے عہد نہیں۔ جس طرح حروف کی پیدائش نون کے نقطہ سے ہوتی ہے اور اس نقطے کے ردو بدل سے حروف کی مختلف صورتیں پیدا ہوتی ہیں یا سونے سے مختلف زیورات کے نمونے بنائے جاتے ہیں اور ان کے نام بھی مختلف ہوتے ہے۔ بالکل اسی طرح انسان بھی ذات احد کا ایک منظر ہے اور غلبہ عشق کی وجہ سے اس نے مختلف صورتیں اور مختلف نام اختیار کر رکھے ہیں۔

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ مرشد

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کے عشق کے حصول کیلئے مرشد کامل کی رہبری کو اشد ضروری قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب تک عاشق عشق ربانی کی انتہا تک پہنچنے کیلئے بتدریج تین مراحل و منازل طے نہ کرے وہ کبھی بھی مرشد حقیقی کی تعلیمات سے روشناس نہیں ہو سکتا اور نہ ہی قرب وصال الٰہی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

عاشق کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ سب سے پہلے فنا فی الشیخ کی منزل طے کرے یعنی اپنے آپ کو اس کی اتباع کا ایسا نمونہ بنائے کہ اس کے اور مرشد کے ظاہر و باطن میں قطعاً دوئی باقی نہ رہے اور جب وہ اس منزل کو طے کر لیتا ہے تو پھر مرشد اس کو اگلی منزل فنا فی الرسول سے متعارف کرواتا ہے اور اس راہ پر چلنے کے گر اور اسرار سے آگاہی دیتے ہوئے

اپنی باطنی نگاہ سے اس کے سفر کو بخوبی انجام کرواتا ہے اور اس طرح فنافی الرسول کا حامل بن جاتا ہے۔ جب اس منزل پر مرید استقامت پکڑ لیتا ہے تو مرشد پھر اپنی باطنی بصیرت سے اس کو سفر وحدت کی تیسری منزل کی جانب گامزن کرتا ہے اور اس سفر کی صعوبتوں اور کٹھنائیوں سے آگاہی دیتے ہوئے اسے منزل مراد قرب وصال الٰہی یعنی فنافی اللہ تک پہنچا دیتا ہے اور یہی وہ مقام حقیقی ہوتا ہے جس تک رسائی مرشد کامل کی رہبری وراہنمائی' تشخیص وعلاج کے بغیر ناممکن ہوتی ہے اور یہی روز آفرینش کا وہ پیغام ابدی ہے جس کا وعدہ بندہ اپنے رب کے حضور بوقت تخلیق کر کے آیا ہے۔

اس ضمن میں حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ ایک حکایت اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک فقیر دریا پار کرنے کی غرض سے دریا کے کنارے آیا۔ وہاں چونکہ کوئی کشتی موجود نہ تھی اس لئے فقیر دریا پار کرنے کے ارادے سے آگے بڑھنے لگا تھا کہ قریبی گاؤں سے ایک شخص وہاں آیا۔ اس شخص کا ارادہ بھی دریا پار کرنے کا تھا۔ جب اس نے فقیر کو دریا کے کنارے کھڑے دیکھا تو اس سے استفسار کیا کہ اے اللہ کے بندے! یہاں کیوں کھڑے ہو اور کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ فقیر نے جواب دیا کہ میں دریا پار جانے کیلئے کھڑا ہوں۔ اس شخص نے حیرانگی کے عالم میں پوچھا کہ جب دریا پار کرنے کیلئے یہاں کوئی کشتی موجود نہیں ہے تو تم دریا کیسے پار کرو گے؟ فقیر نے استغنائی کے عالم میں فرمایا کہ میں اللہ اللہ کرتا ہوا دریا پار اتر جاؤں گا۔ فقیر کی یہ بات سن کر وہ شخص حیرانگی کے عالم میں غرق ہو گیا اور قدرے دیر کے بعد بولا۔ مجھے بھی ساتھ لے چلو کیونکہ مجھے دریا پار گاؤں میں ایک انتہائی ضروری کام سے جانا ہے۔ فقیر نے کہا کہ اچھا! تم ایسا کرو کہ میرے کندھے کو مضبوطی سے پکڑ لو اور میں اللہ اللہ کرتا ہوا دریا پار کروں گا تم میرے نام کا ورد کرتے ہوئے جانا اس طرح تم بھی میرے ہمراہ دریا کو پار کر لو گے۔ اس شخص نے فقیر کی بات مانتے ہوئے اس کا کندھا مضبوطی سے پکڑا اور وہ دونوں اکٹھے دریا میں اتر گئے۔

جب وہ دونوں دریا کے وسط میں پہنچے تو اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ خود تو

فقیر اللہ اللہ کر رہا ہے اور مجھے اپنے نام کے ورد پر لگایا ہوا ہے یہ تو سراسر گناہ ہے کیوں نہ میں بھی اللہ اللہ کا ورد شروع کر دوں۔ اس خیال کے آتے ہی اس شخص نے بھی اللہ اللہ کا ورد شروع کر دیا۔ ابھی اس نے دو تین بار ہی اللہ اللہ کہا تھا کہ وہ شخص دریا میں ڈوبنے لگا۔ فقیر کے کندھے کو جھٹکا لگا تو فقیر نے اس کی طرف نگاہ ڈالی اور کہا او نادان! تو نے میری نصیحت پر عمل نہیں کیا اور اس میں اپنے خیال اور من کو داخل کرتے ہوئے تو نے یہ نادانی والی حرکت کیوں کی اور ڈوبنے لگا۔ اب بھی بہتر ہے کہ تو میرے نام کا ورد شروع کر دے انشاء اللہ دریا پار اتر جائے گا۔ تم شک کے گرداب میں پھنس گئے ہو اس سے نکلو۔ ابھی تم میرے نام کا ورد ٹھیک طرح کر نہیں سکتے اللہ کے نام کا ورد صحیح انداز میں کس طرح کر سکو گے۔ اپنی غلطی سے توبہ کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

عشق مصطفیٰ ﷺ کی منزل

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک مرید اپنے مرشد کامل کی رہبری میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی منزل طے نہ کرے تو اسے عشق حقیقی کی آخری منزل فنا حاصل نہیں ہو پاتی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روح اور الٰہی وصال و ملاپ کا ایک ایسا سربستہ راز ہے جسے ماسوائے حصول عشق رسول اللہ ﷺ اور مرشد کامل کی صحیح نگاہ کرم اور نظر تربیت کے اس دروازہ عشق سے گزرے بغیر نہیں پایا جا سکتا۔ عشق رسول کریم ﷺ کے بحر سے گزرے بغیر آگے کوئی راہ سجھائی نہیں دیتی اور جب وہ بتوفیق الٰہی اس سمندر کی حدود پھلانگ لیتا ہے تو وہاں سے اسے اب اپنی بشریت کے تمام تقاضوں سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں تبھی اسے مقام وحدت پر رسائی حاصل ہوتی ہے۔

عشق حقیقی

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق حقیقی ایک ایسی شے ہے جس کی

تجلیات اور جلوہ نمائیاں اور رعنائیاں عاشق بن کر ظہور ہوتی ہیں اور معشوق بن کر اپنی طرف اس طرح کھینچتی ہیں کہ انسان ماسوائے مالک حقیقی کے کسی اور کا نہیں رہتا اور یہی وہ راز و نیاز سوز و ساز ہوتے ہیں جس سے ایک عاشق پھر سے وصال دیدار الٰہی کا طلب گار بنتا ہے اور اسی طلب کے سہارے وہ ولایت کے تمام مراتب طے کر سکتا ہے۔

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق الٰہی کو کن کن راہوں سے گزرنا پڑتا ہے یہ تو اس کا دل ہی جانتا ہے اسے تو نماز عشق ادا کرنا بھی از حد مشکل نظر آتا ہے کیونکہ اس کے لئے اسے اپنے خون جگر سے وضو کرنا پڑتا ہے اور اپنے جسم کے ایک ایک ریشہ کو محو دیدار الٰہی کرنا پڑتا ہے ایسے میں اس کی زبان سے کوئی لفظ یا حرف نہیں نکلتا نہ ہی اس کے ہونٹ ہلتے ہیں نہ ہی کسی قسم کا ذکر فکر ان کے ہونٹوں سے جاری رہتا ہے اس وقت ان کی حالت دیدنی ہوتی ہے اور حسن کی تابانیاں نماز عشق کو نئی چاشنی عطا کرتی ہے

دنیا مسافر خانہ ہے

ایک مرتبہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کے برادرم فضل الٰہی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سردیوں میں سرد پانی سے وضو کرتے ہوئے دیکھ کر اپنی مرضی سے ایک بڑا حمام جس میں غسل کے واسطے بھی گرم پانی کافی میسر ہو سکے امرتسر سے منگوا کر دربار شریف لا کر حاضر کیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حمام کو دیکھا تو نہایت ناراضگی کا اظہار کیا اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا یہ خیال ہے کہ مجھ کو ایسے سامان تکلف اور زیبائش کے میسر نہیں آ سکتے۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں محتاج نہیں ہوں بلکہ میں فقیر ہوں اور فقیر کے واسطے یہ دنیا مسافر خانہ ہے اور یہ سامان جس کو تم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہو فقیر کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مریدوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ فقیری تو بہت دور کی منزل ہے لیکن اس عاجز و فقیر کی نظر میں خاک اور زر برابر ہیں۔

مرشد کامل کے اوصاف

مرشد کامل کون ہوتا ہے اور اس کے کیا اوصاف ہوتے ہیں؟ اس شے کو پانا راہ حق تلاش کرنے والوں کے لئے لازم ہے۔ مرشد کامل کی چار علامات بیان کرتے ہوئے حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اول متبع شریعت ہو کسی شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر سلوک تمام کر کے منازل قرب ووصال فنا فی اللہ اور بقا باللہ طے کر چکا ہو۔ دوم جب ان کی صحبت میں بیٹھو کم از کم اس وقت کے لئے دل میں اللہ تعالیٰ عزوجل کی جانب رجوع پیدا ہو۔ سوم ان کے مریدین کو دیکھنا چاہئے کہ ان میں کیا اثر پیدا ہوتا ہے۔ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کی نسبت لازم ہے یا متعدی، وہ صرف اپنے لئے کامل ہے یا دوسروں کی ہدایت کا کام بھی اس کے سپرد ہوا ہے۔ چہارم فرائض، سنن، نوافل، عبادات کی بجا آوری اور محرکات یعنی حرام کاموں سے اجتناب اور جائز وناجائز کاموں میں تمیز کر سکتا ہو۔

مرشد کامل کی عظمت

ایک مرتبہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سے مرشد کامل کی عظمت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرشد کامل کی یہ عظمت ہوتی ہے کہ مرید کو دین اور دنیا میں خوشحال اور اس سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اسے غم روزی سے آزادی دلاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اگر بندہ روحانی بیماریوں کا شکار ہو تو ان عوارض سے بھی انہیں بچاتا ہے۔ مرشد کامل ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے مرید کی دنیا اور دین دونوں پر توجہ دیتا ہے سب سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ کے طالب کو اس دنیا کے جھمیلوں، مزاحمتوں اور آلائشوں سے بچاتا ہے۔ مرشد کامل گو ظاہری اور جسمانی طور پر اپنے مرید اور طالب حق سے دور اور غیر مرئی ہوتا ہے لیکن اپنے مرشدانہ ہدایت کے باوصف کبھی مرید سے نہ تو دور ہوتا ہے اور نہ مرید کی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے۔ وہ طالب حق کو جلد ہی معرفت سے ہمکنار کروا دیتا ہے۔ مرشد اپنے مرید کو محبتوں،

مشقتوں، مراقبوں، چلوں اور مجاہدوں میں نہیں ڈالتا بلکہ اپنی نظر کرم سے تمام مراحل طے کرا دیتا ہے اور طالب کو مغفرت الٰہی میں پہنچا دیتا ہے۔ مرید کے لئے مرشد کا تصور بحوالہ رشد و ہدایت، خداشناس اور حق نماز ہی ہوتا ہے اس لئے مرید صادق رات دن تصور شیخ میں ہی رہتا ہے چونکہ مرشد کامل صاحب عین حیاتی ہوتا ہے اس لئے وہ فنافی اللہ ہو کر بقاء باللہ کا اہل ہو جاتا ہے اور مرید کے روم روم میں اپنا بسیرا کرتا ہے اور یہی اس کی شان نرالی ہے۔

چوروں کو قطب بنا دیا

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ، پیرانِ پیر حضرت میراں محی الدین شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کو خاص الخاص عزت عطا کی ہے اور پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ، اللہ تعالیٰ کے انتہائی قریب و عزیز ہیں اس لئے میں بھی دوسروں کی طرف یہ آس لگائے بیٹھا ہوں کہ مجھ بے انتہا گنہگار اور پاپی شخص پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نظر کرم فرما دیں گے جس طرح کہ لاکھوں لوگ بلا مانگے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در سے خیر پاتے ہیں۔ دین اور دنیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں ہی اللہ عزوجل نے دے رکھی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ روکنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ مراد یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف بے پناہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چوروں کو قطب بنا دیا ہے۔ میں بھی گنہگار چور ہوں اور میرے اوپر نظر رحمت فرما دیں۔

اتباعِ سنت سے روگردانی

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سے اتباع سنت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے ظاہری شرع یعنی راہ صراط مستقیم پر چلنا چھوڑ دیا اور اتباع سنت سے روگردانی کی تو ان کہ نہ تو کوئی منزل ہے اور نہ ہی وہ سچے عاشق اور محب الٰہی ہیں کیونکہ جس طرح کلرزدہ زمین پر کبھی بھی کوئی پودا نہیں اگا کرتا اسی طرح شرع ظاہری پر

عمل کئے بغیر شرع حقیقت ہاتھ نہیں آتی بلکہ ذلت وخواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب تک انسان شرع ظاہری کا دامن نہیں تھامے گا اور اتباع سنت رسول اللہ ﷺ نہیں کرے گا تب تک وہ روزِ محشر شفاعت رسول اللہ ﷺ کا حقدار نہیں بنے گا اور نہ ہی اسے بخشش کا وسیلہ اور سہارا ملے گا۔

تصوف کی حقیقت

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف درحقیقت اس روحانی شغل کا نام ہے جس کے ذریعے عاشق الٰہی اپنے نفس یا خودی کو فنا کر کے اللہ عزوجل سے وصال کر کے بقا حاصل کرتا ہے۔ انسانی زندگی کا جو مقصد اللہ عزوجل نے متعین فرمایا ہے اس کے مطابق انسان نفس، حواس اور عقل وفرد کے دائرے سے اوپر اٹھ کر ایک ایسی خاص روحانی کیفیت میں پہنچ جائے جیسی اسے دنیا میں نظر آرہی ہے کثرت کے پردے میں نہاں ایک وناتی، محیط کل وحدت کا علم ہو جائے اور اس کی روح وقت اور مقام کی بندشوں سے اوپر اٹھ کر لطافت میں داخل ہو کر قرب الٰہی و دیدار الٰہی سے تخلیقی مراحل سے پہلے کے عرصہ کی طرح یکجائی پا جائے۔ لیکن تصوف کا یہ مشکل ترین اور دشوار راستہ مرشد کامل کے بغیر ہرگز طے نہیں ہو سکتا۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل ہی وہ واحد ہستی ہوتی ہے جو طالب اور سچے سالک کو صراط مستقیم یعنی سلوک کی منازل سے روشناس کروا کر اس آسانی سے گزرنے کا طریقہ بتلاتا ہے اور تربیت روحانی کے ذریعے اسے اس کی حقیقی منزل سے ہمکنار کرواتا ہے۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف ایک ایسا دریا ہے جس میں سفر کیلئے مرشد کامل کی شکل میں ایک ملاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ مرشد بحر حیات کی لہروں میں پھنسی بے بس روح کو پار لگانے والا ملاح ہے۔ وہ ہجر کے درد میں مبتلا مریض کا علاج

کرنیوالا ماہر طبیب ہے۔

عشق الٰہی میں قوتِ برداشت

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق کی منازل طے کرنا آسان کام نہیں ہے اس کیلئے بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تب ہی جا کر عاشق منزل مقصود پر پہنچ کر اس کا اجر پاتا ہے۔ عشق میں اگر صبر و تحمل، قوت برداشت نہ ہو تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور زندگی بے معنی ہو جاتی ہے۔ عشق الٰہی کی تپش جب دل کے اندر اپنی تپش سے سوز زیادہ کرتی ہے تو عاشق کا دل پگھل کر موم کی مانند ہو جاتا ہے اور اس کی طبع موم کی مانند حلیم اور متواضع بن جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو اور دل کے اندر سچائی کی بجائے خود غرضی پیدا ہو جائے تو ایسے عاشق کا دل پتھر کا پتھر ہی رہ جاتا ہے اور پھر ایسا عاشق، عاشق کہلوانے کے لائق نہیں رہتا۔

دل خود بخود ذاکر بن جائے گا

حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ طالب حق کو چاہئے کہ نمازِ شام کے بعد مکمل طہارت کے ساتھ قبلہ رُخ ہو کر مربع شکل میں بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اور ہاتھوں کو زانوں پر رکھے اور دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور انگلی سے بائیں پاؤں کی رگ قیماس کو مضبوطی سے پکڑے جس سے حرارت پیدا ہو کر تصفیہ کا باعث بنے اس سے دل کی چربی جو خناس کی آرام گاہ ہے پگھل جاتی ہے اور وسوسے کم ہو جاتے ہیں۔ پھر سب دنیاوی خیالات دور کر کے دل و زبان سے ذکر شروع کرے۔ ذکر سے پہلے درود شریف تین مرتبہ اور لاحول ولاقوۃ تین مرتبہ پڑھے پھر لا الہ الا اللہ بلند آواز سے شروع کرے۔ اس ذکر سے تصفیہ و تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے اور اس کی ہمیشگی سے دل زندہ ہوتا ہے اور خواب و بیداری میں آوازِ ذکر محسوس ہوتی ہے۔ عمر دراز ہونے کے علاوہ محبت الٰہی کا جوش پیدا ہوتا ہے اور

اُس ذکر کا طریقہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ جب سانس اندر آئے تو لا الہ اور جب سانس باہر آئے تو الا اللہ کو زبان کی بجائے سانس سے کہے بلکہ زبان تالو سے چپکا دی جائے تا کہ حرکت نہ کر سکے۔ ان کلمات کی ابتداء اور انتہاء ناف سے کرے۔ ہر وقت اس ذکر کو جاری رکھنے سے دل خود بخود ذاکر بن جائے گا۔

امورِ شریعت اور فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتو

حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ اپنے باطن کو صاف کرلو کیونکہ مرنے کے بعد نجات محض باطنی اعمال کی بدولت ہے اور اپنے باطن کے ساتھ ساتھ اپنے ظاہر کا بھی خیال رکھو اور امورِ شریعت اور فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتو۔

تنہائی میں ہمارا دل نہیں لگتا

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں اپنے بھائی انوار الحسن (رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ گھر کے صحن میں کھیل رہے تھے کہ انہیں اپنے سر کے اوپر آہٹ محسوس ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی جانب نگاہ دوڑائی تو حیران رہ گئے کہ آسمان سے زرق برق کپڑوں میں ملبوس سواروں کا ایک دستہ زمین پر اترا اور اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آؤ۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی انوار الحسن (رحمۃ اللہ علیہ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تنہا چھوڑ کر ان گھڑ سواروں کے ہمراہ آسمان کی جانب چلے گئے۔ آسمان پر اس وقت بادلوں کے ٹکڑے تیر رہے تھے وہ گھڑ سوار اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی انہی بادلوں میں غائب ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ماں کو پکارا اور جب والدہ آئیں تو سارا ماجرا ان کے گوش گزار کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے بجائے پریشان ہونے کے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا! وہ سیر کرنے گیا ہے واپس آجائے گا اور وہ اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ جا چکا ہے۔ اب وہ بڑا ہو چکا ہے اور

شیر خوارگی کے زمانے میں بھی وہ متعدد بار اس طرح غائب ہو چکا ہے اور پھر بخیر و عافیت واپس آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کی بات اس مرتبہ غلط ثابت ہوئے اور انوار الحسن (رحمۃ اللہ علیہ) اس مرتبہ واپس نہ لوٹے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن میں ہر وقت اپنے بھائی کی شبیہہ رہتی۔

ایک روز حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے والدہ سے دریافت کیا کہ آپ علیہا نے تو کہا تھا کہ بھائی اکثر غائب ہو جاتے ہیں اور پھر واپس آ جاتے ہیں مگر اس مرتبہ وہ واپس نہیں آئے؟

والدہ نے جواب دیا کہ وہ ہر جمعہ کی شب میرے پاس چھپ کر آتا ہے اور مجھ سے مل کر چلا جاتا ہے۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ اپنے والد سے بھی مل لیا کرے وہ اسے دیکھنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ آج میں حاضر ہوں آپ علیہا والد بزرگوار کو بھی بلا لیں۔ پھر میں نے تمہارے والد کو بلایا تو وہ انوار الحسن (رحمۃ اللہ علیہ) سے بولے کہ تم نے تو اپنی صورت دکھانا بھی چھوڑ دی ہے تو اس نے کہا کہ والد بزرگوار آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی آنکھیں بند کریں تا کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ٹھکانہ دکھا سکوں۔ پھر ہم نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور انوار الحسن (رحمۃ اللہ علیہ) کے کہنے پر دوبارہ کھولیں تو ہمیں ایک خوبصورت باغ نظر آیا جہاں ہر جانب نہریں اور لہلہاتا ہوا سبزہ تھا' وہاں پھولوں اور میوہ جات سے لدے ہوئے درخت تھے' خوش الحان پرندے نغمہ سرا تھے۔

ہم سات روز تک اس باغ میں رہے مگر ہمیں اس باغ کی نہ ہی ابتداء ملی اور نہ ہی انتہاء' ہمیں جب بھوک لگتی تو ہم میوے کھا لیتے' پیاس لگتی تو نہروں کا پانی پی لیتے۔ آٹھویں روز انوار الحسن (رحمۃ اللہ علیہ) مسکراتا ہوا آیا اور بولا کہ آپ نے دیکھ لیا کہ میں کہاں رہتا ہوں؟ تمہارے والد نے اس سے کہا کہ ہاں! ہم نے دیکھ لیا مگر اب تم ہمیں واپس چھوڑ آؤ کیونکہ تنہائی میں ہمارا دل نہیں لگتا۔ چنانچہ انوار الحسن (رحمۃ اللہ علیہ) نے ہمیں آنکھیں بند کرنے کو کہا اور جب ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم دوبارہ اپنے گھر موجود تھے اور جس دن وہ ہمیں لے کر گیا تھا وہ ہی دن اور وہی تاریخ تھی۔

دوسروں کو تماشا بناؤ

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم سے فیض حاصل کرنا شروع کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دوران ایک سنیاسی کے پاس بھی گئے اور اس سے جڑ تالی کی مشق سیکھی۔ اس شغل میں ظاہری حواس مفقود ہو جاتے ہیں اور روح دماغ میں سمٹ آتی ہے۔ آدمی جس خیال میں گم ہوتا ہے اسی خیال میں بیٹھا رہتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز جڑ تالی کی مشق ختم کرنے کے بعد سوچا کہ دیکھتا ہوں کہ اس کا اثر دوسروں پر بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مشق اپنے بھائی کو کروائی جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بھائی بے ہوش ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب بھائی کو بے ہوش ہوتے دیکھا تو پریشان ہو گئے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کو زائل کرنا نہیں آتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو جب خبر ہوئی تو وہ گھبرائی ہوئی آئیں اور افسوس سے بولیں کہ ایک تو چلا گیا تھا اب دوسرا بھی چلا گیا۔ لوگ سمجھنے لگے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بھائی مر گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے دہی کا ایک پیالہ لا کر بے ہوش بھائی کے سامنے گرا دیا تھا تا کہ اگر کوئی پوچھے تو کہیں کہ دہی کھائی اور قے کر کے مر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھبرائے ہوئے اس سنیاسی کے پاس گئے اور سارا ماجرا اس کے گوش گزار کیا۔ سنیاسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ میں نے تمہیں یہ عمل اس لئے نہیں سکھایا تھا کہ تم دوسروں کو تماشا بناؤ۔ پھر وہ سنیاسی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ گھر آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کی سر کی مشکیں چھڑوائیں۔ تیسری مشک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کو ہوش آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھائی سے بے ہوشی کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ میں تم سب کو پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ گھبراؤ نہیں میں زندہ ہوں اور کنویں میں پڑا ہوں مجھے باہر نکالو۔

معاملہ فہم

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دورانِ سفر منڈاور پہنچے اور کچھ عرصہ وہاں قیام کیا۔

منڈاور میں قیام کے دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ منڈاور میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے وصیت کی کہ میرے پسماندگان میں میری دو بیٹیاں ہیں جب تک حضرت امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور ہو گا تب ان دونوں لڑکیوں کی شادی کی جائے۔ لڑکیاں جوان اور شادی کے قابل تھیں اس لئے عزیز واقارب پریشانی کا شکار ہو گئے۔ وہ لوگ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس عجیب وغریب وصیت کا ذکر کیا۔ ان لوگوں میں وہ بیوہ بھی تھی جس کی دونوں بیٹیاں تھیں۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحمل سے پورا واقعہ سنا اور ان لڑکیوں کی ماں کو مشورہ دیا کہ شریعت میں بیک وقت دو بہنوں کی شادی ایک مرد سے جائز نہیں ہے۔ چنانچہ بہتر یہ ہو گا کہ ایک لڑکی کی شادی کر دو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے کے تحت ایک بیٹی کی شادی کر دی گئی۔ جب یہ مرحلہ طے ہو گیا تو حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر مشورہ دیا کہ امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور نجانے کب ہو؟ ممکن ہے کہ امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور تک اس کی عمر وفا نہ کرے لہٰذا مناسب یہی ہے کہ اس کی بھی شادی کر دو اور اس کی اولاد میں سے جو لڑکی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ہو گی اس کی شادی ان سے کر دی جائے گی۔ یہ مشورہ بھی سب کو پسند آیا اور اس طرح دوسری لڑکی کی بھی شادی ہو گئی۔

خود تو عمر بھر گولریاں کھائیں اور ہمیں بھوک نے مار رکھا ہے

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ کلیر شریف گئے تو حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں ایک سال تک قیام کیا۔ یہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض حاصل ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دنوں سے فاقے سے تھے۔ نقاہت اور ناتوانی نے اُن کی جان سلب کر رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گویا ہوتے ہوئے کہا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود تو ساری عمر گولریاں کھائیں اور ہمیں بھوک نے مار رکھا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ ایک خادم پاس آیا اور معذرت کے ساتھ کھانے کا خوان رکھ کر چلا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہونٹوں پر تبسم پھیل گیا۔

اگر ہم ہمہ اوست کہیں تو طلب کس کی کریں؟

کرت پور سے حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف پہنچے اور شاہ نیاز بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ ان کے پاس قیام کیا۔ ایک روز حضرت شاہ نیاز بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ ہمہ اوست کیوں نہیں کہتے؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ قالی اور خالی ہیں جو حالی ہیں وہ یہ نہیں کہتے۔
ہم ٹھہرے طالب علم اگر ہم ہمہ اوست کہیں تو طلب کس کی کریں؟"

حضرت شاہ نیاز بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ مگر ان کے ایک خلیفہ نے حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ہمارے حجرے میں چلئے ہم آپ کو توجہ دیتے ہیں۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ حجرے میں چلے گئے۔ وہ انہیں توجہ دینے بیٹھ گئے۔ اچانک حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"شاہ صاحب! اس وقت تو آپ بالکل حضرت شاہ نیاز بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ
معلوم ہو رہے ہیں۔"

حضرت شاہ نیاز بے نیاز رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ نے فوراً استغفر اللہ پڑھنا شروع کر دیا اور کہا کہ ذرے کو آفتاب سے کیا نسبت؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بولے:

"سبحان اللہ! آپ خدا بننے کے لئے تیار ہیں مگر شاہ نیاز (رحمۃ اللہ علیہ)
نہیں بن سکتے۔ بھلا ایسے شخص کی توجہ کس کام کی جو کبھی خدا بن بیٹھے
اور کبھی بندے کا بندہ۔"

سلطنت کا تاج

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سنبھل آئے تو وہاں غلام حسین نامی ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان لیا اور پوچھا کہ آپ حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات میں سر ہلا دیا اور کہا کہ ہاں! مجھے یہ شرف حاصل ہے۔ غلام حسین نے خوش ہو کر کہا کہ میں بھی انہی کا مرید ہوں اور مدت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں تھا۔ حضرت نے وصال کے وقت فرمایا تھا کہ غوث علی (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارے پرانے رفیق اور دوست ہیں۔ وہ آوارہ گرد آدمی ہیں کبھی اس طرف آ نکلیں تو ان کی خاطر مدارت کرنا۔ غلام حسین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی خدمت کی اور شہر بھر میں چرچا کروا دیا کہ حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلیفہ آ گئے ہیں جن کے متعلق حضرت نے وصیت فرمائی تھی۔ یہ چرچا سن کر حضرت حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید جوق در جوق حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنے لگے۔ ان کو تواضع کا عظیم الشان اہتمام کیا گیا۔ چند روز کے بعد ادنیٰ و اعلیٰ مجتمع ہو کر جلوس کی شکل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے اور مودبانہ درخواست کی کہ حضرت! پگڑی باندھ لیجئے۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ توقف کے بعد ان سے پوچھا: سچ سچ بتاؤ عزیزو! شاہ صاحب نے ہماری نسبت کیا لفظ فرمایا تھا' مرید یا رفیق؟ لوگوں نے بیک زبان ہو کر کہا کہ سیّد! انہوں نے رفیق کہا تھا۔ حضرت غوث علی شاہ نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ان کے مرید ہیں اور جہاں تک رفیق ہونے کا سوال ہے' کیا ایسا ممکن ہے کہ یہ بات ہم نے روٹیوں کی خاطر خود ہی مشہور کروا دی ہو؟ لوگوں نے کہا کہ حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا تم لوگوں کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟ تم لوگ فقیر ہو یا دنیادار؟ لوگوں نے اعتراف کیا کہ وہ دنیادار ہیں۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے پوچھا: تمہاری ہمارے متعلق کیا رائے ہے؟ کیا ہم فقیر ہیں یا دنیادار؟ سب نے مل کر کہا کہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فقیر سمجھتے ہیں۔ حضرت غوث علی شاہ

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تعجب کی بات ہے کہ ہم فقیر ہو کے دنیاداروں کے ہاتھوں سے پگڑی باندھیں البتہ اگر شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ حیات ہوتے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے جوتیاں بھی ہمارے سر پر رکھ دیتے تو ہم ان کی جوتیاں اپنے لئے سلطنت کا تاج سمجھتے۔

اہل طریقت کے ظاہری اعمال

ایک مرتبہ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے وضو، غسل، نماز، روزے، حج، تجرید و تفرید اور توبہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ پوچھنے والے نے پوچھا کہ اہل طریقت کے نزدیک ان ظاہری اعمال سے کیا مراد ہے؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

''شریعت میں یہ اعمال اس طرح بتائے گئے ہیں وہ ان کی صورت ہے اور طریقت میں ان اعمال کی حقیقت مقصود ہوتی ہے۔ مثلاً وضو ظاہر میں حدثِ اصغر سے پاک ہونا ہے اور باطن میں غیر اللہ سے قلب کی تطہیر ہونا۔ غسل ظاہر میں حدثِ اکبر سے طہارت حاصل کرنا ہے اور باطن میں شرک اور دوئی سے نجات پانا اور توحید کے دریا میں غوطہ لگانا۔ اسی طرح طریقت میں نماز وہ ہے جس کی مسجد تسلیم کے مقام میں ہے اور ابروئے یار کی طاق جس کی قبلہ گاہ ہے۔ روزہ اندیشوں اور خطرات سے دل کی حفاظت کرتا ہے تا کہ پھر حق کے مشاہدے سے افطار ہو۔ حج اپنے آپ سے سفر کرنا اور خود فراموشی ہے اور اپنے کام کے آغاز کی طرف قدم اٹھانا ہے۔ تجرید کا مطلب ہے بالکل فارغ اور احباب واعزا سب سے آزاد ہو جانا۔ تجرید کے بعد تفرید لازم ہے یعنی آخرت تک سے بے نیاز ہو جاتا۔ توبہ کا مطلب ہے تمام سے گزر جانا۔ کیا جنت، کیا دوزخ، سب کو فراموش کر کے وحدت کے دریا میں غرق ہو جاتا ہے۔''

مرشد کی ضرورت

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ یہ بات تو مسلم ہے کہ ہر امر تقدیر الٰہی سے وابستہ ہے۔ پھر آدمی کو کسی مرشد کی ضرورت کیوں ہے؟ مرشد مقدر کے معاملے میں کیا تصرف کر سکتا ہے؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"یہ درست ہے کہ مرشد مقدر کے معاملات میں تصرف نہیں کر سکتا لیکن ایک باخبر مرشد کی تدبیر بھی تقدیر کے برابر ہوتی ہے اور طالب کو تقدیر کی غایت تک پہنچا دیتی ہے۔"

اس کے بعد اس سلسلے میں ایک واقعہ بیان کیا کہ کسی شہر میں ایک امیر کبیر شخص رہتا تھا۔ اس کے مکان میں ایک درویش بھی رہتے تھے۔ امیر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ درویش نے تقدیر کے فرشتے سے اس کی تقدیر دریافت کی۔ معلوم ہوا کہ اس کے تھان پر ہمیشہ ایک گھوڑا بندھا رہے گا۔ اس لڑکے کے بعد امیر کے ہاں دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ چڑی مار ہوگا۔ پھر اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ طوائف ہو جائے گی اور بازار جا کر بیٹھے گی اور ہر رات ایک نہ ایک مرد اس کے پاس رہے گا۔ درویش وہاں سے چلے گئے اور ایک مدت بعد دوبارہ اس شہر میں پہنچے۔ معلوم ہوا کہ امیر تباہ ہو چکا ہے اور اس کا بڑا لڑکا سرکاری سواروں میں پانچ روپے کا نوکر ہے۔ دوسرا لڑکا چڑی مار ہے اور لڑکی بازار کی زینت بنی ہوئی ہے۔ درویش بڑے لڑکے کے پاس پہنچے۔ بڑا لڑکا خود محتاج تھا مگر حتی المقدور درویش کی مہمان داری کرتا رہا۔ چند روز بعد درویش نے اس سے کہا کہ تو نوکری چھوڑ دے اور اپنا گھوڑا بیچ دے۔ لڑکے کو طرح طرح کے اندیشے پیدا ہوئے لیکن وہ درویش کا معتقد تھا اس لئے اس کے کہنے پر عمل کیا اور گھوڑا اچھے داموں بک گیا۔ لڑکے نے درویش کے کہنے سے ایک کم قیمت ٹٹو خریدا اور اسے بیچ دیا۔ پھر وہ باقاعدہ یہ کام کرنے لگا اور بہت جلد مالا مال ہو گیا۔ درویش نے اس سے کہا کہ تم یہی کام کرتے رہنا اور

روز خریدنا اور بیچنا تمہارا تھان گھوڑے سے کبھی خالی نہیں رہے گا۔اس کے بعد وہ درویش دوسرے لڑکے چڑی مار کے پاس پہنچے اور اس سے اس کی کیفیت دریافت کی اور کہا کہ اب تم جس وقت شکار کے لئے جاؤ ہمیں بھی ساتھ لے جانا۔دوسرے روز دونوں جنگل میں پہنچے۔ لڑکے نے جال لگایا۔درویش نے کہا کہ معمولی چڑیوں کی پرواہ نہ کرنا۔جب تک جال میں کوئی شہباز نہ پھنسے جال نہ کھینچنا۔وہ بولا میری تقدیر ایسی کہاں؟ یہاں تو یہ حال کہ صرف دو آنے روز کے مل جاتے ہیں اور وہ بھی غنیمت ہیں۔درویش نے کہا کہ میں تم سے جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔اس اثناء میں معمولی معمولی پرندے آئے اور نکل گئے۔آخر صبح سے شام ہو گئی۔شام کے وقت اچانک ایک شہباز جال میں آن پھنسا۔لڑکا بہت خوش ہوا۔بازار لے جا کر شہباز بیچا تو پورے سو روپے ملے۔درویش نے نصیحت کی کہ یاد رکھو! جب تک تمہارے جال میں شہباز نہ پھنسے مطمئن نہ ہونا اور چھوٹے موٹے جانور پکڑنے سے توبہ کر لو۔لڑکے نے اس نصیحت پر عمل کیا اور چند ہی روز میں انتہائی خوش حال ہو گیا۔اس کے بعد درویش لڑکی کے پاس پہنچے کہ دیکھو آج کی رات یہ طے کر لو کہ جب تک تمہارا کوئی امیدوار تمہیں رات کے سو روپے نہ دے اسے منہ نہ لگانا۔لڑکی بولی میری اوقات محض چند ٹکوں کی ہے بھلا مجھے کون سو روپے دے گا؟ درویش بولا! پہلے سے مایوس ہو کر بیٹھ جانا گناہ ہے تم تجربہ کر کے تو دیکھو۔لڑکی نے ان کی بات مان لی۔شام سے مرد آنا شروع ہو گئے۔جو بھی آیا لڑکی نے اس سے سو روپے طلب کئے۔لوگ یہ کہہ کر واپس جاتے رہے کہ تیری عقل خبط ہو گئی ہے مگر لڑکی اپنے مطالبے پر جمی رہی۔آخر آدھی رات کے قریب ایک شخص آیا اور اس نے سو روپے دینا منظور کر لیا۔اس کے بعد سے لڑکی نے ہمیشہ کے لئے یہی اصول اپنا لیا اور بہت جلد ایک مال دار عورت ہو گئی۔

خاکستر خوشبو اور بدبو دونوں چیزیں ڈھانپ لیتی ہے

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ فقیر کی کیا علامت ہے؟ آپ

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"خاکستر ہونا جس طرح خاکستر خوشبو اور بدبو دونوں چیزیں ڈھانپ لیتی ہے اسی طرح فقیر بھی لوگوں کے عیب وصواب اور نیک و بد پر نظر نہیں کرتا۔"

یقین کا بیان

کسی نے حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے یقین کے بارے میں پوچھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یقین کی تین اقسام ہیں۔ علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین۔ دیکھو سامنے جو گھڑا ہے تم اس کی صورت دیکھ کے سمجھ سکتے ہو کہ اس میں پانی ضرور ہے جو صاف، سفید اور سیال ہے اور جو پیاس رفع کرتا ہے یہ علم الیقین ہے۔ لیکن جب تم گھڑے کا ڈھکن اٹھا کر اپنی آنکھ سے صاف، سفید اور سیال پانی دیکھ لو گے تو یہ عین الیقین ہو گا۔ پھر جب تم گھڑے سے پانی انڈیل کے پی لو گے تو تم میں اور پانی میں کوئی واسطہ، کوئی حجاب باقی نہیں رہے گا۔ تمہاری اور اس کی حقیقت واحد ہو جائے گی یہ حق الیقین ہے۔"

خلوت کی کیفیت دولہا دلہن کے سوا کسی کو معلوم نہیں

کسی نے حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ معرف کا راستہ کس طرح طے کیا جاتا ہے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرید معرفت کا راستہ پیر کے وسیلے سے طے کرتا ہے اس کی پیر کو خبر نہیں ہوتی جیسے دولہا دلہن کا ہر کام اعزا اور احبا کرتے ہیں مگر خلوت کی کیفیت دولہا دلہن کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتی۔

آپ معافی کس چیز کی مانگ رہے ہیں؟

حضرت غوث علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی محفل ایک قلندرانہ محفل تھی۔ سوالی آتے اور

جھولی بھر کے چلے جاتے سیاہ قلب آتے اور اندھیرے سے نکل کر روشنی میں چلے جاتے اہل علم آتے اور عرفان کے موتیوں سے مالا مال ہو کر واپس لوٹتے حتیٰ کہ جو سائل بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ ضرور نوازا جاتا۔ ایک روز ایک ضعیف شخص آیا۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مریدوں سے معرفت کے اسرار پر گفتگو کر رہے تھے۔ ضعیف شخص کچھ دیر تک خاموشی سے ان کی گفتگو سنتا رہا۔ پھر کچھ کہنے کی اجازت لے کر بولا کہ جناب! میں تو آپ کی بڑی تعریفیں سن کر یہاں آیا تھا لیکن آپ تو بالکل خالی ہیں۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ماتھے پر شکن تک نہیں آئی اور بڑے تحمل سے گویا ہوئے کہ حضرت! ہمیں آج تک یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ ہم خالی ہیں یا بھرے ہوئے ہیں۔ ہم اپنی زندگی میں بے شمار فقیروں اور بزرگوں کی خدمت میں گئے لیکن کسی نے ہمیں ہمارے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ شکر ہے کہ آج آپ کی زبان سے یہ عقدہ حل ہو گیا۔ وہ شخص وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچا اور فاتحہ خوانی کرنے لگا۔ پھر زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ وہاں سے روتا ہوا دوبارہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قدموں میں سر رکھ دیا اور کہنے لگا کہ حضور! مجھ سے غلطی ہو گئی' مجھے یہ حال معلوم نہیں تھا' میرا قصور معاف کر دیجئے؟ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قدموں سے ہٹاتے ہوئے فرمایا کہ میرے بزرگ! وہ بھی ہمارے متعلق آپ کا خیال تھا اور یہ بھی آپ ہی کا خیال ہے۔ ہم تو جیسے اس وقت تھے ویسے ہی اب ہیں نہ آپ کے انکار سے کچھ کمی ہوئی ہے نہ اقرار سے بیشی ہوئی۔ آپ معافی کس چیز کی مانگ رہے ہیں؟

ہر چیز سے بے نیاز رہے

راج گڑھ کے نواب نے حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ڈھائی ہزار روپے بطورِ نذرانہ پیش کیے۔ بعض ارادت مندوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اس سے مکان تعمیر کروا لیجئے اور کسی نے مشورہ دیا کہ زمین خرید لیجئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہندو فقیر کا قصہ بیان کیا

کہ اس نے اپنے چوبیس گرو بنائے تھے۔ ان میں سے ایک گرو سانپ تھا۔ سانپ کبھی گھر نہیں بناتا جہاں سوراخ پاتا ہے گھس جاتا ہے۔ ان کا دوسرا گرو کتا تھا۔ کتا اپنے مالک کے سوا کسی کے دروازے پر نہیں جاتا۔ تیسرا گورو چیل تھی۔ چیل کو گوشت کا مچامل جاتا ہے تو دوسری چیلیں اور کوے اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ چیل ناچار گوشت پھینک کر کسی اونچی ٹہنی پر سب سے الگ جا کر بیٹھ جاتی ہے اور حریصوں کا تماشا دیکھتی ہے۔ یہ قصہ سنا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر توقف کیا اور کہا کہ ہمیں گھر بار بنانے سے کیا مطلب؟ ہم فقیر آدمی ہیں اور اتنا روپیہ پاس رکھ کر مفت کی بلا اپنے ذمہ کیوں لیں؟ اسے تقسیم کر دو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر تجرد میں گزار دی اور ہر چیز سے بے نیاز رہے۔

ٹوپی کی بہار

پانی پت میں قیام کے دوران حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ عمدہ قسم کی ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے۔ کسی شخص نے کہا کہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر بہت اچھی معلوم ہو رہی ہے۔ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت وہ ٹوپی سر سے اتاری اور اس کے سر پر رکھ دی۔ اس نے پوچھا کہ حضور! یہ کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے اس ٹوپی کی بہار دیکھ لی ہے اب ہم بھی تو دیکھیں کہ یہ واقعی اچھی لگتی ہے یا نہیں؟ ہو سکتا ہے کہ تم ہمیں خوش کرنے کے لئے ایسا کہہ رہے ہو۔ پھر اس کے سر پر ٹوپی کا جائزہ لیتے ہوئے بولے: بے شک یہ تمہارے سر پر بہت اچھی لگ رہی ہے اس لئے اب اسے تم ہی اوڑھو۔ یہ حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی قلندرانہ شان تھی کہ وہ ہر عمدہ چیز اور نقدی وغیرہ لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے تقویٰ' طہارت' اتباع سنت' پاکیزہ اخلاق اور حسن و سیرت کے اوصاف سے مزین ہو چکے تھے۔ ساڑھے تین

برس کی عمر میں صرف ایک نیچا کرتہ پہنے ہوئے باہر سے دولت خاں ہ کی جانب تشریف لے جا رہے تھے کہ سڑک پر ایک گاڑی میں کچھ طوائفیں بیٹھی ہوئیں کسی رئیس کی تقریب میں گانے بجانے کے لئے جا رہی تھیں۔ اُن کا سامنا ہوتے ہی فوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کرتے کا دامن اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر وہ طوائفیں ہنسنے لگیں اور پھر ان میں سے ایک بولی۔ واہ میاں صاحب! آنکھوں کو چھپا لیا اور ستر کھول دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں برجستہ جواب دیا:

"جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔"

یہ جواب سن کر وہ سب سکتہ کے عالم میں ہو گئیں۔

فصاحت و بلاغت

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک صرف ساڑھے تین سال تھی۔ ایک صاحب تشریف لائے اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عربی میں گفتگو کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عجمی ہونے کے باوجود نہایت فصیح و بلیغ عربی میں اس کے ساتھ کلام کیا مسجد میں موجود حاضرین ایک چھوٹے سے عجمی بچے کو اس طرح عربی میں بات کرتے دیکھ کر حیران و پریشان تھے۔

بارگاہِ رسالت میں حاضری دینے والے کی عزت

جب کوئی حاجی بیت اللہ شریف کا حج کر کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اس سے پہلا سوال یہی کیا کرتے کہ کیا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو فوراً اس کے قدم چوم لیتے اور اگر جواب ناں میں ہوتا تو پھر اس کی جانب بالکل توجہ نہ فرماتے تھے۔

الٰہی! میں تیرے لئے احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) لایا ہوں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور حضور پُر نور سیّد آلِ رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر ۱۲۹۴ ہجری بمطابق ۱۸۷۷ عیسوی میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔ بیعت کے فوراً بعد ہی مرشد پاک نے آپ دونوں حضرات کو خلافت نامہ عطا فرما کر خرقہ مقدسہ سے بھی سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا سیّد ابوالحسن نوری عرف میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّد آلِ رسول رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تو طویل بامشقت ومجاہدات وریاضات کے بعد خلافت واجازت دی جاتی ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان دونوں حضرات کو بیعت کرتے ہی خلافت بھی دے دی گئی ہے؟

حضرت سیّد آلِ رسول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میاں صاحب اور لوگ زنگ آلود اور میلا کچیلا دل لے کر آتے ہیں۔ اس کی صفائی کے لئے اور پاکیزگی کے لئے مجاہدات' طویل ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ دونوں حضرات صاف ستھرا اور پاکیزہ دل لے کر ہمارے پاس آئے ہیں ان کو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی ان کو حاصل ہوگئی۔ مجھے اس بات کی بہت فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے روز اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے آلِ رسول (رحمۃ اللہ علیہ)! تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں بارگاہ الٰہی میں کون سی شے پیش کروں گا۔ لیکن آج میری وہ فکر دور ہوگئی ہے کیونکہ جب اللہ عزوجل پوچھے گا کہ آلِ رسول (رحمۃ اللہ علیہ) تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ الٰہی! میں تیرے لئے احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) لایا ہوں۔

شریعت ہی پر طریقت کا دارومدار ہے

جب ملحدین' فاسقین اور نام نہاد صوفیوں نے جھوٹی طریقت کی آڑ میں شریعت

محمدیہ ﷺ پر حملے کرنے شروع کئے اور شریعت کو طریقت کا مخالف بنانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شدت سے مخالفت کی اور اس مسئلے کی تمام جزیات وتفصیلات کو اپنی کتاب ''مقال العرفا'' میں قرآن وحدیث واقوال علماء صلی باطن سے ثابت کیا کہ شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع۔ شریعت منبع ہے اور طریقت اس کے نکلا ہوا دریا۔ طریقت کی جدائی شریعت سے محال ودشوار ہے۔ شریعت ہی پر طریقت کا دارومدار ہے۔ شریعت ہی اصل کار اور محک ومعیار ہے۔ شریعت ہی وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ بھی چلے گا اللہ عزوجل کی راہ سے دور پڑے گا۔ طریقت اس راہ روشن کا ٹکڑا ہے۔ اس کا اس سے جدا ہونا محال وناسزا ہے۔ طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت مطہرہ ہی کے اتباع کا صدقہ ہے۔ جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی اور زندقہ ہے۔

زکوٰۃ فرض نہ ہوئی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مصارف ضروریہ کے علاوہ تمام مال غرباء ومساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مجھ پر آج تک زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ساری زندگی کبھی اتنا مال ہی اکٹھا نہ ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در سے کبھی کوئی سائل خالی واپس نہ لوٹتا تھا۔

ایمان کو بچاؤ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تم حضور نبی کریم ﷺ کی بھولی بھیڑیں ہو اور بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں اور تمہیں فتنہ میں مبتلا کریں تم ان سے بچو اور ان سے دور رہو۔ یہ دیوبندی، قادیانی، رافضی، نیچری، چکڑالوی یہ سب بھیڑیئے ہیں اور تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں تم

ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔

جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت وہلاکت ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ عزوجل کے نور ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے نور سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روشن ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نور سے تابعین عظام رضی اللہ عنہم روشن ہوئے۔ تابعین عظام رضی اللہ عنہم کے نور سے تبع تابعین رضی اللہ عنہم روشن ہوئے اور پھر ان سے آئمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ روشن ہوئے اور یہی وہ نور ہے جو آج مجھ تک پہنچا۔ میں تمہیں بھی اس نور کو دیتا ہوں تم مجھ سے نور لے لو اور وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول اللہ ﷺ کی سچی محبت اور ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت۔ جس کسی نے بھی اللہ ورسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی وہ تمہیں کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور جس کسی کو بھی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ذرا بھر بھی گستاخ دیکھو پھر وہ کتنا ہی بزرگ کیوں نہ ہو اسے اپنے اندر سے دودھ میں مکھی کی طرح باہر نکال کرو۔ میں نے قریباً چودہ برس کی عمر سے یہی درس دیا ہے اور اب اپنی آخری عمر میں بھی یہی درس دے رہا ہوں۔ میں قبر سے تمہارے پاس نہ آؤں گا اور جس نے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور ونجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت وہلاکت ہے۔

مجذوب کی پہچان کیا ہے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مجذوب کی پہچان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ وہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔ حضرت سیّدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مشہور مجذوب ہیں اور ان کا مزار شہر احمد آباد میں واقع ہے میں ان کے مزارِ پاک کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ زنانہ وضع رکھتے تھے اور ایک مرتبہ شدید قحط پڑا تو بادشاہ وقاضی ودیگر اکابرین جمع ہوکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کردیا مگر جب ان کی آہ وزاری حد سے بڑھ گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پتھر اٹھا کر اپنے دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں پر مارنے کا ارادہ کرتے ہوئے آسمان کی جانب منہ کیا اور فرمایا کہ بارش کیجئے یا اپنا سہاگ واپس لیجئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا تھا کہ بارش شروع ہوگئی۔

مجھے خود بخود ان سے حیاء کرنا ہوگی

روایات میں آتا ہے کہ جوانی میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرح شرمیلے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے جسم مبارک کو ڈھانپ کر رکھتے تھے اور جب کسی عورت کو دیکھتے تو اپنے چہرے کو چھپا لیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس رویے کو دیکھتے ہوئے عورتوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق اڑانا شروع کردیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ پردہ کیسا ہے؟ پردہ تو عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ والدہ محترمہ! پردہ واقعی عورتوں کے لئے ہوتا ہے لیکن جب عورتیں پردہ نہ کریں گی اور کھلے عام بے پردہ پھریں گی تو پھر مجھے خود بخود ان سے حیاء کرنا ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب کچھ دنوں میں ہی پورے شرقپور شریف میں مشہور ہوگیا اور عورتوں نے بے پردہ گھروں سے نکلنا چھوڑ دیا۔

اللہ پاک محض اپنے فضل سے کردے گا

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ عزوجل پر توکل اس قدر تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہماری مسجد اوپر نیچے سے مہمانوں سے بھر جائے اور ہمارے پاس ایک پیسہ بھی ان کو کھلانے کے لئے نہ ہو تو ہمیں اس بات کی فکر نہ ہوگی کہ پیسے کہاں

سے آئیں گے اور کہاں سے ان آنے والوں کے کھانے کا انتظام ہو گا سب کچھ اللہ پاک محض اپنے فضل سے کر دے گا اور لوگ دیکھتے رہ جائیں گے۔

بلی کو دفن کر دو

ایک مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک بلی آئی اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک سے ٹکرا گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک سے ٹکرانے کے بعد اس بلی پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور وہ تڑپنا شروع ہو گئی۔ ایک گھنٹہ اسی طرح تڑپنے کے بعد وہ بلی مر گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خدام سے فرمایا کہ جاؤ کفن کا سامان لاؤ اور اس بلی کو کفن دینے کے بعد قبرستان میں دفن کر دو۔ چنانچہ خدام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق اس بلی کو دفن کر دیا۔

جاہل کثرت سے اکتسابِ فیض حاصل کرتے

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نماز با جماعت کی سختی سے پابندی کرتے تھے اور کسی بھی شخص کی یہ جرأت نہ ہوتی کہ وہ شرقپور شریف حاضر ہوتا اور باجماعت نماز سے غیر حاضر ہوتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خطبہ دو زانوؤں پر بیٹھ کر ارشاد فرماتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ سننے والوں کے دلوں پر اثر کرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی طریقے سے خطبہ فرماتے تھے کہ سننے والوں کے دلوں پر اس کا اثر ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محافل میں کثرت سے جاہل شامل ہوتے اور اکتسابِ فیض حاصل کرتے تھے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

ایک مرتبہ ایک پٹھان حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ جس طرح میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اس سے کہیں بہتر تمہیں حضور نبی کریم ﷺ دیکھ رہے ہیں۔ پٹھان نے پوچھا کہ کیا ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' پڑھنا جائز ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خود اسے پڑھتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ پٹھان بھی بے ساختہ بلند آواز سے ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' پڑھنا شروع ہو گیا یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو اس کے دل میں تمام شکوک وشبہات دور ہو چکے تھے۔

راز و نیاز کی باتیں راز ہی رہیں گی

ایک مرتبہ علی پور سیداں میں ایک مجذوب قیام پذیر ہوا۔ اس مجذوب کی عادت تھی کہ وہ گاؤں میں قیام کرنے کی بجائے گاؤں سے باہر قیام کرتا تھا۔ یہ مجذوب نہ کسی سے کچھ مانگتا تھا اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی بات چیت کرتا تھا۔ اس مجذوب کو جب بھوک لگتی تو وہ گاؤں میں داخل ہوتا اور کسی بھی گھر کے باہر کھڑا ہو جاتا۔ اس مجذوب کے اس طرح کھڑے ہونے سے وہ گھر والا سمجھ جاتا کہ اسے بھوک لگی ہے چنانچہ اہل خانہ اس مجذوب کو کھانے کی کوئی چیز دے دیتے۔ عرصہ دراز تک اس مجذوب کی یہی عادت رہی۔ اس دوران لوگوں کو اس کا نام بھی معلوم نہ ہو سکا اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ اس کا تعلق کس جگہ سے ہے۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کھیل کود کے لئے نکل تو پڑتے مگر جب کھیل شروع ہوتا تو ان سے الگ تھلگ ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوستوں کے ہمراہ اس مجذوب کی جھونپڑی کے نزدیک چلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں نے کھیلنا شروع کر دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حسب عادت ایک جگہ ہٹ کر علیحدہ بیٹھ گئے۔ اس دوران اس مجذوب کی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو اس نے اشارہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر اس مجذوب کے پاس چلے گئے اور باادب ہو کر اس کے پاس بیٹھ گئے اور اس مجذوب کے ساتھ باتیں کرنا

شروع کردیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ آئے ہوئے بچے پہلے تو گھبرا گئے مگر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کوانہماک کے ساتھ اس مجذوب کے ساتھ گفتگو کرتا ہوا دیکھا تو حیران و پریشان ہو گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اس مجذوب کے ساتھ گفتگو کے بعد واپس لوٹے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس گفتگو کی بابت جاننا چاہا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ بھی بتانے سے انکار کر دیا۔ جب اس بات کی خبر گاؤں کے دیگر لوگوں کو ہوئی تو انہوں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس مجذوب کی بابت دریافت کیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کے جواب میں فرمایا کہ وہ راز و نیاز کی باتیں تھیں اور وہ راز ہی رہیں گی۔اس واقعہ کے بعد وہ مجذوب علی پور سیّداں سے چلا گیا اور اس کو پھر کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔

چالیس چالیس میل کا سفر دوڑ کر طے کیا

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ بابرکات جوانی میں ہی بہت نرالی تھی ہر بوڑھا جوان آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر رشک بھری نگاہوں سے دیکھتا رہ جاتا تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جوانی کا دور علمی اور فکری دور تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی شرعی اصولوں کے مطابق بسر کی۔حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست اللہ بخش جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بسر کیا فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ میں ایامِ جوانی میں اہل اللہ کی تلاش میں پیدل پھرا کرتا تھا اور جب مجھے کسی جگہ کسی بزرگ کے بارے میں معلوم ہوتا تو میں فوراً سے بیشتر ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی کوشش کرتا تھا اور اکثر و بیشتر میں نے چالیس چالیس میل کا سفر دوڑ کر طے کیا ہے۔

پیر خانے کا مہمان بیٹھا ہے

اسی طرح ایک مرتبہ مکان شریف کا خاکروب حضرت پیر بڈھن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اپنے گھر موجود نہ تھے۔ خاکروب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر موجودگی میں چمڑے کے ایک بنڈل پر بیٹھ گیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ پیر خانے سے خاکروب آیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اور اسے عمدہ پلنگ پر بٹھایا اور حکم دیا کہ اس چمڑے کی جوتیاں نہ بنوانا بلکہ اس کا ڈول بنا کر کنویں میں ڈال دینا کیونکہ اس پر میرے پیر خانے کا مہمان بیٹھا ہے۔

گھوڑی پر سوار رہنا بے ادبی ہے

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ خانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ باؤلی شریف والوں کی بیعت حضرت خواجہ نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ پٹھان تھے۔ ایک روز خواجہ خانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ گھوڑی پر سوار کہیں جا رہے تھے کہ راہ میں ہینگ بیچنے والے کچھ پٹھانوں سے ملاقات ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں دیکھتے ہی گھوڑی سے نیچے اتر آئے اور فرمایا کہ یہ میرے پیر صاحب کے ہم وطن ہیں اس لئے میرا گھوڑی پر سوار رہنا بے ادبی ہے۔

آدابِ شریعت ختم ہونے پر فقراء کا اثر بھی ختم ہو جاتا ہے

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حتیٰ الامکان کوشش کرتے تھے کہ شریعت پر مکمل طور کار بند رہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پیر اگر شرعی امور اور فقہی مسائل سے آگاہ نہ ہو تو پھر اس کے مریدین برباد ہو جاتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر بزرگ وصال پا گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے

وصال پانے کے بعد ان کے گھرانے سے پردہ ناپید ہو گیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سننے کے بعد فرمایا کہ جس جگہ سے آدابِ شریعت اٹھ جائیں وہاں سے پھر فقراء کا اثر بھی ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کچھ ایسا ہی ہوا اور اس خاندان کی فضیلت و برکت کچھ عرصہ میں ہی ختم ہو گئی۔

شریعت کی پاسداری

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالغنی کے پاس تشریف لے گئے جن کا شمار اس دور کے نامور حکماء میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ مولانا عبدالغنی کے پاس ایک نامحرم عورت آئی۔ انہوں نے اس خاتون کی نبض پکڑ کر اسے دیکھا اور پھر دوا دے دی۔ اس عورت کے جانے کے بعد حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالغنی سے فرمایا کہ اگر آپ نبض پر کپڑا رکھ دیتے تو بہتر تھا کیونکہ اس طرح شریعت کی پاسداری بھی ہو جاتی اور آپ اس کی نبض بھی دیکھ لیتے۔

درویش کو آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہیے

منشی غلام دین بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ گرمیوں کے دنوں میں میں موضع تھوبہ سے پیدل ہی علی پور سیداں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہو گیا۔ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق مجھے اس شدید گرمی میں چلا رہا تھا اور میں چل رہا تھا۔ اس دوران میں جب دریا کے کنارے پر پہنچا تو دریا طغیانی پر تھا۔ دل میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں پانی گہرا نہ ہو مگر شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں نے دریا میں قدم ڈال دیئے۔ اللہ کی قدرت سے دریا کا پانی میرے گھٹنوں سے اوپر نہ گیا۔ میں علی پور سیداں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرف نیاز حاصل کی۔ اگلے روز جب میں واپس جانے لگا تو حضرت پیر سید

جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: منشی صاحب! دریا کشتی سے ہی پار کرنا چاہیے اور درویش کو آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہیے۔ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر میں حیران ہو گیا۔

بدبودار کو نفس سے برا خیال نہ کرو

نیاز الدین حجام جو کہ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حجامت بناتے تھے ان سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ پٹھان کوٹ سے تین آدمی آئے ان میں ایک چنبل کا مریض بھی تھا۔ یہ لوگ کافی دیر تک حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے رہے۔ اس دوران میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ اس چنبل کے مریض کو باہر کیوں نہیں لے جاتے۔ ابھی یہ خیال میرے دل میں ہی تھا کہ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ میرے باطن سے آگاہ ہو گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: بدبودار کو نفس سے برا خیال نہ کرو۔

استاد کی سزا سے بچ جاؤں گا

مولوی غلام محی الدین کو پتہ چلا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی ہیں تو انہوں نے ایک روز امتحان لینے کی غرض سے ایک سبق یاد کرنے کے لئے کتاب دی جس کے اوراق نہایت ہی خستہ حال تھے اور عبارت پڑھنا بے حد مشکل تھا۔ مولوی غلام محی الدین صاحب نے کہا کہ اگر تم نے یہ عبارت زبانی یاد نہ کی تو تمہیں سخت سزا دی جائے گی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عذر کیا کہ جو عبارت کتاب سے پڑھی نہ جا سکے اس کو میں کس طرح پڑھوں اور یاد کروں۔ مولوی غلام محی الدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو سنی ان سنی کرتے ہوئے سبق یاد کرنے کو کہا۔ چنانچہ بامر مجبوری حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کو لے کر آبادی سے باہر تشریف لے گئے اور ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہو کر عبارت

پڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ جب کافی دیر گزرنے کے بعد کچھ سمجھ نہ آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سر مبارک آسمان کی جانب اٹھایا اور عرض کی:

"باری تعالیٰ! تجھے معلوم ہے کہ یہ عبارت کیا ہے اگر تو مجھے اس عبارت سے آگاہی بخش دے تو میں استاد کی سزا سے بچ جاؤں گا۔"

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا تھا کہ اچانک درخت کے پتوں میں سے ایک سبزی مائل عبارت نمودار ہوئی جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھ کر یاد کر لیا۔ جیسے ہی وہ عبارت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حفظ ہوئی وہ عبارت نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت واپس ہوئے اور مولوی غلام محی الدین کو جا کر وہ عبارت سنائی۔ انہوں نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات پر شبہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اس عبارت کے صحیح ہونے پر کامل یقین ہے اور اگر اس کتاب کا مصنف بھی قبر سے باہر آجائے اور کہے کہ یہ عبارت غلط ہے تو میں اس کی بات کو درست نہیں مانوں گا۔ مولوی غلام محی الدین نے جب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو وہ اُن کی بات کی تصدیق کے لئے اسی روز راولپنڈی گئے اور وہ کتاب تلاش کی۔ جب انہیں وہ کتاب مل گئی اور انہوں نے اس عبارت کو درست پایا۔ الغرض جب وہ راولپنڈی سے واپس آئے تو انہوں نے اس بات کا برملا اعتراف کیا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں خذف شدہ اوراق کی جو عبارت بتائی تھی وہ حرف بہ حرف درست ہے۔

شیطان کو زیر کر لیا

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت میں سات برس کا تھا ایک روز خواب میں شیطان نے مجھ سے کہا کہ آؤ کشتی لڑتے ہیں جب میں شیطان کو گرانے لگتا تو دل میں ایک عجیب سرشاری پیدا ہوتی کہ میں شیطان پر غالب آگیا ہوں مگر پھر اچانک رُخ بدل جاتا اور جب شیطان مجھ پر حاوی ہونے لگتا تو میں فوراً سے بیشتر لاحول ولاقوۃ پڑھ لیتا جس سے شیطان مغلوب ہو جاتا۔ چنانچہ تین چار مرتبہ ایسا

ہی ہوا اور پھر اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے میں نے شیطان کو زیر کرلیا۔

ہتھیار کا کمال

ایک مرتبہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن پر ہاتھ میں تسبیح لئے چل رہے تھے اور اوراد و وظائف میں مشغول تھے کہ اس دوران ایک انگریز جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مسلسل دیکھ رہا تھا اس سے رہا نہ گیا اور اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تسبیح کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے گلے میں لگے پستول کی جانب دیکھتے ہوئے الٹا اُس سے سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ وہ انگریز کہنے لگا: یہ میرا ہتھیار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تسبیح کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ میرا ہتھیار ہے۔ انگریز کہنے لگا کہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کس نے دیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مجھے پیرانِ پیر محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی حضور سیّدنا غوث الاعظم دستگیر حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے۔ انگریز کہنے لگا: یہ کس کام آتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہے اور میں اس کے ذریعے اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہوں۔ انگریز، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جواب سے مطمئن نہ ہوا اور دوبارہ پوچھنے لگا کہ یہ کس کام آتی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کے پستول کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ کس کام آتا ہے؟ اس انگریز نے پستول کھولا اور اس میں گولی بھری اور سامنے درخت پر بیٹھی ایک فاختہ جو کہ چہک رہی تھی اس کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ گولی اس فاختہ کو چیرتی ہوئی نکل گئی اور وہ فاختہ زمین پر گر کر مر گئی۔ انگریز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فخریہ انداز میں کہا کہ یہ میرے ہتھیار کا کمال ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی درود شریف والی تسبیح اس مردہ فاختہ پر پھیری اور وہ مردہ فاختہ اُڑ کر دوبارہ درخت پر جا بیٹھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس انگریز کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمہارے ہتھیار کا کمال تھا کہ تم نے زندہ فاختہ کو مار دیا اور یہ میرے ہتھیار کا کمال ہے کہ اُس نے مری ہوئی فاختہ کو زندہ کر دیا۔ یہ میرے پیر و مرشد حضور سیّدنا غوث الاعظم

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تحفہ ہے۔

مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے پاک پتن جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قصور اور ریاست بہاولپور کے کچھ علماء پاک پتن آئے اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پاک پتن میں موجود دیکھ کر سوالات کی بوچھاڑ کر دی جن کا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شافی جواب دیا۔ پھر ان لوگوں نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو درست سمجھتے ہیں کہ جو شخص شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے بہشتی دروازہ سے گزر گیا وہ جنت کا حق دار ہو گیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی کہ مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور جب لفظ جنت کا اطلاق مومن کی قبر پر صحیح ٹھہرتا ہے تو پھر تمہیں بہشتی دروازہ کہنے پر کیا اعتراض ہے؟ وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر یہ بات درست ہے تو اس کا اطلاق شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر کیوں ہوتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجسم ۶ اور ۷ محرم الحرام کی درمیانی شب اس دروازہ سے گزر کر مزار کے اندر تشریف لے جاتے ہیں اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جو اس دروازے میں داخل ہوا وہ امن میں داخل ہوا۔ لہٰذا تمام مشائخ عظام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ بہشتی دروازہ ہے۔

رضائے حق کی اصل نعمت سے بھی سرفراز ہوں

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے رضائے حق کی بابت پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ بعض لوگ دنیوی شان وشوکت کے حصول کے لئے وظائف پڑھتے ہیں حالانکہ انہیں چاہئے کہ وہ وظائف حصولِ ثواب اور رضائے حق کی نیت سے پڑھیں تا کہ ان کو ثواب کے ساتھ ساتھ مشکلات کا شافی حل بھی ملے اور رضائے حق کی اصل نعمت سے بھی سرفراز ہوں۔

اس ذوق و مستی کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دورانِ سفر مدینہ طیبہ میں جب وادیٔ احمر کے مقام پر پہنچا تو راستے میں ڈاکوؤں کے حملے کے پیش نظر میں نے مجبوراً عشاء کی نماز کی سنتیں ترک کر دے۔ دورانِ سفر جب میں سو گیا تو مجھے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی جو عربی جبہ زیب تن کئے ہوئے تھے اور اپنے حسن باکمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرما رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ آلِ رسول کو میری سنت ترک کرنا نہیں چاہئے۔ میں نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں کو جو ریشم سے بھی زیادہ نرم تھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور روتے ہوئے زار و قطار ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' کہنے لگا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں اس خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حسن و جمال کے متعلق میں کیا ہوں میری زبان اس کیفیت کو بیان کرنے سے عاجز ہے اور اس ذوق و مستی کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

ایک ہی پیر کی تھپکی کافی ہے

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف کی حاضری کے بعد کلیر شریف روانہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ تھا کہ کلیر شریف میں حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شامل ہوں۔ ٹرین جب کلیر شریف کے اسٹیشن پر رکی تو

مزارِ پاک کا فاصلہ اسٹیشن سے سات میل کا تھا۔ اس دور میں ٹانگے چلتے تھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پیدل سفر کرنے کو ترجیح دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھ موجود ارادت مندوں کو اس بات سے منع کر دیا کہ میرا نام کسی پر ظاہر نہ کیا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزارِ پاک پر حاضری دی اور وہیں مزارِ پاک کی مسجد میں ڈیرہ لگا لیا۔ حاجی محمد صادق صاحب اور حاجی محمد مقبول صاحب جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عشاء کی نماز کے بعد آ کر اطلاع دی کہ مہندی کی رسم جاری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی مزارِ پاک پر تشریف لے گئے۔ رش کافی تھا اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ مبارک بے خیالی میں ایک مجذوب کے کندھے پر چلا گیا۔ اس نے مڑ کر غصے سے دیکھا لیکن جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ مبارک پر نظر پڑی تو کہا کہ کوئی اور ہوتا تو دیکھتا ایک ہی پیر کی تھپکی کافی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کی بات سننے کے بعد آگے بڑھ گئے۔ اس مجذوب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تلاش کرنا چاہا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے نہ ملے۔

محبوبِ حقیقی کی معرفت سمندر کی مانند ہے

حضرت علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ سے محبوبِ حقیقی کی معرفت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبوبِ حقیقی کی معرفت سمندر کی مانند ہے کچھ اس سمندر کا ایک قطرہ حاصل کر پاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو تمام سمندر دل میں سموئے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر بھی مدہوش نہیں ہوتے۔

مجھ پر صدقہ کر دو

حضرت اُمِ مسلم الخولانیہ رحمۃ اللہ علیہا کا شمار نابغہ روزگار اولیائے خواتین میں ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے شوہر ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو کاتے ہوئے سوت کی آمدنی میں سے ایک درہم دیتے ہوئے کہا کہ وہ آٹا لے آئیں۔ حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ بازار آٹا خریدنے گئے تو راستے میں ایک سائل نے ان سے کہا کہ وہ مجھ پر صدقہ کر دیں اور آہ و زاری شروع

کردی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ایک درہم اس سائل کو دے دیا اور آٹے کے تھیلے کو مٹی اور لکڑی کے برادے سے بھر کر گھر لے آئے۔ حضرت اُم مسلم الخولانیہ رضی اللہ عنہا نے تھیلا کھولا تو اس میں سفید آٹا موجود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے روٹی پکائی اور جب روٹی ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھی تو انہوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ کہاں سے آئیں؟ حضرت اُم مسلم الخولانیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ اسی آٹے کی بنی ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے لا کر دیا تھا۔

نیند تیرے سامنے ہے
قبر میں سونے کا خوب موقع ملے گا

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے یہ عہد کر لیا کہ اب کبھی بستر اور تکیہ استعمال نہ کروں گی۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے اس عہد پر تادمِ مرگ قائم رہیں۔ ہر صبح جب آنکھ کھلتی تو خیال کرتیں کہ بس یہ آخری دن ہے اور آج ہی موت مجھ پر وارد ہو جائے گی۔ جب رات ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہا کو یہ خیال گزرتا کہ بس یہ آخری رات ہے جس قدر اللہ عزوجل کو یاد کیا جا سکتا ہے کر لوں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی تمام زندگی انہی خیالات کے زیر اثر بسر کی اور اگر کبھی نیند کا غلبہ بڑھ جاتا تو اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتیں:

"نیند تیرے سامنے ہے قبر میں سونے کا خوب موقع ملے گا۔"

دل کا خدا کی جانب سے اندھا ہو جانا
بڑی بدنصیبی ہے

حضرت بی بی عفیرہ عابدہ رضی اللہ عنہا خوفِ خدا میں اس قدر رویا کرتی تھیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کی بینائی زیادہ رونے کی وجہ سے چلی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہا سے کسی نے دریافت کیا کہ اندھا ہونا

کیسا ہے اور کتنی بڑی بدنصیبی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اللہ کے حضور شرمندہ ہونا اس سے زیادہ بدنصیبی ہے اور دل کا خدا کی جانب سے اندھا ہو جانا اس سے بھی بڑی بدنصیبی ہے۔

دونوں محافظ فرشتے دن رات کسی بھی وقت جدا نہیں ہوتے

حضرت روح بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بی بی عفیرہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا سے دریافت کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہا ساری رات نہیں سوتیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے روتے ہوئے فرمایا کہ میں خود چاہتی ہوں کہ کچھ دیر سو لوں مگر تم خود بتاؤ کہ میں کیسے سو سکتی ہوں جبکہ انسان کے دونوں محافظ فرشتے دن رات کسی بھی وقت اس سے جدا نہیں ہوتے۔

خیر دعا مانگنا سنت ہے

ایک مرتبہ کچھ لوگ حضرت بی بی عفیرہ عابدہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بھائیو! اگر گنہگاروں کی زبانیں خدا بند کر دیتا تو یہ بڑھیا گونگی ہوتی مگر خیر دعا مانگنا سنت ہے اللہ جنت کے ہیروں سے تمہاری مہمانی فرمائے گا میرے اور تمہارے دلوں میں اپنے کرم سے موت کی یاد ڈالے گا اور مرتے دم تک ایمان سلامت رکھے۔

میرا صبر بہتر ہے

حضرت منفوسہ بنت زید رحمۃ اللہ علیہا کی کوئی بھی اولاد زندہ نہ رہتی تھی اور تمام بچے چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کا جب بھی کوئی بچہ مرتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نہایت اطمینان کے ساتھ اس کا سر اپنی گود میں لے کر بیٹھ جاتیں اور فرماتیں کہ خدا کی قسم! بے شک تیرا آگے

جانا میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ تو میرے پیچھے جائے اور میرا صبر بہتر ہے اس سے کہ میں تجھ پر نوحہ کروں اور اگر تیری جدائی حسرتناک ہے تو یقیناً اس کا اجر اللہ عزوجل کے ہاں بہتر ہے۔ پھر جوش میں آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہا یہ اشعار پڑھا کرتیں جو کہ حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کا رجزیہ شعر ہے:

و انا طقوم لا یضیض دعوعنا

علی ھالک منا وان قصم الظھر

''ہم ایسے لوگ ہیں کہ اپنے مردوں پر نہیں روتے اور صدمہ سے کمر ٹوٹ جاتی ہے۔''

اس کے بعد نہایت ہی صبر سے بچے کی تجہیز و تکفین کرتیں اور یادِ الٰہی میں دوبارہ مشغول ہو جاتیں۔

تیرا وعدہ پورا ہوتا دیکھ سکوں

حضرت بی بی خنساء بنت خدام رحمۃ اللہ علیہا رات کے اندھیروں میں یوں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مناجات کرتیں: اے خالق ارض وسماء! میں کب تک اس دنیا کی قید میں رہوں گی مجھے اس قید سے جلد نجات عطا فرما تا کہ میں تیرا وعدہ پورا ہوتا دیکھ سکوں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہا پر گریہ وزاری طاری ہو جاتی اور ساری رات روتے ہوئے گزار دیتیں۔

رب کی عبادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں

حضرت ابو یحییٰ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کے طواف میں مشغول تھا کہ میں نے ایک عورت (جن کا نام حضرت بی بی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہا بنت منکدر) کو حجر اسود کے نزدیک مناجات کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ عورت کہہ رہی تھیں کہ الٰہی! مجھ پر رحم فرما اور میں بہت دور سے تیرے گھر حاضر ہوئی ہوں اور اس اُمید پر تیرے در حاضر

ہوئی ہوں کہ تو مجھے دنیا میں کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔ میں نے اس عورت سے اس گریہ و زاری کے بارے میں دریافت کیا تو اس عورت نے مجھ سے کہا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) یہاں سے چلے جائیں اور آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کیوں مجھے اپنی گفتگو میں مصروف کر کے رب کی عبادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔

جو منہ بارگاہِ ایزدی میں مردود ہو چکا میں اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی

حضرت اُم علقمہ رحمۃ اللہ علیہا کی بہادری اور جنگجویانہ صلاحیتوں میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ کئی بار لڑائیوں میں حصہ لیا۔ بالآخر ایک مرتبہ گرفتار ہو کر حجاج بن یوسف کی فوجوں کے ہاتھ لگیں اور ان کو حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا بہت ہی طنطنے والی عورت تھیں اس لئے دشمن کے قبضہ میں ہونے کے باوصف بھی آپ رحمۃ اللہ علیہا کے طنطنہ میں ذرا برابر فرق نہیں آیا۔ جب حجاج بن یوسف کے سامنے آئیں تو اس کی طرف سے منہ پھیر کر کھڑی ہو گئیں۔ حجاج بن یوسف نے کہا کہ اے خارجیہ! میرے منہ کی جانب دیکھو۔ حضرت اُم علقمہ رحمۃ اللہ علیہا انتہائی حقارت کے ساتھ بولیں:

"جو منہ بارگاہ ایزدی سے مردود ہو چکا ہو میں اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی۔"

حجاج بن یوسف انتہائی غضبناک حالت میں بولا کہ اے میرے ساتھیو! کیا اس گستاخ عورت کا خون مجھ پر حلال ہے؟ سب بیک زبان ہو کر بولے کہ جی ہاں! اس کا خون آپ پر حلال ہے۔ حجاج بن یوسف ان کو متبسم اور خوش باش دیکھ کر بے حد حیران ہوا اور ان سے پوچھا کہ اس موقع پر جب کہ تیری موت تیرے سامنے کھڑی ہے تو کیوں مسکرا رہی ہے؟ حضرت اُم علقمہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اس لئے کہ تیرے مصاحبوں نے تیرے دوست

مصاحبوں کو بھی مات کر دیا۔ حجاج بن یوسف بولا: وہ کون میرا دوست ہے؟ حضرت اُم علقمہ رحمۃ اللہ علیہا نے جواب دیا کہ فرعون! اس نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے بارے میں اپنے درباریوں اور مصاحبوں سے مشورہ کیا تو ان سب نے یک زبان ہو کر مشورہ دیا کہ ارجہ واخاہ یعنی اس کو اور اس کے بھائی کو چند روز کی مہلت دے لیکن تیرے مصاحب فرعون کے مصاحبوں کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ ایک عورت کے قتل کا مشورہ دے رہے ہیں۔ حجاج پر آپ رحمۃ اللہ علیہا کی اس بے باکانہ گفتگو کا بے حد اثر ہوا اور اس نے انہیں آزاد کرنے کا حکم دیا اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہا رخصت ہونے لگیں تو کہا کہ میں تجھے مہلت دیتا ہوں۔ اپنے گھر بیٹھ جاؤ اور اللہ عزوجل کی عبادت میں مصروف رہ۔ آئندہ میں تمہیں اس طرح نہ دیکھوں۔

یارب ما اقنو اولیاء ما فیھم اخذ لطیف

حضرت زیتونہ رحمۃ اللہ علیہا ایک روز شدید سردی میں حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئیں اور ان سے کھانے کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روٹی اور دودھ لے آؤ۔ جب حضرت زیتونہ رحمۃ اللہ علیہا روٹی اور دودھ لے کر حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچیں تو اس وقت ان کے سامنے آگ روشن تھی اور ان کا ہاتھ راکھ سے سیاہ ہو رہا تھا وہ جہاں بھی دودھ لگاتے سیاہی صاف ہوتی جاتی تھی۔ حضرت زیتونہ رحمۃ اللہ علیہا نے جب یہ حال دیکھا تو دل میں کہا کہ یارب ما اقنو اولیاء ما فیھم اخذ لطیف یعنی اے میرے رب! تیرے اولیاء کتنے گندے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی پاک صاف نہیں ہے۔ پھر حضرت زیتونہ رحمۃ اللہ علیہا جب حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے واپس ہوئیں تو راستہ میں ایک عورت نے آپ رحمۃ اللہ علیہا پر چوری کا الزام لگایا کہ میرے کپڑوں کی گٹھری تم نے چرائی ہے۔ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو جب آپ رحمۃ اللہ علیہا کے گرفتار ہونے کا پتہ چلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت حاکم کے دربار میں پہنچے اور کہا کہ اس عورت کو تکلیف نہ پہنچانا یہ اولیاء میں سے ہے۔ حاکم نے کہا کہ میں اس کو چھوڑنے کے لئے

کیا حیلہ کروں کیونکہ مدعی ان سے مال مانگتی ہے۔ اسی وقت ایک حبشن لونڈی حاکم کے پاس حاضر ہوئی اور وہ گٹھری حاکم کو پیش کر دی۔ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت زیتونہ رحمۃ اللہ علیہا کو لے کر واپس آ گئے اور راستے میں دریافت کیا کہ تم نے ایسا کیوں کہا تھا؟ حضرت زیتونہ رحمۃ اللہ علیہا نے کہا کہ میں نے جو کہا اس سے مکمل توبہ کی۔

تیرا ذکر اس کے ذکر میں فنا ہو جائے

ایک شیخ نے حضرت فاطمہ البروعیہ رحمۃ اللہ علیہا سے اس حدیث قدسی سے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق سبحانہ سے ایک حکایت کی ہے سوال کیا تھا کہ یعنی میں اس شخص کا ہم مجلس ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے تھوڑی دیر تک اس سائل سے خود باتیں کیں پھر یہ کہا کہ بے شک ذکر یہ ہے کہ باوجود مذکور یعنی خدا کے ہمیشہ ذکر کرنے کے تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ تجھے یاد کر رہا ہے پھر تیرا ذکر اس کے ذکر میں فنا ہو جائے اور اس کا تجھے یاد کرنا باقی رہ جائے گا ایسے وقت میں کہ نہ مکان ہو اور نہ ہی زمانہ۔

محبت میں میری سعی اور رسوائی ہے

حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت تحفہ رحمۃ اللہ علیہا سے ملاقات پاگل خانے میں ہوئی جہاں پر یہ زیر علاج تھیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہا کے دونوں ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہا' حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر رونے لگیں اور ذیل کے اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

"اے لوگو! میں دیوانی نہیں ہوں لیکن میں مست ہوں اور میرا دل چلا رہا ہے۔ تم نے میرے ہاتھوں کو جکڑ دیا ہے حالانکہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا بجز اس کے کہ اس کی محبت میں میری سعی اور رسوائی ہے میں اپنے محبوب (اللہ عزوجل) کی محبت میں مفتون ہوں اور اس کے

دروازہ سے دور ہونا نہیں چاہتی۔ پس جس کو تم نے میرا فساد سمجھ لیا
ہے وہی میری درستی ہے اور جس کو تم نے میری درستی خیال کیا ہے وہ
میرا بگاڑ ہے۔ جو شخص خواجہ خواجگان کا محب ہو اور اس کو اپنے لئے
پسند کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہا کے آنسوؤں نے شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو رلا دیا اور اندر سے آتش عشق نے جلا دیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہا نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو کہا کہ اے سری (رحمۃ اللہ علیہ)! یہ رونا اس کی صفت ہے اگر اس کو پورے طور پر پہچان لے تو پھر کیا حال ہو؟ اس کے فوری بعد بے ہوش ہو گئیں اور جب ہوش آیا تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے لڑکی! جواباً کہا کہ لبیک (حاضر ہوں)! اے سری (رحمۃ اللہ علیہ)! حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ کو تم نے کہاں سے پہچان لیا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے کہا میں اس وقت سے جاہل نہیں ہوں جب سے اسے پہچانا ہے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں سنتا ہوں کہ تجھے محبت کی یاد آتی ہے جس کو تم دوست رکھتی ہو؟ جواباً کہا اس کو جس نے ہم کو اپنی تین نعمتوں سے وقف کر دیا اور ہم پر اپنی نعمتوں سے دلوں سے قریب کر دیا اور سائلوں کی بات ماننے والا۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ تم کو یہاں کس نے قید کر دیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ حاسدوں نے باہم مدد کی۔ اس کے بعد ایک چیخ ماری کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو گمان ہو گیا کہ شاید ان کی جان نکل گئی ہے۔ بعد ازاں ہوش میں آئیں اور چند اشعار اپنے حسب حال پڑھے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے داروغہ جیل سے کہہ کر ان کو رہائی دلائی اور کہا کہ جہاں جانا چاہتی ہو جاؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اے سری (رحمۃ اللہ علیہ)! میں کہاں جاؤں۔ میرے جانے کی کوئی جگہ نہیں ہے جو میرے دل کا حبیب ہے اس نے مجھے اپنے ایک غلام کا غلام بنا دیا ہے۔ سو اگر میرا مالک راضی ہو تو جاؤں گی ورنہ صبر کروں گی کہ وہ مجھ سے زیادہ عقل مند ہے۔ اتفاقاً آپ رحمۃ اللہ علیہا کا مالک پاگل خانے آ گیا اور داروغہ جیل سے پوچھا کہ تحفہ (رحمۃ اللہ علیہا) کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ اندر ہے اور شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ان

کے پاس ہیں۔ وہ خوش ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کی سلام کیا اور بڑی تعظیم کی جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ یہ لونڈی میری تعظیم کی نسبت زیادہ تعظیم کے لائق ہے۔ کیا سبب ہے کہ تم نے اس کو قید کر رکھا ہے؟ مالک نے کہا کہ حضرت! یہ بہت ہی باتیں کرتی ہے اس کی عقل جاتی رہی ہے نہ کھاتی ہے اور نہ ہی پیتی ہے اور مجھے بھی سونے نہیں دیتی۔ بڑی فکر مند اور بڑی روتی رہتی ہے حالانکہ میری ساری جائیداد ہی یہی ہے میں نے اس کو بیس ہزار درہم کے عوض خریدا ہے۔ مجھے امید تھی کہ اس سے مجھے فائدہ ہوگا کیونکہ یہ اپنے فن میں کامل ہے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اس کا کمال کیا ہے؟ مالک نے کہا کہ یہ مطربہ ہے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ یہ کب سے بیمار ہے؟ مالک نے کہا کہ ایک سال سے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کی ابتداء کیوں کر ہوئی؟ مالک نے جواباً کہا کہ عود اس کی بغل میں تھا اور یہ گا رہی تھی کہ تیرے حق کی قسم ہے کہ میں نے کبھی عہد کو نہیں توڑا اور صنعائی کے بعد دوستی کو مکدر کیا ہے۔ میں نے اپنی پسلیوں اور دل کو سوزش سے بھر لیا ہے۔ سو اب کیسے لذت پاؤں یا تسلی یا آرام پاؤں۔ اے وہ ذات کہ جس کے سوا میرا اور کوئی مولیٰ نہیں ہے میں تجھ سے دیکھتا ہوں تو نے لوگوں میں مجھے غلام کر کے چھوڑا ہے۔ بعد ازاں یہ اٹھی اور عود کو توڑ دیا اور رونے لگی۔ ہم نے اس کو کسی کی محبت کی تہمت لگائی لیکن روشن ہوا کہ اس کا کچھ بھی اثر نہ تھا۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیا یہی حال گزرا ہے؟ حضرت تحفہ رحمۃ اللہ علیہا خستہ دل اور شکستہ زبان سے بولیں: اللہ عزوجل نے میرے دل سے خطاب کیا پس میرا واعظ میری زبان سے جاری ہوا مجھ کو بعد دوری کے اپنے قریب کر لیا اور مجھ کو خاص اور پسندیدہ کر لیا۔ جس کے لئے مجھے بلایا سو میں نے خوشی سے اس کو قبول کر لیا اور پکارنے والے کو لبیک پکاری۔ میں پہلے گناہوں سے ڈری لیکن محبت امیدوں میں پڑ گئی یعنی محبت نے امید دلائی کہ پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے مالک! اس کی قیمت مجھ پر ہے اور زیادہ بھی دیتا ہوں۔ حضرت تحفہ رحمۃ اللہ علیہا نے کہا کہ اے سری (رحمۃ اللہ علیہ)! تمہارے پاس کہاں ہے تم تو درویش مرد ہو؟ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

نے کہا کہ تم جلدی نہ کرو تم ابھی یہیں رہو تا کہ میں اس کی قیمت لاؤں۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ روتے ہوئے واپس آ گئے اور دل میں کہنے لگے کہ خدا کی قسم کہ میرے پاس اس کی قیمت ایک دینار یا ایک درہم بھی نہیں ہے۔ ساری رات اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری میں گزاری۔ علی الصبح ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھولا تو اس کے ساتھ چار غلام اور ایک شمع تھی۔ اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور اپنا تعارف اس طرح کرایا۔ میں احمد بن مثنیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) ہوں۔ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ مجھ کو ہاتف پکار پکار کر کہتا ہے کہ پانچ بدرے اٹھا سری کے پاس جا اس کی طبیعت خوش کر دے تا کہ تحفہ کو خرید لے کیونکہ تحفہ (رحمۃ اللہ علیہا) پر ہماری عنایت ہے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً سجدہ تشکر ادا کیا کہ اللہ عزوجل نے انہیں یہ نعمت عطا کی۔ صبح کی نماز ادا کی اور سیدھے پاگل خانے پہنچے۔ داروغہ نے دیکھتے ہی کہا کہ رات ہاتف نے مجھے آواز دے کر کہا ہے کہ وہ محبوبہ ہمارے دل میں ہے اور مہربانی سے خالی نہیں ہے وہ نزدیک کی گئی پھر اس نے ترقی کی اور ہر حال میں بلند ہوئی۔ حضرت تحفہ رحمۃ اللہ علیہا نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو رونے لگیں اور اللہ عزوجل سے مناجات میں کہنے لگیں: اے اللہ! تو نے مجھے لوگوں میں مشہور کر دیا ہے۔ اتنے میں مالک روتا ہوا آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اس کی قیمت کے برابر منافع دے کر کہا کہ اس کو آزاد کر دو۔ اس نے جواباً کہا: خدا کی قسم! اگر مجھے تمام دنیا دو گے تو نہ لوں گا میں نے تحفہ (رحمۃ اللہ علیہا) کو آزاد کر دیا۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بڑے متعجب ہوئے اور اس کا سبب پوچھا تو مالک نے کہا کہ کل مجھ کو جھڑک پڑی ہے۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے سب مال سے علیحدہ ہو گیا ہوں اور اللہ کی طرف بھاگا ہوں یعنی اے اللہ! تو میری فراخی رزق کا اچھا کفیل بن۔ ابن مثنیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) نے روتے ہوئے کہا کہ شاید اللہ مجھ سے راضی نہیں ہے۔ میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنا سارا مال خالصتاً اللہ کو دیا۔ اب تحفہ (رحمۃ اللہ علیہا) کھڑی ہو گئی اور اپنے فاخرہ لباس کو اتار ٹاٹ کا پہن لیا اور روتی ہوئی باہر کو چلی گئیں اور پھر ان کا کسی کو پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئیں۔

جنات اور ملائکہ نے باجماعت نماز ادا کی

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جاریہ مجھولیہ رحمۃ اللہ علیہا کی شہرت سن کر ان سے ملنے گئے اور ان سے پوچھا کہ تم اس جنگل میں اکیلی رہتی ہو؟ حضرت جاریہ مجھولیہ رحمۃ اللہ علیہا نے جواب دیا کہ سر اٹھاؤ اور دیکھو کہ اللہ کے سوا تمہیں کچھ اور نظر آتا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: تمہیں تنہا رہنے سے وحشت نہیں ہوتی؟ حضرت جاریہ مجھولیہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو اپنی حکمت اور اپنی محبت سے اس قدر معمور کر دیا ہے اور اپنے دیدار کا شوق اس قدر عطا کر دیا ہے کہ اس کے سوا میں کچھ نہیں دیکھتی اور وہ ہر وقت میرے پاس رہتا ہے۔ اس کے بعد حضرت جاریہ مجھولیہ رحمۃ اللہ علیہا نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: نماز کا وقت ہو گیا ہے اور مجھے نماز پڑھانی ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ جاریہ مجھولیہ رحمۃ اللہ علیہا نے انہیں پکارا: صفیں درست کر لو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کی اقتداء میں جنات اور ملائکہ نے باجماعت نماز ادا کی۔

جہاں حجاب اور اللہ تعالیٰ سے دوری نہ ہو

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جاریہ مجھولیہ رحمۃ اللہ علیہا سے نصیحت طلب کی تو حضرت جاریہ مجھولیہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: تقویٰ اختیار کرو، قرآن کریم متوکل لوگوں کو ہدایت فراہم کرتا ہے اور پرہیزگاری میں زندگی گزارو اور ایسے دروازے پر پہنچ جاؤ جہاں حجاب اور اللہ تعالیٰ سے دوری نہ ہو۔

بیس سال تک دیوار قائم رہی

حضرت میمونہ رحمۃ اللہ علیہا کے فرزند حضرت عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر کی ایک دیوار بوسیدہ ہو گئی تھی میں نے والدہ سے کہا کہ اس دیوار کو دوبارہ بنانا چاہئے۔ آپ

رحمۃ اللہ علیہا نے ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر پرچہ دیوار پر لگا دیا۔ بیس سال تک یہ دیوار قائم رہی اور آپ رحمۃ اللہ علیہا کے وصال کے بعد مجھے خیال گزرا کہ دیکھوں تو اس پرچہ میں کیا لکھا ہوا ہے تو جیسے ہی وہ کاغذ میں نے دیوار سے اتارا وہ دیوار گر گئی۔

امیر المومنین انہیں خود مستحقین میں تقسیم کریں

حضرت جوہر براثیہ رحمۃ اللہ علیہا دولت دنیا سے بالکل بے نیاز تھیں۔ ایک مرتبہ خلیفہ نے انہیں دس ہزار دینار کی تھیلی بھیجی تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ دنیا کا مال طبیعت میں تکبر اور رعونت پیدا کرتا ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ خلیفہ نے انہیں اب بیس ہزار دینار بھیجے اور کہلا بھیجا کہ انہیں رکھ لیں اور غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیں مگر حضرت جوہر براثیہ رحمۃ اللہ علیہا نے انہیں بھی قبول کرنے سے بالکل انکار کر دیا اور لانے والے قاصد سے کہا کہ امیر المومنین سے کہنا: میں ایک گوشہ نشین عورت ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان دیناروں کا مستحق کون ہے اور غیر مستحق کون؟ اگر میں نے کسی غیر مستحق کو دے دیئے تو آخرت میں اللہ کو کیا جواب دوں گی؟ اس لئے امیر المومنین انہیں خود مستحقین میں تقسیم کریں۔

قصر خلافت اور فقیر کی کٹیا

ایک مرتبہ خلیفہ نے حضرت جوہر براثیہ رحمۃ اللہ علیہا پیغام بھیجا کہ قصر خلافت میں قدم رنجہ فرمائیں تاکہ ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت کا موقع ملے اور حصول برکت بھی ہو تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے جواباً کہلا بھیجا۔ قصر خلافت اور فقیر کی کٹیا میں بڑا فرق ہے۔ میں اپنی کٹیا سے اٹھ کر قصر میں جاؤں گی تو آپ کے عیش و راحت میں خلل پڑے گا مجھے یہاں ہی پڑا رہنے دو۔

زاہد چلتا ہے اور عارف اڑتا ہے

حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا بنت عبدالرحمٰن کی کنیت اُم محمد رحمۃ اللہ علیہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا ہمیشہ صوف

کا لباس استعمال کرتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا ساٹھ برس تک مصلیٰ پر سوئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا جب بیت المقدس کے لئے عازمِ سفر ہوئیں تو راستے میں ایک بزرگ مل گئے۔ ان بزرگ نے آپ رحمۃ اللہ علیہا سے پوچھا کہ کیا آپ رحمۃ اللہ علیہا راستہ بھول گئی ہیں؟ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اللہ کو پہچاننے والا کبھی راستہ نہیں بھولتا۔ ان بزرگ نے کہا کہ میں واقعی راستہ بھول گیا ہوں۔ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: اللہ کو پہچاننے والا کیوں کر مسافر ہوسکتا ہے۔ میری لاٹھی پکڑ کر آگے آگے چل۔ بزرگ نے لاٹھی پکڑی اور آگے آگے چلنا شروع کر دیا۔ ابھی بمشکل سات آٹھ قدم چلے ہوں گے کہ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ سامنے دیکھو۔ ان بزرگ نے سامنے دیکھا تو مسجد اقصیٰ کے مینار نظر آرہے تھے۔ بزرگ نے حیرت کے ساتھ سوال کیا کہ ہم اتنی جلدی بیت المقدس میں کیسے پہنچ گئے۔ ہم جس جگہ سے چلے تھے وہاں سے بیت المقدس کئی ہفتوں کے فاصلے پر ہے؟ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

"زاہد چلتا ہے اور عارف اڑتا ہے۔"

ملنے کا وعدہ بہشت میں ہے

ایک مرتبہ ایک بزرگ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی کہ الٰہی! بہشت میں جو شخص میرا رفیق ہوگا اسے دکھادے۔ حکم ہوا کہ تیری رفیق بہشت میں میمونہ سودا رحمۃ اللہ علیہا ہے جو کوفہ میں فلاں قبیلے میں ہے۔ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ' آپ رحمۃ اللہ علیہا کی تلاش میں نکلے۔ لوگوں نے کہا کہ میمونہ (رحمۃ اللہ علیہا) ایک دیوانی ہے اور فلاں جنگل میں بکریاں چراتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ بھیڑیے اور بکریاں ایک ساتھ پھر رہے ہیں اور ایک خاتون نماز ادا کر رہی ہے جب انہوں نے سلام پھیرا تو فرمایا:

"اے عبدالواحد (رحمۃ اللہ علیہ)! اب جاؤ ملنے کا وعدہ بہشت میں ہے۔"

حضرت عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کو تعجب ہوا کہ انہیں میرا نام کیسے معلوم ہوگیا؟ حضرت میمونہ سودا رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: تم کو معلوم نہیں جن روحوں کی عالم بالا میں جان پہچان ہو چکی ہو ان

میں آپس میں الفت ہوتی ہے۔ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ میں بھیڑیے اور بکریاں ایک ساتھ دیکھ رہا ہوں کیسی عجیب بات ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: جاؤ! اپنا کام کرو میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیا ہے اور اللہ عزوجل نے میری بکریوں کا معاملہ ان بھیڑیوں کے ساتھ درست کر دیا ہے۔

میں نے اللہ کو پہچان لیا ہے

ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ لڑکے حضرت کنیز فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کو پتھر مار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ بے دین ہے اور کہتی ہے کہ میں اللہ عزوجل کو دیکھتی ہوں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ان کے پیچھے پیچھے ویرانے میں گئے تو حضرت کنیز فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو آواز دی۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے حیران ہو کر ان سے پوچھا: تم نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ حضرت کنیز فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اللہ کے دوست اس کے سپاہی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ بچے کہتے ہیں کہ تم اللہ کو دیکھتی ہو؟ حضرت کنیز فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں جب سے میں نے اللہ کو پہچان لیا ہے وہ کبھی مجھ سے پردے میں نہیں رہا۔

صحبت حرام ہو گئی ہے

حضرت فاطمہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہا، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنا نقاب اٹھا دیا کرتی تھیں اور بے باکانہ گفتگو کیا کرتی تھیں لیکن یہ گفتگو گستاخانہ اور بے ادبانہ نہ ہوتی تھی۔ حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ، آپ رحمۃ اللہ علیہا کی اس بے باکانہ گفتگو سے بہت مکدر ہوئے بلکہ غیرت و شرم بھی پیدا ہو گئی جب ضبط نہ ہو سکا تو فرمایا: فاطمہ (رحمۃ اللہ علیہا)! یہ گستاخی ہے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اتنی بے ادبی سے کیوں بات چیت کرتی ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے

جواب دیا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ میری طبیعت کے محرم ہیں اور طریقت کے محرم ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے میں اپنی خواہشات نفسانی پوری کرتی ہوں اور ان سے معرفت خداوندی سے میں وصال ربانی چاہتی ہوں۔ مراد یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے شوہر ہیں اور ہمیشہ صحبت کے محتاج ہیں جبکہ وہ ان باتوں سے بالکل بے نیاز ہیں۔ ان کی ملاقاتیں اسی طرح آزادی اور بے تکلفی سے جاری رہیں لیکن جب ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہا کے ہاتھوں پر پڑی تو فرمایا کہ اے فاطمہ (رحمۃ اللہ علیہا)! تم نے ہاتھوں میں مہندی لگا رکھی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے کہا: جب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہیں میرے ہاتھ اور میرے ہاتھ کی حنا پر نہیں پڑی تھیں مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس بہت پر لطف اور سرور معلوم ہوتی تھی مگر اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ مجھ پر پڑ چکی ہے تو میرے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت حرام ہوگئی ہے۔ اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہا وہاں سے اپنے خاوند کے ہمراہ واپس نیشاپور چلی گئیں۔

نوازشات وکرامات کی بارش

حضرت بی بی ست الملوک رحمۃ اللہ علیہا لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتی تھیں کہ اگر آپ اللہ کی قربت اختیار کر کے کائنات پر اپنی حاکمیت قائم کرنا چاہتے ہیں تو اللہ کی مخلوق کی خدمت کریں اور اللہ کی مخلوق سے محبت کرنے والے لوگ اللہ کے دوست ہوتے ہیں اور دوست پر دوست کی نوازشات وکرامات کی بارش ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔

جان دوسرے کے قبضے میں ہو
اس کی واپسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا

حضرت بی بی میمونہ رحمۃ اللہ علیہا، حضرت ابراہیم بن خواص رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا تقویٰ وتوکل، زہد اور عبادت میں حد درجہ کمال پر فائز تھیں۔ ایک مرتبہ کسی نے گھر کا

دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے جواب دیا کہ وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔اس شخص نے پھر پوچھا کہ وہ کب واپس آئیں گے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

''جس کی جان دوسرے کے قبضے میں ہو اس کی واپسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔''

دعویٰ بلا دلیل حرام ہے

حضرت ابوعبداللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات حضرت ریحانہ کوفیہ رحمۃ اللہ علیہا سے پہاڑی سناٹے میں ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے ہوئی اس وقت حضرت ابوعبداللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نکلا کہ کاش کسی مرد سے ملاقات ہوتی۔آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: تعجب ماجرا ہے کہ جو انسان عورتوں کے مقام تک نہیں پہنچ پایا! سے مردوں سے ملنے کی تمنا کا کیا حق ہے؟ حضرت ابوعبداللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ بولے: اے عورت! تو نے بڑا دعویٰ کیا ہے؟ حضرت ریحانہ کوفیہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: دعویٰ بلا دلیل حرام ہے اور میرے دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ محبوب حقیقی میرے لئے ایسا ہے جیسا میں ارادہ کروں کیونکہ اس کے لئے میں ایسی ہوں جیسا وہ ارادہ فرمادے۔حضرت ابوعبداللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ بولیا گر ایسی بات ہے تو میں چاہتا ہوں کہ تلی ہوئی صحیح و سالم مچھلی بس ابھی آ جائے؟ حضرت سیّدہ ریحانہ کوفیہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔اسی لئے تیرے مقام کی پستی اور کھانے پینے سے تیری دلچسپی ظاہر ہوگئی۔یہ کیوں نہ آرزو کی کہ رب العزت ایسے بازوئے شوق عطا فرمائے جس سے اس کی جانب پرواز کر سکے جیسے کہ میں پرواز کرتی ہوں۔اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہا ان کی نگاہوں کے سامنے سے پرواز کر گئیں جس پر وہ بے حد نادم ہوئے۔

تیرا پیٹ مادی اغذیہ سے بھرا ہوا ہوگا

حضرت صائمہ رحمۃ اللہ علیہا نے بعد از نماز مغرب نان، پانی اور جو کچھ کھانے کے لئے

کنیز رکھ گئی تھی تناول فرمانا چاہا تو آواز آئی۔ اے صائمہ (رحمۃ اللہ علیہا)! اگر تو آج کی رات مر جائے تو کیسے افسوس کی بات ہے کہ دنیا سے جاتے وقت تیرا پیٹ مادی اغذیہ سے بھرا ہوا ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے غیبی آواز سن کر کھانا اپنے پڑوس میں بھیج دیا اور اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہا نے چالیس روز تک چپ کا روزہ رکھ لیا۔ اکتالیسویں روز آپ رحمۃ اللہ علیہا نے دیکھا ایک پر ہیبت اور صاحب عظمت شخص گھر کے صحن میں کھڑا ہے۔ حضرت بی بی صائمہ رحمۃ اللہ علیہا نے اسے دیکھ کر چالیس روز بعد پہلی مرتبہ بات کی اور اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا: میں عزرائیل (علیہ السلام) ہوں۔ حضرت بی بی صائمہ رحمۃ اللہ علیہا نے کہا: مجھے اتنا وقت دیجئے کہ میں وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ سکوں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام خاموش کھڑے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے وضو کیا اور آخری سجدہ میں عالم دنیا سے عالم بالا کی جانب تشریف لے گئیں۔

اللہ کی دوست اور فقیر

حضرت شیخ فتح دریا رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب کمال بزرگ تھے۔ وہ ایک دفعہ بستی خورہ سے گزرے اور شیخ کمال کے ہاں مہمان ٹھہرے انہوں نے جب عاقل بی بی رحمۃ اللہ علیہا کو دیکھا تو دیر تک گم سم رہے اور جب محویت ٹوٹی تو فرمایا:

"یہ اللہ کی دوست اور فقیر ہے اور اس کے پہلو سے ایک سعید روح دنیا میں آئے گی۔"

حالت درست کرنے کے لئے چار چیزیں درکار ہیں

نوجوانی میں جب حضرت بی بی معروفہ رحمۃ اللہ علیہا کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہا جنگل میں نکل گئیں۔ شیر اور دوسرے خطرناک جانور آپ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور سانپ دیکھ کر ڈر گیا آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

"کوئی شخص حقیقت کے آسمان تک نہیں پہنچا جب تک زمین کی کسی بھی چیز سے ڈرتا ہے۔"

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: حالت درست کرنے کے لئے چار چیزیں درکار ہیں۔ بھوک پر کنٹرول، درویشی صفات، قناعت، عزت و ذلت کا مالک دینے والا اللہ عزوجل کو جاننا اور سمجھنا۔

تقویٰ کے سوا کوئی زادِ راہ نہیں

ایک مرتبہ حضرت بی بی معروفہ رحمۃ اللہ علیہا نے خواب میں دیکھا کہ آسمان پر آپ رحمۃ اللہ علیہا کی ملاقات حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور دیگر معزز خواتین سے ہوئی۔ اذان کی آواز سن کر سب نے نماز قائم کی۔ امامت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کرائی۔ نماز ادا کرنے کے بعد کھانا کھلایا اور پھر ایک باغ میں چلی گئیں۔ ایک خاتون نہایت ہی سریلی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں۔ پھر ایک خاتون آئیں اور انہیں عرش معلٰی پر لے گئیں۔ ضعیف ہونے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہا ہاتھ میں عصا لے کر چلتی تھیں۔ ایک شخص نے دیکھا کہ ایک ضعیف خاتون ہاتھ میں لاٹھی لئے ہوئے ہیں۔ اس کو خیال آیا کہ شاید یہ خاتون قافلے سے پیچھے رہ گئیں۔ اس نے کچھ دینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اس کا ہاتھ ہوا میں اچھال دیا۔ مٹھی بند کر کے ہاتھ کو جب دوبارہ کھولا تو ہتھیلی پر سونے کا سکہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا۔ تم جیب سے لیتے ہو میں غیب سے لیتی ہوں۔ پھر فرمایا:

"خدا کے سوا کوئی مددگار نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی رہبر نہیں اور تقویٰ کے سوا کوئی زادِ راہ نہیں۔"

کچے چاولوں کی تھیلی

ایک مرتبہ بوقت تہجد حضرت بی بی معروفہ رحمۃ اللہ علیہا نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی

کریم ﷺ کا دربار لگا ہوا ہے اور آپ ﷺ تخت پر جلوہ افروز ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ سے کچھ فاصلے پر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی ہیں۔ پھر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور ان کے ہاتھوں میں کچے چاولوں کی تھیلی تھی حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)! چاول پکا کر میمونہ (رحمۃ اللہ علیہا) کو کھلا دو۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں سے وہ چاولوں کی تھیلی لے لی اور ان کے قدموں میں گر کر عرض کیا کہ میں انہیں خود پکالوں گی۔

میں تم سے خوش ہوں

ایک مرتبہ حضرت بی بی معروفہ رحمۃ اللہ علیہا نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور کائنات ﷺ ایک حوض کے کنارے کھڑے ہیں اور بی بی میمونہ رحمۃ اللہ علیہا کچھ دور دروازے پر کھڑی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم سے خوش ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا نور بھی کیا نور ہے

ایک دن تہجد کی نماز ادا کرتے ہوئے حضرت اُمت الحفیظ رحمۃ اللہ علیہا گردوپیش سے بے خبر ہو گئیں اور خود کو کعبہ شریف کے سامنے موجود پایا۔ کعبہ شریف کی عجیب شان تھی۔ پورا بیت اللہ نور اور روشنی سے معمور تھا۔ غلاف بھی نور کے تانوں بانوں سے بنا ہوا تھا جس پر زرد رنگ کی روشنی کے نقش و نگار نظر آ رہے تھے۔ اسی حالت مشاہدہ میں نماز ادا کی اور دعا مانگتے ہوئے بے اختیار منہ سے نکلا۔ میں خدا کا نور دیکھوں گی۔ اتنا کہنا تھا کہ غلاف کعبہ میں حرکت ہوئی اور وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ نا قابل بیان وقت تھا۔ ایک نا قابل بیان نظارہ سامنے تھا۔ کعبہ شریف سے روشنی اور نور کی کرنیں تیزی سے نکل رہی تھیں۔ اس تیز، چمکدار اور نورانی کرنوں کے درمیان کعبہ کے خدوخال نورانی لکیروں کی طرح نظر آ رہے

تھے اور زبان پر یہ الفاظ تھے۔ یا اللہ! تیری ذات جمال اور جمالی شان کا مظہر ہے۔ اگر اس پر حجاب نہ ہوتا تو مخلوق تجلیات کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد ایک خوبصورت ہاتھ نے ان کے اوپر عطر چھڑکنا شروع کر دیا۔ ایسا لگتا تھا کہ جھلمل جھلمل کرتی چاندنی ان پر برس رہی ہے۔ ان کا وجود کیف وسرور میں ڈوب گیا اور منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے۔ سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ کا جلوہ بے مثال ہے اور آپ ﷺ کا نور بھی کیا نور ہے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک فرشتہ نظر آیا۔

زمین کو صاف کر دیا ہے تو اس پر چھڑکاؤ کر دے

حضرت شیخ ابوالعباس احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جیلان شریف میں خشک سالی کا قحط پڑا۔ لوگوں نے ہر چند دعائیں مانگیں اور نماز استسقاء بھی ادا کی لیکن بارش نہ ہوئی۔ آخر کار لوگوں نے حضرت اُمت الحفیظ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہا دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل بارش نازل فرما دے۔ اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہا نے کھڑے ہو کر اپنے گھر کے صحن میں جھاڑو دے دی اور اللہ عزوجل سے دعا کی کہ اے پروردگار! میں نے زمین کو صاف کر دیا ہے تو اس پر چھڑکاؤ کر دے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کی دعا کرنے کی دیر تھی کہ آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور لوگ بارش میں بھیگتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔

بادشاہ حقیقی کی تعظیم سجدے سے کیوں نہ کرتی

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میری زوجہ عبادت میں مشغول تھیں کہ بے ہوشوں کی مانند سجدہ میں گر پڑیں۔ جب ہوش میں آئیں تو سجدہ سے اٹھیں۔ میں نے ان سے کہا کہ جا کر وضو کر لو کیونکہ بے ہوشی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ فرمایا: مجھ کو بے ہوشی نہ تھی میں نے دل کی آنکھوں سے حق تعالیٰ کو دیکھا۔ پھر میں تعظیم

میں کیوں نہ سجدہ کرتی۔ بادشاہ مجازی کے لئے تو ہزاروں کی تعظیم کی جاتی ہے۔ بادشاہ حقیقی کی تعظیم سجدے سے کیوں نہ کرتی۔

اللہ کے مہمان

حضرت بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا بہت ہی جلیل القدر خاتون تھیں۔ زہد اور تقویٰ میں آپ رحمۃ اللہ علیہا رابعہ بصری ثانی کہلواتی تھیں۔ شوہر کی وفات کے بعد ان پر سخت ترین مرحلے آئے لیکن صبر و تحمل کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا اور نہ ہی کسی کے آگے دامن پھیلایا۔ سوت کی آمدن قلیل ہوتی تھی لیکن ماں بیٹے اسی میں صبر و شکر سے گزارہ کرتے تھے۔ کبھی کبھی تو ان پر فاقہ بھی آ جاتا تھا۔ جس دن فاقہ ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہا اپنے بیٹے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کرتی تھیں کہ بابا محمد! آج ہم لوگ اللہ کے مہمان ہیں۔ ابتداء میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اپنی کم سنی کی وجہ سے اس کا مطلب نہ سمجھ پاتے لیکن جب سمجھ آئی تو اس میں لذت محسوس کرنے لگے۔ بقول آپ رحمۃ اللہ علیہ کے میں اس انتظار میں رہتا تھا کہ کس دن والدہ ماجدہ مجھ سے یہی فقرہ فرما دیں گی۔

شیطان اللہ تعالیٰ کا باغی ہے

حضرت بی بی میراں رحمۃ اللہ علیہا جب حج کے لئے کراچی تشریف لائیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہا کی طبیعت سخت ناساز ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا۔ دیکھو! میرے جانے کے بعد تم لوگ الگ الگ نہ ہو جانا اور میں نے جو کچھ تم لوگوں کو سکھایا ہے اور بتایا ہے اسے ہمیشہ دوسروں تک پہنچاتے رہنا۔ قانون کی پاسداری کرتے رہنا۔ حاکم اپنے فداکاروں اور اپنی اطاعت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اگر تم اللہ کے پھیلائے ہوئے وسائل کو صبر و شکر کے ساتھ خوش رہ کر استعمال کرو گے تو اللہ خوش ہو گا۔ اس نے یہ سارے وسائل تمہارے ہی لئے پیدا کئے ہیں۔ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کیا کرو۔ بے جا خرچ نہ کرو، دولت اڑانے والے

شیطان کے بھائی ہیں اور تم جانتے ہو کہ شیطان اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ تم کنجوس نہ بنو اور اتنے فضول خرچ نہ ہو کہ کل نادم ہونا پڑے وعدوں کو پورا کرو تول میں ترازو صحیح رکھو زمین پر اکڑ کر نہ چلو کہ تم نہ تو زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی بلندی میں پہاڑ کے برابر ہو سکتے ہو۔

درخت نے اپنی ٹہنیاں جھکا دیں

ایک دن حضرت بی بی فاطمہ بنت عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہا نے اپنی چادر دھو کر دھوپ میں ڈالنی چاہی لیکن عصر کا وقت تھا اور دھوپ گھر میں صرف بیری کے درخت کی چوٹی پر تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اس درخت کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے درخت! اپنی ٹہنیاں جھکا دے تا کہ میں اپنی چادر ان پر ڈال کر خشک کر سکوں۔ ٹہنیاں فوراً نیچے ہو گئیں۔ بی بی صاحبہ نے اپنی چادر ان پر ڈال دی اور وہ پھر بلند ہو گئیں۔ کچھ دیر کے حضرت میراں موج دریا رحمۃ اللہ علیہ گھر میں تشریف لائے اور چادر کو درخت پر پڑے دیکھا تو سمجھے کہ بی بی نے درخت پر چڑھ کر یہ کام کیا ہے۔ انہوں نے غصہ میں آ کر ان سے باز پرس کی تو انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ میں درخت پر نہیں چڑھی بلکہ خود درخت نے اپنی ٹہنیاں جھکا دیں۔ حضرت میراں موج دریا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو پھر اسی طرح درخت سے چادر اتار دو۔ چنانچہ بی بی صاحبہ نے درخت سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے درخت! اپنا سر جھکا لے تا کہ میں اپنی چادر اس سے اتار لوں۔ درخت کی ٹہنیاں فوراً نیچی جھک گئیں اور بی بی صاحبہ نے اپنی چادر ان سے کھینچ کر اتار لی۔

میرا دل ذاکر ہو گیا ہے

حضرت بنت نعمان رحمۃ اللہ علیہا کے والد نے شیر خوار حالت میں انہیں کئی بار خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہونے کے متعلق کہا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہا انکار کرتی رہیں بالآخر ایک روز انہیں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکی کو بغل میں لے کر نہایت ہی شفقت کی۔ لڑکی نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی

داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ایک بال داڑھی میں سے کھینچ لیا۔ جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ لڑکی ہم سے یادگار لے رہی ہے اور ان ہی ایام میں حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا اور وہ موئے مبارک اس لڑکی کے پاس بطور تبرک و یادگار رہ گیا۔ گھر واپس لوٹنے پر آپ رحمۃ اللہ علیہا پر مستی اور جذبات کے آثار نمودار ہوئے اور اس کی شدت سے آپ رحمۃ اللہ علیہا بے ہوش ہو گئیں۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہا کے بائیں پہلو میں دل کی حرکت بے حد زوروں پر تھیں جس سے حاضرین دنگ رہ گئے اور کچھ دیر کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہا کو ہوش آیا تو اس حالت کے بارے میں پوچھا گیا تو جواباً فرمایا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ ساعت بساعت عجب ہیبت ناک شکلوں میں نمودار ہوتے تھے یہاں تک کہ میں بے ہوش ہو گئی اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتی۔ ہاں اتنا جانتی ہوں کہ میرا دل ذاکر ہو گیا ہے۔

اللہ عزوجل کی رحمت وسیع ہے

حضرت بی بی حاجیانی رحمۃ اللہ علیہا مستجاب الدعوات ولیہ تھیں۔ حج کر کے واپس آ رہی تھیں تو سمندر میں طوفان آ گیا۔ تمام مسافر زندگی سے مایوس ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہا سے دعا کی درخواست کی۔ بی بی حاجیانی رحمۃ اللہ علیہا نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نہایت خشوع و خضوع سے یوں دعا مانگی: الٰہی! میں تیری رضا میں راضی ہوں اور تیرے سپرد اپنی جان کرتی ہوں لیکن یہ تیرے عاجز بندے ہیں۔ ان کے حال پر رحم فرما اور ان کی مصیبت کو آسان فرما دے۔ یکایک طوفان رک گیا اور جہاز کے مسافروں کو اللہ عزوجل نے بچا لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے سجدہ شکر ادا کیا اور حاضرین سے فرمایا۔ اللہ عزوجل کی امید سے ہمیشہ پُر امید رہیں اور یہ یقین رکھیں کہ گناہ خواہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ اللہ عزوجل کی رحمت اس سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ سمندر کے جھاگ سے زیادہ گناہ ہوں تب بھی اللہ عزوجل معاف فرما دیتا ہے لیکن اگر پھر خطا ہو جائے تو دوبارہ اللہ عزوجل کی رحمت میں پناہ لے لیں۔ یاد رکھو اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا اللہ عزوجل پر ایمان نہ رکھنے کے برابر ہے۔

کاروبار میں حسن اخلاق کامیابی کی ضمانت ہے

حضرت مائی حمیدہ رحمۃ اللہ علیہا ایک دفعہ کسی بستی میں آکر بیٹھ گئیں تو ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ مائی صاحبہ! میرا کاروبار بند ہو گیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہا دعا کریں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا کی دعا سے نصیب جاگ جاتے ہیں۔ اسے ایک بھرپور نظر سے دیکھا اور فرمایا۔ کاروبار میں حسن اخلاق کامیابی کی ضمانت ہے۔ دوکاندار کی حیثیت سے سوداگر کے اوپر بہت ساری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ کہ خریداروں کو اچھی چیزیں فروخت کرے جس مال پر خود اعتماد نہ ہو وہ فروخت نہ کرے۔ خریدار دوکاندار پر اعتماد کرتا ہے اسے بے اعتماد نہ کرے۔ دوکان صبح وقت پر کھولی جائے۔ صبر کے ساتھ دوکان پر جم کر بیٹھے۔ صبح بہت جلد بیدار ہو کر فرائض دینے کے بعد رزق کی تلاش میں نکل جانا خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ ملازمین کاروبار کے فروغ میں سوداگر کے ہاتھ پیر ہیں ہمیشہ ان کے ساتھ پیار، محبت اور نرمی کا سلوک کرنا چاہیے۔

اللہ عزوجل کی تجلی کا نزول

ایک بزرگ حضرت بی بی وردہ رحمۃ اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے ان کا نام لے کر ان کو سلام کیا۔ بزرگ نے حیران ہو کر پوچھا کہ تم نے مجھے کیسے پہچانا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے جواب دیا کہ محبوب حقیقی کی معرفت سے۔ بی بی وردہ رحمۃ اللہ علیہا نے بزرگ سے سوال کیا: سخاوت کیا ہے؟ بزرگ نے جواباً فرمایا کہ سخاوت عطا ہے۔ پوچھا کہ دین کی سخاوت کیا ہے؟ فرمایا: اللہ عزوجل کی خوشی کے لئے کوشش اور جدوجہد کرنا۔ جب بندہ اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے جدوجہد کرتا ہے تو اللہ عزوجل کی تجلی قلب پر نازل ہوتی ہے جس سے بندہ یا بندی نور کے غلاف کو اپنے اوپر محیط دیکھتے ہیں اور بندہ اس وقت اللہ سے اللہ ہی کو طلب کرتا ہے۔

حق کا وقوف

ایک دن ایک بزرگ حضرت اُم معاذ رحمۃ اللہ علیہا سے ملنے آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہا کی حالت دیکھ کر پوچھا۔ تجھے کس شے نے دیوانہ بنا رکھا ہے؟ جواباً فرمایا: اللہ عزوجل سے ملنے کے شوق نے مجھے تڑپایا ہوا ہے۔ بزرگ نے پوچھا: حق کا وقوف کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: حق کو پانے کے لئے کیف کا ہونا ضروری ہے۔ بزرگ نے پوچھا۔حق کو پانے کے لئے صادق ہونا کیا شے ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے یہ سن کر آنکھیں بند کر لیں اور پھر مسکرا کر فرمایا: صادق اور سچے لوگ اس طرح چلے جاتے ہیں اس کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہا کو ہلا جلا کر دیکھا تو جسم سے روح پرواز کر چکی تھی۔

روزِ محشر تمہاری شفاعت کروں گا

چودہ سال کی عمر میں سورۂ رحمٰن کی تلاوت کے دوران روشن اور چمکتا ہوا ستارہ نظر آیا۔حضرت بی بی سارہ رحمۃ اللہ علیہا کی نظر ستارے پر گئی تو ستارہ اپنی جگہ سے ہٹتے ہٹتے بادل کے ایک ٹکڑے کے پاس چلا گیا۔ پھر یہ ستارہ ان کی پیشانی پر چمکنے لگا۔ بی بی سارہ رحمۃ اللہ علیہا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔تم نے دنیا میں آکر اپنا وعدہ پورا کیا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ روز محشر تمہاری شفاعت کروں گا۔

مصیبت سے آگاہی

ایک مرتبہ حضرت بی بی ستارہ رحمۃ اللہ علیہا کا بیٹا پانی میں ڈوب گیا۔شور مچ گیا کہ لڑکا مر گیا ہے۔لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہا کو صبر کی تلقین کرنے لگے۔آپ رحمۃ اللہ علیہا نے کہا میرا بیٹا ڈوبا نہیں ہے اور دریا کی جانب جا کر بیٹے کو آواز دی اے بیٹے! بیٹے نے جواب دیا: جی اماں اور پانی سے

زندہ نکل آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے بیٹے کو پیار کیا اور کہا۔ جو مصیبت آنے والی ہوتی ہے اللہ اس کی خبر پہلے سے ہی مجھے دے دیتا ہے چونکہ مجھے بیٹے کے ڈوبنے کی خبر نہیں دی گئی تھی اس لئے میں نے اس کے مرنے کا یقین نہیں کیا تھا۔

میں اللہ ہی کے لئے زندہ ہوں

ایک مرتبہ حضرت مائی جنت رحمۃ اللہ علیہا کہیں سے آ رہی تھیں کہ ایک صاحب ملے اور پوچھا۔ کہاں سے آ رہی ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے جواباً فرمایا: اللہ کی جانب سے۔ ان صاحب نے پھر پوچھا کہ کہاں جا رہی ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: اللہ کی طرف۔ ان صاحب نے کچھ رقم پیش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اس کے منہ پر چپت رسید کر دی اور بولیں: اللہ کی جو صورت تو نے دل میں بنا رکھی ہے وہ تیری کم عقلی پر دلالت کرتی ہے۔ میں اللہ کے لئے زندہ ہوں جس طرح میں اس کی بندگی میں کسی کو شریک نہیں کرتی اسی طرح اس کے سوا کسی سے کچھ نہیں لیتی۔

یہ عورت ایک مرد ہے

حضرت بی بی فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت تھیں اور کافی عرصہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہانسی اور دہلی مقیم رہیں۔ دہلی میں آپ رحمۃ اللہ علیہا کا قیام حضرت نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کی ہمسائیگی میں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کے بارے میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

"یہ عورت ایک مرد ہے جس کو عورتوں کی صورت میں دنیا میں بھیجا گیا ہے۔"

کمزوری کا اعتراف

حضرت بنت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہا کی شادی ایک فرشتہ صفت غریب نوجوان سے ہوئی جو کہ مؤذن مسجد تھے۔ پہلی ہی رات آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے شوہر کے گھر میں روٹی

دیکھی تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ شوہر نے جواب دیا: یہ روٹی افطار کے لئے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے وہ روٹی کا ٹکڑا پرندوں کو ڈال دیا اور اپنے شوہر سے کہا: تم کیسے زاہد ہو کہ تم نے افطار کے لئے روٹی بچا کر رکھی ہوئی ہے۔ شوہر ازحد شرمندہ ہوا اور اپنی کمزوری کا اعتراف کر کے معافی کا طلب گار رہا۔

جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے

حضرت بنت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ جو عورت پانچ وقت نماز ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی آبرو کی حفاظت کرے، شوہر کو راضی رکھے، اسے اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے، شوہر کی حیثیت سے زیادہ اس سے خرچہ نہ مانگو، بے جا فرمائشیں نہ کرو، کسی بات پر ضد نہ کرو، شوہر اور بچوں سے بات کرنے میں میانہ روی اختیار کرو، اس عمل سے گھر کا ماحول خوشگوار رہتا ہے۔

دنیا سے اٹھ جانا ہی بہتر ہے

حضرت بی بی رانی رحمۃ اللہ علیہا کا پڑوسی بیمار ہو گیا اور اس نے کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی۔ وہ بزرگ مراقبے میں چلے گئے اور فرمایا کہ تم نے کسی کا دل دکھایا ہے جس کی وجہ سے تم اس مرض میں مبتلا ہو گئے ہو۔ تمہارا علاج میرے پاس نہیں لیکن تمہارے پڑوس میں ایک صاحب دل خاتون رہتی ہیں۔ ان کی دعا سے انشاء اللہ تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔ وہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تکالیف بیان کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: پریشان نہ ہو انشاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے۔ پھر فرمایا: میں گوشہ تنہائی میں اپنی زندگی گزار رہی تھی اور کوئی مجھ سے واقف نہیں تھا۔ اب جب کہ لوگوں کو پتہ چل گیا ہے تو زندگی میں لطف نہیں رہا اس لئے دنیا سے اٹھ جانا ہی بہتر ہے پھر چند روز ہی گزرے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہا کا وصال ہو گیا۔

کتابیات

۱۔ کشف المحجوب از حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ تذکرۃ الاولیاء از حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ روض الریاحین از امام عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ کراماتِ اولیاء از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ فوائدالفواد از حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ نفحات الانس از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور لاہوری
۸۔ محفل اولیاء از حضرت علامہ شاہ مراد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر از محمد کاشف قادری
۱۰۔ اولیائے چشت اور کلیر کا چاند از علامہ محمد منشا تابش قصوری
۱۱۔ بزمِ صوفیہ از صباح الدین عبدالرحمٰن
۱۲۔ تذکرہ اولیاء سندھ از علامہ محمد اقبال حسین نعیمی
۱۳۔ اقتباس الانوار از حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ اڑھائی قلندر از ابوالکاشف قادری رحمۃ اللہ علیہ
۱۵۔ اولیائے خواتین از محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ

